قرآن

(حکمت، اعجاز، فضلیت)

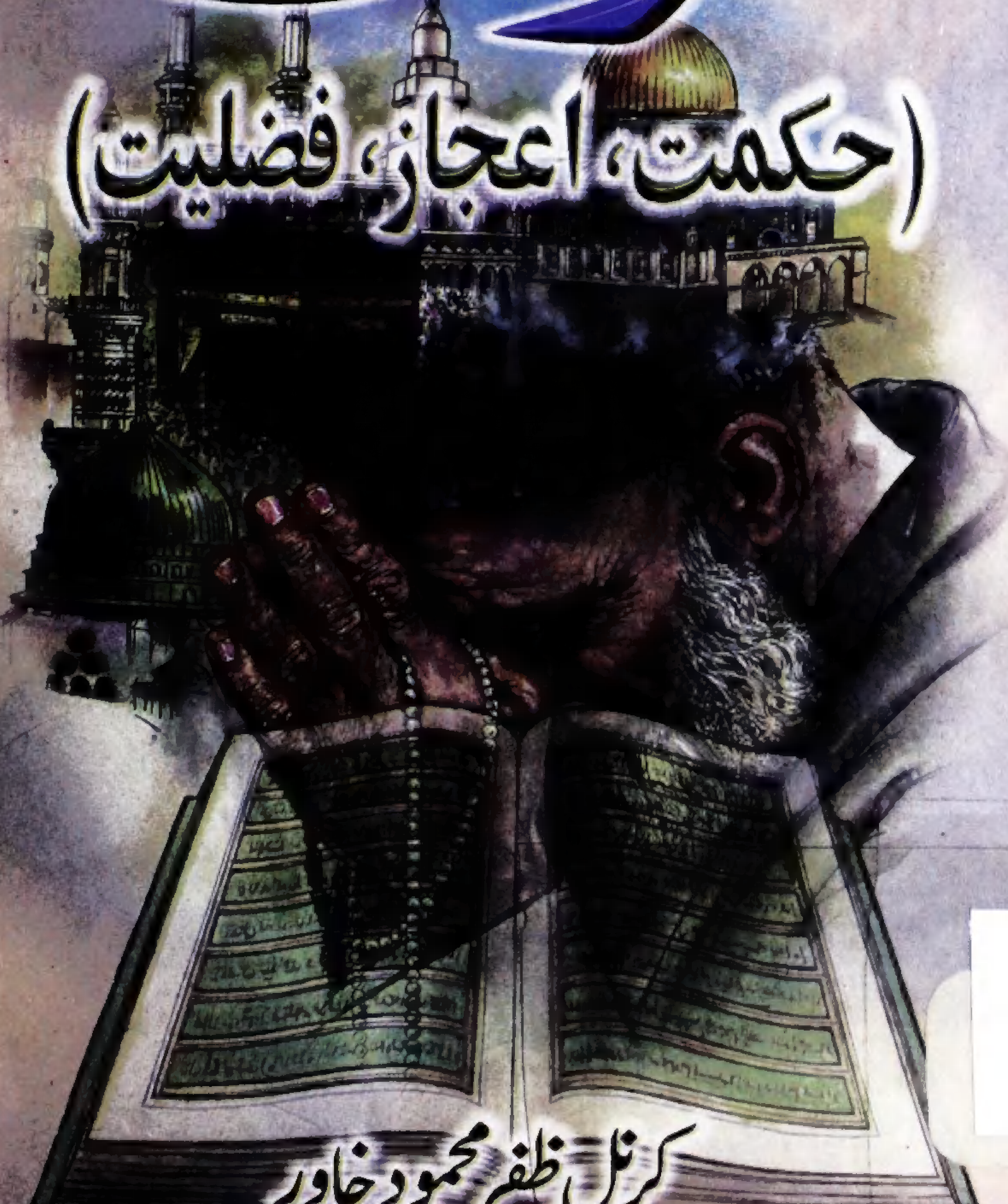

کرنل ظفر محمود خاور

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن

(حکمت، اعجاز، فضلیت)

کرنل ظفر محمود خاور

12927/02
GIFT BOOK

NATIONAL BOOK FOUNDATION

نیشنل بک فاؤنڈیشن
اسلام آباد
لاہور - راولپنڈی - ملتان - کراچی - سکھر - پشاور - کوئٹہ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

۲۹۷۶۱۱
خ ۲ الف ق
۵۶۸۸۹
DATA ENTERED

اشاعت اوّل : ۱۰۰۰

تعداد : ۱۰۰۰ کاپیاں

کوڈ نمبر : جی بی آر پی/ پی/ ۷۲۵/ ۱۰۰۰

مطبوعہ : ایس ایم پرنٹرز، کراچی۔

ناشر

نیشنل بک فاؤنڈیشن

اسلام آباد

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
ا	پیش لفظ	ا
ب	انتساب	ب
ج	تقریظات	ج
د	حکیم سعید	د
ر	لیفٹیننٹ جنرل سعید الظفر	ر
ہ	لیفٹیننٹ جنرل صلاح الدین ترمذی	ہ
ز	لیفٹیننٹ جنرل طارق پرویز	ز
ح	میجر جنرل جمشید گلزار	ح
ط	پروفیسر منور ابن صادق	ط
1	ابتدائیہ	1
2	تمہید	2
3	ابتدائی معلومات	3
4	چند مقامات نزول قرآن	21
5	آداب تلاوت قرآن	30
6	حکمت وفضیلت قرآن	37
7	فلسفہ حیات	45

۲۰۱۵-۰۲-۱۷

Marfat.com

8	فہم قرآن اور ضرورت علم	63
9	قاری قرآن کی قدر و منزلت	66
10	تفسیر سورۃ فاتحہ	72
11	قرآن کے باطنی فوائد	97
12	اہتمام تلاوت قرآن	102
13	اعجاز قرآن	109
14	قرآن اور عسکری تعلیم	128
15	قرآن اور سائنس	161
16	قرآن اور دیگر آسمانی کتب	197
17	ماحصل	224
18	کتاب نامہ	226

Marfat.com

پیش لفظ

کرنل ظفر محمود خاور نہ صرف ایک اچھے مقرر ہیں بلکہ بہترین اہل قلم بھی ہیں کرنل صاحب کا شروع ہی سے لکھنے لکھانے کا شوق رہا ہے۔ آپ رائٹرز گلڈ اور مجلس اقبال کے ممبر بھی رہے ہیں۔ فن تقریر وراثت میں پایا ہے جہاں تک ظفر محمود خاور کی کتاب قرآن (حکمت' فضیلت اور اعجاز) کا تعلق ہے۔ یہ ان چند مضامین کا مجموعہ ہے جو کہ انسان کی عملی زندگی سے قریب تر ہیں' قرآن ہمارے لئے ضابطہ حیات ہے یہ اکمل ہے۔ اتمم ہے اور اس میں ہم سب کی بقا اور فلاح ہے کرنل ظفر محمود خاور کی یہ خوبی انتہائی مستحسن ہے کہ آپ تلوار کے ساتھ ساتھ قلم سے بھی جہاد میں مصروف ہیں۔ مصنف انتہائی حساس دل کے مالک ہیں جو قوم کی دھڑکن کے ساتھ دھڑکتا ہے اگر یہ دھڑکن صحیح ہے تو خاور کا دل بھی صحت مند ہے۔ زیر نظر کتاب انتہائی سادہ و موثر الفاظ میں لکھی گئی ہے۔ بقول مصنف قرآن کریم کو اگر ہم ایک لفظ میں بیان کرنا چاہیں تو پھر اس کا مطلب صرف اور صرف "عمل" ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنی زندگی کو قرآن حکیم کے مطابق ڈھال لیں اور اس پر عمل پیرا ہو کر نہ صرف اس دنیا میں سرخرو اور کامیاب ہوں بلکہ آنے والی زندگی میں بھی کامرانی حاصل کر لیں۔

راؤ محمد اسلم
سیکرٹری
نیشنل بک فاؤنڈیشن

Marfat.com

Marfat.com

انتساب

قرآن کریم امت محمدی ﷺ کے لیے سب سے بڑا انعام ہے- یہ وہ بابرکت کتاب ہے جو روشنی اور ہدایت ہے اور ہر لحاظ سے مکمل اور جامع ضابطہ حیات ہے-اس کی حکمتیں بے شمار اس کے فضائل لاانتہا اور اس کے معجزے ان گنت بندۂ عاجز نے کوشش کی ہے کہ چند موضوعات کے حوالے سے قرآن کی عظمت اعجاز اور فضیلت کے بارے میں بیان کیا جائے-

ہمارے عوام الناس بالخصوص پاک فوج کے سپاہی بہت ہی سادہ ہیں-ان کا اس کتاب پر ایمان بالغیب ہے اور اس کی حفاظت تقاضائے ایمان ہے-بندہ احقر کے ذہن میں یہ خیال بار بار آتا تھا کہ ان سادہ لوح جوانوں کو قرآن کے فوائد سے کیسے روشناس کرایا جائے- چنانچہ عملی زندگی سے قریب ترین موضوعات کا انتخاب کر کے طبع آزمائی کی کوشش کی گئی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ مستفید ہو سکیں-بالخصوص اس عاجز کے ذہن میں یہ بھی تھا کہ ہمارے جاں نثار مجاہدین جو کشمیر اور سیاچین کے محاذ پر سر بکف ہیں ' ان کو قرآن کی برکات سے آگاہ کیا جائے- کتاب قرآن' کا مجاہد سپاہی والا باب ایک پاکستانی سپاہی کے ایمان کو تازہ کرنے کے لیے انشاء اللہ کافی ہو گا - مزید برآں کچھ سورتوں کے فوائد کا بھی ذکر ہے کہ اکسیر کی حیثیت رکھتی ہیں اور جن کے پڑھنے کے بے شمار فوائد ہیں-

میرے والدین کی خواہش تھی کہ قرآن کریم کے فضائل کے بارے میں کچھ لکھا جائے-ان کی زندگی میں تو یہ خواہش پوری نہ ہو سکی لیکن اب یہ احقر اپنی عاجزانہ کوشش پر نازاں ہے کہ رب کریم نے توفیق دی کہ قرآن کریم کے بارے میں والدین کی آرزوؤں کو کتابی صورت دے سکا- بندہ کی مودبانہ گزارش ہے کہ میرے مرحوم والدین کے لیے دعائے مغفرت

Marfat.com

فرمائیں (شکریہ) زندگی نے وفا کی تو انشاء اللہ سیرت طیبہ پر کتاب لکھنے کا ارادہ ہے اور اس سلسلے میں کام ہو رہا ہے۔

قارئین سے التماس ہے کہ غلطیوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرماتے ہوئے اس گناہگار کیلئے دعا فرمائیں کہ رب العزت دنیا و آخرت میں کامیابی سے ہمکنار فرمائے آمین ثم آمین۔

اس کتاب کو مکمل کرنے میں سیارہ ڈائجسٹ کا قرآن نمبر میرے لئے انتہائی ممد و معاون ثابت ہوا میں اس سلسلے میں سیارہ ڈائجسٹ والوں کا تہہ دل سے خصوصی طور پر ممنون ہوں کہ جن کی وجہ سے میں یہ کتاب مکمل کر سکا۔ کیونکہ بہت سے موضوعات کا انتخاب سیارہ ڈائجسٹ سے کیا گیا ہے۔

دعاؤں کا طلب گار

ظفر محمود خاور

تقریظات

Marfat.com

Marfat.com

جناب محترم کرنل ظفر محمود خاور

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

علم کی اشاعت، فکر کی وسعت اور دانش کی حفاظت کسی قوم کے لیے بنیادی اہمیت رکھتی ہے، اس لیے وہ اصحاب جو اس خدمت میں حصہ لیتے ہیں اور اپنے علم و فکر کو ملک و ملت کے لیے عام کرتے ہیں ہمارے لیے نہایت قابل احترام اور لائق ستائش ہیں۔

میں نے برصغیر کے ان اہل فکر و نظر اور صاحبان تصنیف کی ایک فہرست مرتب کی ہے جن کے بارے میں مجھے یقین و اطمینان ہے کہ انہوں نے برصغیر میں انقلاب فکر پیدا کیا ہے اور تعمیر و تہذیب اذہان میں ناقابل فراموش اور موثر و مثبت حصہ لیا ہے۔ اس فہرست میں آپ کا اسم گرامی بھی ہے۔ میں ممنون ہوں کہ آپ از راہ لطف و کرم اپنی گراں قدر تصانیف وقتاً فوقتاً مجھے ہدیتہً بھجواتے رہے ہیں۔ بلاشبہ یہ میرے پاس ایک قیمتی سرمایہ ہے۔ مگر میں اس سے ایک قدم اور آگے بڑھانا چاہتا ہوں۔ میں آپ کی کم سے کم ایک تصنیف کا اصل مسودہ بھی حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ برصغیر میں اہل فکر و قلم کی تحریرات کو محفوظ کرنے کا تخیل صرف اس حد تک ہے کہ قومی اور سیاسی رہنماؤں کے بارے میں اس قسم کا انتظام کیا جاتا ہے اور ان کی اہمیت اپنی جگہ مسلم، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ ایک سیاسی رہنما سے زیادہ اہمیت کی حامل وہ شخصیات ہیں جو افکار کو جنم دیتی ہیں اور علم و عمل کی راہوں کو ہموار کرتی ہیں۔

میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں ایسی تمام تحریرات کو جمع کر کے ان کو محفوظ کر دینے کا انتظام کر دوں۔ بلاشبہ یہ تحریرات آج بھی قیمتی ہیں اور آج سے پچاس اور سو سال بعد ان کی قدر و قیمت کئی گنا زیادہ ہو گی کہ ان کو ایک اثاثہ ملی کی حیثیت حاصل ہو گی۔ پچاس اور سو

Marfat.com

سال بعد شائد ہم تو اس دنیا میں موجود نہیں ہوں مگر میں فکر، نظر کے لیے آنے والی ملت کے لیے یہ تاریخی سرمایہ محفوظ کر جاؤں گا کہ جو متعدد اعتبارات سے موضوع فکر بن سکتا ہے۔

میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ آپ کم سے کم اپنی کسی ایک تصنیف کا مکمل مسودہ اصل حالت میں (یعنی جس حال میں کہ کتابت یا طباعت کے لیے دیا گیا تھا) مجھے عطا فرما دیجئے اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کو مجلد کرا کے بیت الحکمۃ کے شعبہ مسودات مصنفین میں محفوظ کر دوں۔ آپ کے اس تعاون و عطا سے مجھے ملی خدمت کا موقع مل جائے گا اور میں ہدیہ تشکر و امتنان بھی آپ کو پیش کر کے مطمئن ہوں گا۔

میری ایک اور درخواست یہ ہے کہ آپ مجھے اپنے حالات (بایوڈیٹا۔ حیات نامہ) سے بھی مطلع فرمانے کی زحمت گوارا فرمائیں تاکہ میں اس مسودہ کے ساتھ اسے بھی محفوظ کر سکوں۔

احترامات فائقہ کے ساتھ

آپ کا مخلص

دستخط

(حکیم محمد سعید)

لیفٹیننٹ جنرل سعید الظفر پشاور

قرآن الحکیم سے رہنمائی حاصل کرنے کے لیے ہر دور کا انسان تشنہ کام رہا ہے۔ ماضی تو گزر چکا' اس سے سبق حاصل کرنے کے سوا رغبت بے سود ہے۔ حال جس حال میں بھی ہے مسلسل بیت رہا ہے اس لیے بعید از مراقبہ ہے۔ مستقبل کی فکر میں اگر صحیح رہنمائی میسر آجائے تو دنیا و آخرت میں سرخروئی کی امید بندھ جاتی ہے۔

تشنگی کے باوجود قرآن کریم جیسے اتھاہ سمندر میں غوطہ زن ہونا ایک عام انسان کی ہمت سے بالاتر ہے۔ جناب کرنل ظفر محمود خاور نے یہ حوصلہ دکھایا ہے جو یقیناً تائید الٰہی اور توفیق الٰہی کے بغیر ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے حوصلے اسی طرح بلند رکھے' اور پڑھنے والوں کو بھی اسی بیش بہا نعمت سے سیر ہونے کی توفیق دے۔ آمین۔

جناب کرنل خاور کا یہ جامع تجزیہ ہر مفکر' دانشور' مجاہد اور قاری کے لیے انمول تحفہ ہے' جسے ہمارے کتب خانوں میں اور شخصی مطالعہ کے لیے متعارف کرانے کی اشد ضرورت ہے۔

Marfat.com

لیفٹیننٹ جنرل صلاح الدین ترمذی ملتان

زندگی کے ہر شعبے میں ہمیں اپنے اردگرد ایسے مخلص لوگ نظر آتے ہیں جنہوں نے دین کی بالواسطہ یا بلاواسطہ بے لوث خدمت کی ہے۔ انہی خوش نصیب اشخاص میں سے ایک کرنل ظفر محمود خاور ہیں جنہوں نے قرآن جیسی عظیم کتاب پر کام کیا ہے۔

کرنل صاحب نے اپنی زیر نظر تصنیف 'قرآن' کے بارے میں عام معلومات، آداب قرآن، فضائل قرآن، مختلف سورتوں کے فضائل، تقابل قرآن، وسائنس اور قرآن کا سپاہی جیسے مضامین پر سیر حاصل روشنی ڈالی ہے۔

مصنف نے اس کتاب میں اپنی جس علمی صلاحیت کا اظہار کیا ہے قاری حضرات کے لیے باعث طمانیت اور خود ان کے لیے باعث سعادت ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے آمین۔

میں سمجھتا ہوں کہ اس کتاب میں "قرآن کا سپاہی" ایک مفید اضافہ ہے، جس کی بدولت اس کتاب کا مطالعہ پاک فوج کے ہر آفیسر، سردار اور جوان کو کرنا چاہیے۔

Marfat.com

Marfat.com

لیفٹیننٹ جنرل طارق پرویز کوئٹہ

میں کرنل ظفر محمود خاور کی کتاب کو زیادہ تو نہیں پڑھ سکا لیکن چند ابواب کا مطالعہ ضرور کیا ہے۔اس کا ایک باب جو قرآن کے سپاہی کے نام سے لکھا گیا ہے۔انتہائی معلومات افزا ہے اور ہمارے سپاہیوں کے لیے اس میں بہت اہم پیغام ہے۔اس کے علاوہ قرآن کی حکمت اور فضیلت کے ابواب پر بھی نظر ڈالی ہے۔ واقعی ان کے پڑھنے سے قرآن کی قرات کا شوق پیدا ہوتا ہے۔کرنل صاحب نے ایک اہم موضوع پر قلم اٹھا کر ایک بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔میں انہیں دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔میری رائے میں اس کتاب کا مطالعہ ہر فرد کے لیے اہم ہے۔بالخصوص پاک فوج کے تمام حضرات کو اس سے ضرور مستفید ہونا چاہیئے

Marfat.com

Marfat.com

میجر جنرل جمشید گلزار کمانڈنٹ پی ایم اے

ظفر اور میں نہ صرف Colleague رہے ہیں بلکہ ظفر میرا بہترین دوست بھی ہے۔ ہم نے ملتان میں تین سال اکٹھے گزارے ہیں۔ ملتان میں ظفر کو اپنے پیشہ وارانہ فرائض کے علاوہ سپورٹس۔ مجاہد برانچ' پریس اور وفاقی تعلیمی اداروں کے امور کے بارے میں بھی فرائض سونپے گئے تھے بحیثیت جنرل سٹاف آفیسر تعلیم اور مذہبی امور، ظفر کو میں نے بہت ہی پروفیشنل پایا۔ میری دلی خواہش تھی کہ ظفر کوئی کتاب لکھے اور آج جب انہوں نے کتاب "قرآن" (حکمت، فضیلت اور اعجاز) کے بارے میں میری رائے مانگی تو مجھے بہت زیادہ دلی خوشی ہوئی۔

میرے دوست کی یہ کوشش ہم سب کے لئے انتہائی مفید اور کار آمد ہے۔ میری اپنی رائے میں ہم سب کی فلاح دین اسلام میں ہی ہے اور ہمارے دین کی اساس اور روح قرآن ہی ہے

قرآن جیسے عظیم موضوع پر قلم اٹھانا ظفر کی ہمت ہے اور میں اس کے لئے خلوص دل سے ان کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اس کتاب کا مطالعہ ہم تمام کے لئے انتہائی اہم ہے خصوصاً پاک فوج کے افراد کے لئے بہت ضروری ہے کہ اس کتاب سے ضرور مستفید ہوں۔

پروفیسر منور ابن صادق پنجاب یونیورسٹی لاہور

ہم کہا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو فہم کے لیے سہل بنایا ہے۔ سو اس کے فہم کے لیے انہیں اس پر عمل کے لیے عمر وقف کرنے کی ضرورت ہے۔ بلاشبہ قرآن آسان ہے حصول ہدایت کے لیے، لیکن اہل دانش کے لیے اس کے معارف کی کوئی حد نہیں۔ چنانچہ اہل علم نے اس کی تفہیم تشریح اور تعبیر کے سلسلے میں بڑی بڑی کاوشیں کی ہیں۔ ان سب کاوشوں کو یک جا کر دیا جائے تو بھی معارف قرآنی کا احاطہ ناممکن ہے۔ بہر حال اس میں جس نے جتنا بھی حصہ ڈالا ہے، وہ بشرط اخلاص بے حد اجر و ثواب کا مستحق ہے۔ ایسے خوش نصیبوں میں عزیز محترم کرنل ظفر محمود خاور بھی شامل ہیں۔ جنہوں نے ایک مخلص مومن کی نظر سے قرآن حکیم کی فضیلت و حکمت کو دیکھ کر ایک سپاہی کی حیثیت سے اس کے خواص کی وضاحت کی ہے۔ اللہ انہیں اجر عظیم عطا فرمائے، ان کی تصنیف کو قبولیت عطا فرما کر قارئین کے لئے خیر و برکت کا ذریعہ بنائے آمین!

Marfat.com

ابتدائیہ

الحمدللہ الذی خلق الانسان و علمه البیان وانزل له القرآن وجعله موعظة وشفاء وهدی ورحمة لذی الایمان لاریب فیه ولم یجعل له عوجا وانزله قیما و حجة و نورا الذی الایقان والصلوة واسلام الاتمان الاکملان علی خیر الخلائق سن الانس والجان الذی نور القلوب والقبور ونور ورحمة للعلمین ظهوره'

ترجمہ: تمام تعریف اس پاک ذات کے لیے ہے جس نے انسان کو پیدا کیا اور اس کو وضاحت سکھائی اور اس کے لیے قرآن پاک نازل فرمایا جس کو نصیحت اور شفا اور ہدایت اور رحمت ایمان والوں کے لیے بنایا جس میں نہ کوئی شک ہے اور نہ کسی قسم کی کجی بلکہ وہ بالکل مستقیم ہے اور حجت اور نور ہے یقین والوں کے لیے اور کامل و مکمل درود و سلام اس بہترین مخلوق پر ہو کہ جسکے نور نے زندگی میں دلوں کو اور مرنے کے بعد قبروں کو منور فرمایا اور جس کا ظہور تمام عالم کے لیے رحمت اور نور ہے۔

Marfat.com

تمہید

لو انزلنا هذا القرآن على جبل لرأيته خاشعا متصدعا من خشية الله و تلك الامثال نضربها للناس لعلهم يتفكرون (القرآن سورہ الحشر 21:59)

اگر ہم یہ قرآن پاک پہاڑ پر نازل فرماتے تو تو دیکھتا کہ وہ اللہ کے ڈر سے دب جاتا اور پھٹ جاتا۔ یہ مثالیں ہم لوگوں کو اس لیے بتاتے ہیں کہ وہ تفکر کریں۔

قرآن کی عظمت کا یہ عالم علامہ اقبال نے اپنے اشعار میں کچھ اس طرح بیان کیا ہے:

نقش قرآن تا دریں عالم نشست
نقش ہائے کاہن و پاپا شکست
فاش گویم آنچہ در دل مضمر است
ایں کتابے نیست چیزے دیگر است

دریا کا جوش رک گیا طوفان تھم گیا
جو تھا لرز کر اسی جا پہ جم گیا!

Marfat.com

ابتدائی معلومات

کل پارے 30 ، کل سورتیں 114 ، کل کاتبان وحی 40 ، کل منازل 7 ، کل رکوع 540 ، کل کلمات86430 ، کل تعداد حروف 333760 ، مکی سورتیں 65 مدنی سورتیں18 مقام نزول کے بارے میں اختلافی سورتیں31۔

پہلی وحی :

قرآن کی پہلی وحی غار حرا میں اس وقت نازل ہوئی جب حضور اکرم ﷺ کی عمر مبارک تقریباً چالیس سال تھی۔ قرآن کا نزول22 سال5 ماہ میں مکمل ہوا۔

قرآن پاک کا نزول وقت اور حالات کے پیش نظر ہوتا رہا۔ قرآن پر زیر زبر اموی دور میں لگائے گئے۔ گورنر حجاج بن یوسف کا کردار اس میں نمایاں تھا۔

قرآن پاک کتاب آخر ہے اور مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اس کی تقدیس اور محفوظیت کے متعلق ارشاد ربانی ہے :

بل هو قرآن مجید فی لوح محفوظ(ا) (بے شک قرآن لوح میں محفوظ ہے)
قرآن پاک آئینہ کردار اور مومنوں کے ہاتھ میں اللہ کی تلوار ہے۔

Marfat.com

اسمائے قرآن حکیم

کتاب مبین	حم والكتاب المبين	(الزخرف ۴۳ آیات ۱۔۲)
نور	وانزلنا اليكم نور مبينا	(النساء آیات ۴۔۱۷۴)
ہدایت اور رحمت	وهدى ورحمة للمومنين	(یونس۱۲۔۵۷)
فرقان	نزل الفرقان على عبده	(الفرقان۲۵۔۱)
شفاء	وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمومنين	(بنی اسرائیل۱۷۔۸۲)
موعظة یعنی نصیحت	قد جاء تكم موعظة من ربكم وشفاء لما فى الصدوره وهدى ورحمة للمومنين	(یونس۱۰۔۵۷)
ذکر مبارک	وهذا ذكر مبارك انزلنه افانتم له منكرون	(الانبیاء۲۱۔۵۰)
حکمت	حكمة بالغة فما تغن النذر	(القمر۵۴۔۵)
مہیمن (محافظ)	مصد قالمابين يديه من الكتاب ومهيمنا عليه	(المائدہ۵۔۴۸)

حکیم	الرا تلک ایات الکتب الحکیم	(یونس ۱۰۔۱)
حبل اللہ (اللہ کی رسی)	واعتصمو بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا۔	(آل عمران ۳۔۱۰۳)
قول فصیل	انہ لقول فصل	(الطارق ۸۶۔۱۳)
احسن الحدیث متشابہا مثانی (عمدہ کلام)	اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابہا مثانی	(الزمر ۳۹۔۲۳)
تنزیل (اتاری ہوئی)	وانہ لتنزیل رب العالمین	(الشعراء ۲۶۔۱۹۲)
روح (جان افزاء)	اوحینا الیک روحا من امرنا	(الشوری ۴۲۔۵۲)
وحی	قل انما انذرکم بالوحی	(الانبیاء ۲۱۔۴۵)
بصائر (بصیرت افروز)	ھذا ابصائر للناس	(الجاثیہ ۴۵۔۲۰)
بیان (لوگوں کو سمجھانے کیلئے)	ھذابیان للناس ھدی و موعظۃ للمتقین	(آل عمران ۳۔۱۳۸)
تذکرہ	وانہ لتذکرۃ للمتقین	(الحاقہ ۶۹۔۴۸)
صدق	والذی جاء بالصدق	(الزمر ۳۹۔۳۳)
امر اللہ (اللہ کا حکم)	ذالک امراللہ انزلہ الیکم	(الطلاق ۶۵۔۵)

Marfat.com

هدیٰ و بشریٰ (سراپا ہدایت خوشخبری)	هدی وبشری	(البقرہ ۲۔ ۹۷)
مجید (کمال شرف والا)	بل هو قرآن مجید	(البروج ۸۵۔ ۲۱)
عزیز (عزت والی کتاب)	وانه لکتاب عزیز	(حم السجدہ ۴۱۔ ۴۱)
بلاغ (پیغام)	هذا بلاغ للناس	(ابراہیم ۱۴۔ ۵۲)
قرآن عربیاً بشیراً ونذیراً	کتاب فصلت آیاته قرآنا عربیا لقوم یعلمون بشیرا و نذیرا	(حم السجدہ ۴۱۔ ۳۔ ۴)
صحف (صحیفوں) بلند رتبہ و پاکیزہ	صحف مکرمه مرفوعة مطهرة	(عبس۔ ۸۰۔ ۱۳۔ ۱۴)

Marfat.com

قرآنی سورتوں کی تفصیل

سورۃ کی قرآنی ترتیب	سورۃ کی نزولی ترتیب	نام سورۃ	کل رکوع	کل آیات	جائے نزول	پارہ	منزل	سجدہ تلاوت
1۔	۵	سورۃ الفاتحہ	1	۷	مکہ	1	۱	---
2۔	۸۷	سورۃ البقرہ	۴۰	۲۸۶	مدینہ	۱_۲_۳	۱	----
3۔	۸۹	سورۃ آل عمران	۲۰	۲۰۰	مدینہ	۳_۴	۱	---
4۔	۹۲	سورۃ النساء	۲۴	۱۷۶	مدینہ	۴_۵_۶	۲	----
5۔	۱۱۲	سورۃ المائدہ	۱۶	۱۲۰	مدینہ	۶_۷	۲	---
6۔	۵۵	سورۃ الانعام	۲۰	۱۲۵	مکہ	۷_۸	۲	---
7۔	۳۹	سورۃ اعراف	۲۴	۲۰۶	مکہ	۸_۹	۲	---

Marfat.com

8-	۸۸	سورۃ الانفال	۱۰	۷۵	مدینہ	۹_۱۰	۲	---
9-	۱۱۳	سورۃ التوبہ	۱۶	۱۲۹	مدینہ	۱۰_۱۱	۳	سجدہ نمبر۱
10-	۵۱	سورۃ یونس	۱۱	۱۰۹	مکہ	۱۱	۳	---
11-	۵۲	سورۃ ہود	۱۰	۱۲۳	مکہ	۱۱_۱۲	۳	---
12	۵۳	سورۃ یوسف	۱۲	مکہ	۱۳_	۱۲	۳	---
13-	۹۶	سورۃ الرعد	۶	۴۳	مدینہ	۱۳	۳	سجدہ نمبر۲
14-	۷۲	سورۃ ابراہیم	۷	۵۲	مکہ	۱۳	۳	-----
15-	۵۴	سورہ الحجر	۶	۹۹	مکہ	۱۳_۱۴	۳	---
16-	۷۰	سورۃ النحل	۱۶	۱۲۸	مکہ	۱۴	۳	سجدہ نمبر۳
17-	۵۰	بنی اسرائیل	۱۲	۱۱۱	مکہ	۱۵	۴	سجدہ نمبر۴

Marfat.com

18۔	۶۹	سورۃ الکھف	۱۲	۱۱۰	مکہ	۱۵_۱۶	۴	----
19۔	۴۴	سورۃ مریم	۶	۹۸	مکہ	۱۶	۴	سجدہ نمبر۵
20۔	۴۵	سورۃ طٰہ	۸	۱۳۵	مکہ	۱۶	۴	------
21۔	۷۳	سورۃ الانبیاء	۷	۱۱۲	مکہ	۱۷	۴	------
22۔	۱۰۳	سورۃ الحج	۱۰	۷۸	مدینہ	۱۷	۴	سجدہ نمبر۶
23۔	۷۴	سورۃ المومنون	۶	۱۱۸	مکہ	۱۸	۴	---
24۔	۱۰۲	سورۃ النور	۹	۶۴	مدینہ	۱۸	۴	---
25۔	۴۲	سورۃ فرقان	۴	۷۷	مکہ	۱۸_۱۹	۴	سجدہ نمبر۷
26۔	۴۷	سورۃ الشعرآء	۱۱	۲۲۷	مکہ	۱۹	۵	----

27۔	۴۸	سورۃ النمل	۷	۹۳	مکہ	۱۹_۲۰	۵	سجدہ نمبر ۸
28۔	۴۹	سورۃ القصص	۹	۸۸	مکہ	۲۰	۵	---
29۔	۸۵	سورۃ عنکبوت	۷	۶۹	مکہ	۲۰_۲۱	۵	---
30۔	۸۴	سورۃ الروم	۶	۶۰	مکہ	۲۱	۵	-----
31۔	۵۷	سورۃ لقمٰن	۴	۳۴	مکہ ،	۲۱	۵	------
32۔	۷۵	سورۃ السجدہ	۳	۳۰	مکہ	۲۱	۵	سجدہ نمبر ۹
33۔	۹۰	سورۃ الاحزاب	۹	۷۳	مدینہ	۲۱	۵	------
34۔	۵۸	سورۃ سبا	۶	۵۴	مکہ	۲۲	۵	------
35۔	۴۳	سورۃ فاطر	۵	۴۵	مکہ	۲۲	۵	------
36۔	۴۱	سورۃ یٰس	۵	۸۳	مکہ	۲۲_۲۳	۵	---

Marfat.com

37-	۵۶	سورۃ الصفّٰت	۵	۱۸۲	مکہ	۸۳	۶	------
38-	۳۸	سورۃ ص	۵	۸۸	مکہ	۲۳	۶	سجدہ نمبر۱۰
39-	۵۹	سورۃ الزمر	۸	۷۵	مکہ	۲۳_۲۴	۲	---
40-	۶۰	سورۃ المومن	۹	۸۵	مکہ	۲۴	۶	------
41-	۶۱	سورۃ حم سجدہ	۶	۵۴	مکہ	۲۴_۲۵	۶	سجدہ نمبر۱۱
42-	۶۲	سورۃ شوریٰ	۵	۵۳	مکہ	۲۵	۶	------
43-	۶۳	سورۃ زخرف	۷	۸۹	مکہ	۲۵	۶	------
44-	۶۴	سورۃ الدخان	۳	۵۹	مکہ	۲۵	۶	------
45-	۶۵	سورۃ الجاثیہ	۴	۳۷	مکہ	۲۵	۶	------
46-	۶۶	سورۃ احقاف	۴	۳۵	مکہ	۲۶	۶	------

47۔	۹۵	سورۃ محمد	۴	۳۸	مدینہ	۲۶	۶	------
48۔	۱۱۱	سورۃ الفتح	۴	۲۹	مدینہ	۲۶	۶	------
49۔	۱۰۶	سورۃ حجرات	۲	۱۸	مدینہ	۲۶	۶	------
50۔	۳۴	سورۃ ق	۳	۴۵	مکہ	۲۶	۷	------
51۔	۶۷	سورۃ زاریات	۳	۶۰	مکہ	۲۶_۲۷	۷	---
52۔	۷۶	سورۃ الطور	۲	۴۹	مکہ	۲۷	۷	------
53۔	۲۳	سورۃ النجم	۳	۶۲	مکہ	۲۷	۷	------
54۔	۳۷	سورۃ القمر	۳	۵۵	مکہ	۲۷	۷	سجدہ نمبر ۱۲
55۔	۹۷	سورۃ الرحمٰن	۳	۷۸	مدینہ	۲۷	۷	------
56۔	۴۶	سورۃ الواقعہ	۳	۹۶	مکہ	۲۶	۷	------
57۔	۹۴	سورۃ الحدید	۴	۲۹	مدینہ	۲۷	۷	------

Marfat.com

58۔	۱۰۵	سورة المجادلہ	۳	۲۲	مدینہ	۲۸	۷	------
59۔	۱۰۱	سورة الحشر	۳	۲۴	مدینہ	۲۸	۷	------
60۔	۹۱	سورة الممتحنہ	۳	۱۳	مدینہ	۲۸	۷	------
61۔	۱۰۹	سورة الصف	۲	۱۴	مدینہ	۲۸	۷	------
62۔	۱۱۰	سورة الجمعہ	۳	۱۱	مدینہ	۲۸	۷	------
63۔	۱۰۴	سورة المنافقون	۲	۱۱	مدینہ	۲۸	۷	------
64۔	۱۰۸	سورة تغابن	۲	۱۸	مدینہ	۲۸	۷	------
65۔	۹۹	سورة الطلاق	۲	۱۲	مدینہ	۲۸	۷	------
66۔	۱۰۷	سورة التحریم	۲	۱۲	مدینہ	۲۸	۷	------
67۔	۷۷	سورة الملک	۲	۳۰	مکہ	۲۹	۷	------

Marfat.com

68۔	۲	سورۃ القلم	۲	۵۲	مکہ	۲۹	ے	------
69۔	۷۸	سورۃ حاقہ	۲	۵۲	مکہ	۲۹	ے	------
70۔	۷۹	سورۃ معارج	۲	۴۴	مکہ	۲۹	ے	------
71۔	۷۱	سورۃ نوح	۲	۲۸	مکہ	۲۹	ے	------
72۔	۴۰	سورۃ جن	۲	۲۸	مکہ	۲۹	ے	------
73۔	۳	سورۃ مزمل	۲	۲۸	مکہ	۲۹	ے	------
74۔	۴	سورۃ مدثر	۲	۵۶	مکہ	۲۹	ے	------
75۔	۳۱	سورۃ قیامہ	۲	۴۰	مکہ	۲۹	ے	------
76۔	۹۸	سورۃ الدہر	۲	۳۱	مکہ	۲۹	ے	------
77۔	۳۳	سورۃ مرسلت		۵۰	مکہ	۲۹	ے	-----

78۔	۸۰	سورۃ نبا	۲	۴۰	مکہ	۳۰	۷	------
79۔	۸۱	سورۃ النازعات	۲	۴۶	مکہ	۳۰	۷	------
80۔	۲۴	سورۃ عبس	۱	۴۲	مکہ	۳۰	۷	------
81۔	۷	سورۃ کورت/ تکویر	۱	۲۹	مکہ	۳۰	۷	------
82۔	۸۲	سورۃ الفطرت/ انفطار	۱	۱۹	مکہ	۷	۳۰	------
83۔	۸۴	سورۃ مطففین	۱	۳۶	مکہ	۷	۳۰	------
84۔	۸۳	سورۃ انشقت/ انشقاق	۱	۲۵	مکہ	۷	۳۰	سجدہ نمبر ۱۳
85۔	۲۷	سورۃ بروج	۱	۲۲	مکہ	۷	۳۰	------
86۔	۳۶	سورۃ طارق	۱	۱۷	مکہ	۷	۳۰	------

Marfat.com

87۔	۸	سورۃ اعلی	۱	۱۹	مکہ	ے	۳۰	------
88۔	۶۸	سورۃ غاشیہ	۱	۲۶	مکہ	ے	۳۰	------
89۔	۱۰	سورۃ الفجر	۱	۳۰	مکہ	ے	۳۰	------
90۔	۳۵	سورۃ البلد	۱	۲۰	مکہ	ے	۳۰	------
91۔	۲۶	سورۃ الشمس	۱	۱۵	مکہ	ے	۳۰	------
92۔	۹	سورۃ الیل	۱	۲۱	مکہ	ے	۳۰	------
93۔		سورۃ الضحیٰ	۱	۸	مکہ	ے	۳۰	----
94۔	۱۳	سورۃ الم نشرح / انشراح	۱	۱۱	مکہ	ے	۳۰	---
95	۲۸	سورۃ التین	۱	۸	مکہ	ے	۳۰	------

96-	۱	سورۃ العلق	۱	۱۹	مکہ	۷	۳۰	سجدہ نمبر ۱۴
97-	۲۵	سورۃ القدر	۱	۵	مکہ	۷	۳۰	------
98-	۱۰۰	سورۃ بینۃ	۱	۸	مدینہ	۷	۳۰	------
99-	۹۳	سورۃ زلزال	۱	۸	مدینہ	۷	۳۰	------
100-	۱۴	سورۃ عادیات	۱	۱۱	مکہ	۳۰	۷	------
101-	۳۰	سورۃ القارعہ	۱	۱۱	مکہ	۳۰	۷	------
102-	۱۶	سورۃ التکاثر	۱	۸	مکہ	۳۰	۷	------
103-	۱۳	سورۃ العصر	۱	۳	مکہ	۳۰	۷	------
104-	۳۲	سورۃ ھمزۃ	۱	۹	مکہ	۳۰	۷	---
105-	۱۹	سورۃ الفیل	۱	۵	مکہ	۳۰	۷	------

Marfat.com

106ـ	٢٩	سورۃ القریش	۱	۴	مکہ	۳۰	۷	------
107ـ	۱۷	سورۃ الماعون	۱	۷	مکہ	۳۰	۷	----
108ـ	۱۵	سورۃ الکوثر	۱	۳	مکہ	۳۰	۷	------
109ـ	۱۸	سورۃ کافرون	۱	۶	مدینہ	۳۰	۷	------
110ـ	۱۱۴	سورۃ نصر	۱	۳	مکہ	۳۰	۷	------
111ـ	۶	سورۃ لھب	۱	۵	مکہ	۳۰	۷	------
112ـ	۲۲	سورۃ اخلاص	۱	۴	مکہ	۳۰	۷	----
113ـ	۲۰	سورۃ الفلق	۱	۵	مکہ	۳۰	۷	----
114ـ	۲۰	سورۃ الناس	۱	۶	مکہ	۳۰	۷	----

تفصیل حروف قرآن

ا	۴۸۸۷۲	ب	۱۱۴۲۸	ت	۱۱۹۹
ث	۱۲۷۴	ج	۳۲۷۳	ح	۹۷۳
خ	۲۴۱۶	د	۵۶۰۲	ذ	۴۶۷۷
ر	۱۱۷۹۳	ز	۱۵۹۰	س	۵۹۹۱
ش	۲۱۱۵	ص	۲۰۱۲	ض	۱۳۰۷
ط	۱۲۷۷	ظ	۸۴۲	ع	۹۲۲۰
غ	۲۲۰۸	ف	۸۴۹۹	ق	۶۸۱۴
ک	۹۵۰۰	ل	۳۴۳۲	م	۳۶۵۳۵
ن	۴۰۱۹۰	و	۲۵۵۳۶	ہ	۱۹۰۷۰
لا	۳۷۲۰			ی	۴۵۹۱۹

کل حرکات (اعراب)

۱۔ فتحات (زبر) ---------- ۵۳۲۲۳

۲۔ کسرات (زیر) ---------- ۳۹۵۸۲

۳۔ ضمات (پیش) ---------- ۸۸۰۴

۴۔ مدات (مد) ---------- ۱۷۷۱

۵۔ تشدید (شد) ---------- ۱۲۷۴

۶۔ نقاط (نقطے) ---------- ۱۰۵۶۸۴

پہلی وحی

اقرا باسم ربک الذی خلق ۔خلق الانسان من علق (سورۃ علق)

آخری وحی

واتقوا یوما ترجعون فیه الی الله (البقرۃ آیت ۲۸۱)

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (المائدہ ۳)

منازل کی تقسیم

۱۔ سورۃ فاتحہ تا سورۃ نساء

۲۔ سورۃ مائدہ تا سورۃ توبہ

۳۔ سورۃ یونس تا سورۃ نحل

۴۔ سورۃ بنی اسرائیل تا سورۃ فرقان

۵۔ سورۃ شعراء تا سورۃ یٰس

۶۔ سورۃ والصفت تا سورۃ حجرات

۷۔ سورۃ ق تا سورۃ الناس

Marfat.com

چند مقامات نزول قرآن

غار حرا:

یہ غار مکہ مکرمہ سے تقریباً تین میل دور ہے۔ یہاں حضور اکرم ﷺ بعثت سے پہلے اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ یہاں آپ ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تھی جس کے الفاظ ہیں۔

اقرا باسم ربک الذی خلق ------- علم الانسان ما لم یعلم

ترجمہ: پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ تیرا رب بڑی عزت والا ہے۔ جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا۔ انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔
(العلق ۹۴۔ ۱ تا ۵)

کوہ صفا:

بیت اللہ کے سامنے وہ پہاڑی جہاں حجاج کرام سعی کرتے ہیں اور جہاں حضرت ام المومنین بی بی حاجرہ پانی کی تلاش میں دوڑیں اور یہ جگہ اللہ کی نشانی بنی۔ ارشاد ربانی ہے۔

ان الصفا والمروہ من شعائر اللہ----------- فان اللہ شاکر علیم

ترجمہ: بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں۔ پس جو کوئی خانہ کعبہ کا حج یا عمرہ کرے تو اس پر کوئی حرج نہیں کہ وہ ان کے درمیان طواف کرے اور جو کوئی خوشی سے نیکی کرے، تو اللہ بڑا قدردان اور جاننے والا ہے۔ (البقرة 158:2)

Marfat.com

دار ارقم:

مکہ مکرمہ میں بیت اللہ سے جڑا ہوا مشہور صحابی رسول حضرت ارقمؓ کا مکان تھا۔ جہاں شروع کے دنوں میں صحابہ کرامؓ چھپ کر عبادت کرتے تھے اور آنحضور اکرم ﷺ سے تعلیمات حاصل کرتے تھے یہاں ہی حضرت عمرؓ اسلام لائے تھے۔

مسجد جن:

قرآن مجید کے انتیسویں پارہ میں ایک مشہور سورہ الجن ہے جس کا شمارہ نمبر 72 ہے اس سورہ کے مقام نزول پر ایک مسجد تعمیر کروائی گئی جس کا نام جن رکھا گیا سورہ کی ابتدا ان الفاظ سے ہوتی ہے۔

قل اوحی الی انه استمع نفر من الجن بربنا احدا

ترجمہ کہہ دیں مجھے وحی ہوئی ہے کہ جنوں میں سے کتنے ہی لوگ تھے جنہوں نے توجہ سے بات سنی پھر کہنے لگے ہم نے سنا ہے کہ ایک قرآن عجیب، سمجھاتا ہے نیک راہ، سو ہم اس پر ایمان لائے اور ہم ہرگز کسی کو اپنے رب کا شریک نہ کریں گے۔(الجن 72 : 2,1)

مسجد قبا:

یہ مسجد مدینہ منورہ سے چار کلو میٹر کے فاصلے پر اسلام کی پہلی مسجد ہے جب مسلمان ہجرت کے بعد بے سروسامان مدینہ منورہ گئے تو راستہ میں قبا کے لوگوں نے انہیں اپنا مہمان بنایا اور وہاں مسجد تعمیر کی گئی۔اس کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

Marfat.com

۵۴۸۱۹

لمسجد اسس علے التقوی ---------------- واللہ یحب المطھرین

ترجمہ: البتہ وہ مسجد اول جس کی بنیاد پرہیز گاری پر رکھی گئی- وہ زیادہ لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں- اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاکیزگی کو پسند کرتے ہیں- اور اللہ پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے-

وادی بدر:

یہ وہ وادی ہے جہاں مسلمانوں نے بے سروسامانی کی حالت میں آلات جنگ سے لیس کفار سے لڑائی کی اور اللہ کی مدد سے فتح یاب ہوئے اس بارے میں ارشاد خداوندی ہے-

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلة فاتقو اللہ لعلکم تشکرون

اور تحقیق اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب کہ تم کمزور تھے- سو اللہ سے ڈرو تاکہ تم شکر گزار ہو جاؤ- (-ال عمران: 3 : 123)

جبل احد:

یہ وہ پہاڑ ہے جس کے دامن میں جنگ احد ہوئی اور جس میں مجاہدین کی ذرا سی غلطی کی وجہ سے جیتی ہوئی جنگ ہار دی گئی اس میں آپ ﷺ کی شہادت کی افواہ پھیل گئی اس سے صحابیوں / مسلمانوں کے دل بیٹھنے لگے-

وما محمد الا رسول ____________ وسیجزی اللہ الشکرین

ترجمہ: اور محمد ﷺ تو رسول ہیں ان سے پہلے بھی رسول ہو گزرے ہیں وہ اگر مر گئے تو کیا تم اپنے الٹے پاؤں جاؤ گے اور جو اپنی ایڑیوں کے بل لوٹ گئے انہوں نے اللہ کا کچھ نہیں بگاڑا اور اللہ عنقریب شکر گزاروں کو جزا عطا کرے گا- (آل عمران 3 : 143)

Marfat.com

مقام خندق:

کفار مکہ نے مدینہ منورہ پر چڑھائی کا منصوبہ بنایا تھا۔ جب اس کی خبر مسلمانوں کو ہوئی تو انہوں نے بیس دن کی قلیل مدت میں مدینہ منورہ کے باہر ایک خندق کھودی۔ کم و بیش بیس دن کفار کا محاصرہ جاری رہا۔ صحابہ کرام نے اس موقع پر بہت جواں مردی کا مظاہرہ کیا۔ قرآن کریم میں اسکی تصویر کشی ان الفاظ میں کی گئی ہے۔

ولما را المومنون الاحزاب---------------ایمانا و تسلیما۔

ترجمہ: اور جب مومنوں نے (کفار عرب) کے لشکروں کو دیکھا تو پکار اٹھے۔ یہ وہی لشکر ہے جس کا وعدہ ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے کیا تھا اور سچ فرمایا تھا اللہ اور اس کے رسول نے اور ان کے اندر یقین و جذبہ اطاعت اور بڑھ گیا۔ (الاحزاب 33 : 22)

مسجد قبلتین:

مکی زندگی میں 13 سال اور ہجرت کے بعد مدینہ میں بھی 17 ماہ تک نمازیں قبلہ اول یعنی مسجد اقصی کی طرف منہ کر کے ادا کی جاتی رہیں۔ رجب ۲ھ میں مسجد قبلتین کے عین اندر نماز مسجد اقصی کے بجائے بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نمازیں پڑھنے کا حکم ہوا۔

فول وجھک شطر المسجد الحرام وحیث ماکنتم فو لو اوجوھکم شطرہ

ترجمہ: سو اپنا رخ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں اور تم جہاں کہیں ہو اپنا رخ اس کی طرف پھیر لیا کرو۔ (البقرہ ۲ : ۱۴۴)

Marfat.com

مسجد سیدنا امیر حمزہؓ:

۳ ہجری احد کی جنگ میں آنحضور اکرم ﷺ کے چچا حضرت امیر حمزہؓ نے اور بہت سے مجاہدین نے جام شہادت نوش کیا۔اس میدان میں ایک طرف شہدا مدفون ہیں اور دوسری جانب حضرت حمزہؓ کا مقبرہ ہے اس غم کے بارے میں ارشاد ہے۔

ان یمسسکم قرح ------------بین الناس

احد کے معرکہ میں اگر تمہیں زخم لگا ہے تو اس سے قبل میدان بدر میں انہیں بھی ایسا ہی کاری زخم لگ چکا ہے اور ہم اس سلسلہ ایام کو لوگوں میں باری باری گردش دیتے رہتے ہیں۔

وادی عرفات:

اس مقدس وادی میں حج کے دن ذوالحجہ کی 9 تاریخ کو مسلمان آتے ہیں اور یہ جواب ہے اس پکار کا جو تقریباً 6 ہزار سال قبل جدالانبیا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان سے بلند ہوئی تھی۔

واذن فی الناس کل فج عمیق۔

"اور لوگوں کے درمیان حج کے لئے منادی کردے کہ تیری طرف آئیں گے چل کر یا پیدل یا دبلے اونٹوں پر سوار ہو کر، دور دراز کی راہوں سے" (الحج 22 : 27)۔

مشعر الحرام:

مقامات حج میں سر فروشان وادی عشق کی ایک مختصر منزل جہاں مسلمان وادی عرفات

Marfat.com

سے واپسی پر 10,9 ذی الحجہ کی درمیانی شب مختصر قیام کرتے ہیں اور اس ارشاد خداوندی کی تعمیل کرتے ہیں کہ:-

فاذا افضتم من عرفت ------------- کماھد یکم

پر جب تم عرفات سے لوٹو تو اللہ کو یاد کرو مشعر الحرام کے نزدیک اور اللہ کو یاد کرو جیسے تمہیں سکھایا گیا ہے

وادی منیٰ :

عرفات جاتے ہوئے ایک دن کے لیے اور واپسی پر 10 سے 12 ذوالحجہ تک اہل ایمان کے قافلے اس وسیع وادی میں فروکش رہتے ہیں۔ یہیں رمی جمرات کرتے ہیں یہاں ہی سنت ابراہیم کو پورا کرنے کے لیے قربانی کرتے ہیں ارشاد ہے:

ویذکرو اسم اللہ ---------- واطعمو البائس الفقیر

ان ایام میں اللہ کا نام لیں ان جانوروں کو ذبح کرتے ہوئے جو اللہ نے ان کو عطا کیے ہیں سو ان میں سے خود بھی کھائیں اور مصیبت زدہ محتاجوں کو بھی کھلائیں (22 : 28)

مسجد فتح:

جنگ خندق میں محاصرہ کے دوران مجاہدین نے خندق کے ساتھ ساتھ جہاں جہاں نمازیں ادا کیں وہاں مساجد تعمیر کر دی گئیں جو کہ مساجد خمسہ کے نام سے موسوم ہیں۔

قرآن مجید کے پارہ نمبر 21 '22 کی مشہور سورہ نمبر 33 الاحزاب اس غزوہ سے منسوب ہے۔

Marfat.com

بیعت رضوان:

۶ھ میں جب مسلمان حضور ﷺ کے ساتھ عمرہ کرنے مسجد الحرام گئے دو مقام پہلے حدیبیہ پر کفار نے انہیں روک لیا اور حضرت عثمانؓ گفت وشنید کے لیے سفیر بن کر مکہ گئے اس دوران ان کی شہادت کی افواہ پھیل گئی۔آپ ﷺ نے ان کے قتل کا بدلہ لینے کے لیے مسلمانوں سے بیعت لی جسے بیعت رضوان کہا گیا۔ارشاد ہے۔

بیشک (درخت کے نیچے) جو لوگ آپ ﷺ سے بیعت کرتے ہیں در حقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھ پر اللہ کا ہاتھ ہے۔(الفتح 10:48)

مسجد اقصیٰ:

مسلمانوں کا قبلہ اول بہت سے جلیل القدر انبیاء حضرت موسیٰ حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی یادگار مسجد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر معراج کی پہلی منزل اور نشانات خداوندی کا مرکز ہے جس کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے

پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات سیر کرائی مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے اردگرد کو ہم نے بابرکت بنایا ہے تاکہ ہم اپنے بندے کو اپنی قدرت کی نشانیاں دکھا دیں بیشک وہ سننے والا، دیکھنے والا ہے۔(بنی اسرائیل 1:17)

Marfat.com

مدائن صالح:

مدائن کا وہ تاریخی کنواں جہاں حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی نے پانی پیا تھا اس اونٹنی کو اللہ نے ناقتہ اللہ' کا نام دیا تھا اور اپنا نشان قرار دیا ارشاد ربانی ہے۔
سوان سے اللہ کے نبی نے کہا یہ اللہ کی اونٹنی ہے اور یہ اس کے پانی پینے کی باری ہے۔
(شمس ۹۱۔۱۳)

الطّور:

اس بابرکت پہاڑ کو جبل الطور جبل سینا کے نام سے پکارا جاتا ہے کلام اللہ میں اسے طور ایمن بھی کہا گیا ہے اور اس وادی کو وادی ایمن کا نام دیا گیا ہے موسیٰ علیہ السلام نے یہاں جلوہ اللہ دیکھا اور اللہ جل شانہ سے ہمکلامی کی اور یہیں انہوں نے پر جلال تقریر سنی۔

انی انا ربک فاخلع نعلیک انک بالوٰد المقدس طوی (طہٰ ۲۰:۱۲)

بیشک میں تیرا رب ہوں اپنی جوتیاں اتار دے تو طوی کی وادی مقدس میں ہے۔ یہیں سے فرعون کے سامنے کلمہ حق کہنے کا حکم ملا اور دو بین معجزات عطا ہوئے۔

جبل زیتون:

یہ پہاڑ فلسطین کا مشہور پہاڑ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مولد سے قریب ہے یہیں ان کے شب و روز گزرے ان کے اکثر مواعظ میں کوہ زیتون کا ذکر آتا ہے قرآن مجید میں اس

Marfat.com

نام سے مستقل سورہ والتین ہے۔

والتين والزيتون وطور سينين وهذا البلد الامين
قسم ہے انجیر زیتون طور سینااور اس شہر امن مکہ کی(:سورہ والتین 95:1)

مدین کا کنواں:

شہر مدین حضرت شعیب علیہ السلام کا مسکن تھا مصر میں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں غیر ارادی طور پر ایک شخص قتل ہو گیا تو وہ اپنا وطن چھوڑ کر اس طرف آگئے سب سے پہلے اس کنویں پر پہنچے قرآن مجید میں اس کا ذکر ان الفاظ میں ہے۔

ولما ورد ماء مدين وجد عليهم امة من الناس يسقون وو جد من دونهم امر تين تذودان

اور جب مدین کے کنویں پر پہنچے تو وہاں لوگوں کی ایک جماعت کو پانی پلاتے دیکھا۔ان کے ساتھ اس نے دو عورتوں کو دیکھا جو اپنی بکریوں کو روکے کھڑی تھیں۔
(سورہ القصص 28-23)

یہیں سے آپ یعنی موسیٰ علیہ السلام حضرت شعیب علیہ السلام کے خاندان سے منسلک ہوئے۔

آداب تلاوت قرآن

اب کچھ آداب قرآن کے بارے میں بیان کیا گی جائے گا۔اس ضمن میں اصل چیز قرآن سے محبت ہے۔محبت ہو گی تو وہ آپ کو آداب محبت خود سکھا دے گی۔

قرآن حکیم کتاب ہدایت ہے۔اس کی تلاوت کا مقصد دل بہلانا اور وقت گزارنا نہیں بلکہ اس کا اولین مقصد تعمیر انسانیت اور تشکیل سیرت ہے اور یہ مقصد تب ہی حاصل ہو سکتا ہے جب پڑھنے والے کو اس کتاب عزیز سے دلی لگاؤ اور طبعی ربط پیدا ہو جائے۔یہ لگاؤ اور ربط پیدا کرنے کے لیے حکماء اسلام نے چند آداب اور شرائط بتائے ہیں جن کی پابندی کرنے سے قرآن کریم سے فیض یاب ہونے کے دروازے کھل جاتے ہیں۔

(الف) مسواک اور وضو کے بعد یکسوئی سے کسی ایک جگہ پر نہایت تواضع حلم بردباری اور وقار کے ساتھ قبلہ رخ بیٹھیں اور تعوذ سے شروع کریں۔

(ب) خشوع و خضوع اور رقت قلب کے ساتھ پڑھیں۔

(ج) کلام پاک کو اس طرح پڑھیں جیسے کہ کلام اللہ پڑھنے کا حق ہے۔

الذین اٰتینھم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ(1)

(د) تدبر اور تفکر کے ساتھ پڑھیں۔

(ہ) آیات وعدہ رحمت پر رحمت کے طلبگار ہوں اور آیات عذاب و وعید پر اللہ سے پناہ اور مغفرت طلب کریں۔اپنے اوپر رقت طاری کریں تا کہ صحیح اثرات مرتب ہو سکیں:

والذحالات الغرام المغرم شکوی الھوی بالمدمع المھراق

یعنی کسی چاہنے والے کے لیے زیادہ لذت یہ ہے کہ وہ محبوب سے گلہ رقت وآہ وزاری سے

کرے۔

(و) ٹھہر ٹھہر کر صاف ستھرا پڑھیں۔ ورتل القرآن ترتیلا (2)

(ز) کلام پاک رحل یا کسی تکیہ یعنی اونچی جگہ پر رکھ کر دو زانو ہو کر پڑھیں تو بہت بہتر ہے۔

(ح) آہستہ آہستہ پڑھیں اگر لوگ کافی ہوں البتہ تنہائی ہو تو باآواز بلند پڑھیں۔

ظاہری آداب :

ان عمومی آداب کے علاوہ درج ذیل ظاہری آداب کا بھی خیال رکھا جانا چاہیے :-

(الف) باوضو قبلہ رو بیٹھیں۔

(ب) ترتیل و تجوید سے پڑھیں۔

(ج) لباس صاف ستھرا اور جسم پاک صاف ہو۔

(د) تلاوت کے دوران میں ادھر ادھر متوجہ نہ ہوں بلکہ ہمہ تن رب کریم کے حضور حاضری کا تصور رکھیں۔ صحابہؓ کا قرآن پڑھنے کا یہ عالم تھا کہ پڑھتے وقت ان پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔ خوف اور ڈر سے کپکپی طاری رہتی۔ ایک ایک آیت کو بعض اوقات گھنٹوں پڑھتے۔ حضرت سعید بن جبیرؓ نے ایک دفعہ پوری رات یہ آیت پڑھتے گزار دی:

وامتازوا الیوم ایھا المجرمون (3)

حضرت عمرؓ اسی آیت کو پڑھتے پڑھتے بے ہوش ہو گئے تھے۔

Marfat.com

عن عثمان قال قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم خیرکم من تعلم القرآن و علمه (4) یعنی عثمانؓ سے حضور ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ تم میں سب سے اچھا شخص ہے جو قرآن شریف سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

ایک اور جگہ پر ابن سعیدؓ سے حضور ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول رہنے کی وجہ سے ذکر کرنے اور دعا مانگنے کی فرصت نہیں پاتا میں اس کو سب دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتا ہوں۔
ایک اور جگہ پر فرمایا:-

فضل کلام الله علی سائر الکلام کفضل الله علی خلقه (5)

یعنی دوسرے تمام کلاموں پر اللہ کے کلام کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ خود حق تعالیٰ سبحانہٗ کی اپنی عظمت تمام مخلوق پر۔

قرآن کی عظمت اور ہیبت اتنی ہے کہ اگر اس کو پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو دہشت اور دبدبے سے ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ اس لیے ہمیں اس بات کا ہر ممکن اہتمام کرنا چاہیے کہ ہم اس کتاب عظیم کے لیے ضروری آداب کا خیال رکھیں جیسا کہ کہا گیا ہے کہ یہ کتاب لاریب فیہ ہے اور اس کو چھونے کے لیے پاک صاف ہونا ضروری ہے۔

لا یمسه الا المطهرون (6)

اسکی تلاوت انتہائی اجر عظیم کا باعث ہے۔ قرآن مجید کا جتنا بھی ادب ملحوظ خاطر رکھا

جائے اتنا ہی انسان کامیاب وکامران ہو گا- تلقین ہے کہ قرآن کو ترتیل سے پڑھنا چاہیے تو معلوم ہونا چاہیے کہ ترتیل سے کیا مراد ہے:

ھو تجوید الحروف و معرفت الوقوف

یعنی ہر حرف کو اپنے مخارج سے صفات لازمہ کے ساتھ ادا کرنا ضروری ہے- تاکہ ہر لفظ صحیح صحیح ادا ہو سکے- زیر زبر کا لحاظ مد وغیرہ کا صحیح استعمال س ث ش اور ص کا مناسب اور بالکل صحیح استعمال اور اسی طرح سے گھٹانا بڑھانا اسی حکم میں ہے- ایک دوسری تعریف یہ ہے:

مخارج الحروف و الصفات لیلفظو ابافصح اللغات (7)

گویا حروف کے مخارج اور صفات کا سیکھنا قرآن کے قاری کے لیے انتہائی اہم ہے- درج ذیل شعر میں تجوید کی اہمیت بیان کی گئی ہے:

والاخذلتجوید حتم لازم من لم یجود القرآن آثم (8)

یعنی علم تجوید کا سیکھنا اور جاننا لازم اور واجب ہے اور تجوید کے بغیر قرآن پڑھنا گناہ ہے- البیان الجزیل میں مفتی عنایت اللہ فرماتے ہیں کہ حروف مشتبہ الصوت (ایک جیسی آواز والے حروف) کا فرق سیکھنا اور جاننا انتہائی اہم ہے- یعنی قرآن کو عربی لب ولہجہ میں ہی پڑھنا چاہیئے- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

واذاقری القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون (9)
یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو نہایت ادب اور خاموشی سے سنو تاکہ تم پر رحم کیا جا سکے-

Marfat.com

کنز العمال میں ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی یہ چاہے کہ اپنے رب سے کلام کرے تو اسے چاہیئے کہ وہ قرآن حکیم کی تلاوت کرے اور حاکم سے بات کرنے کا طریقہ کیا ہوتا ہے اور اپنے سینئر کو کیسے مخاطب کیا جاتا ہے یہ ہم لوگوں سے بہتر کون جانتا ہے۔ عام کہاوت ہے:

باادب بانصیب بے ادب بے نصیب

قاری جب حاکم الحاکمین سے مخاطب ہو تو پھر جتنا خشوع و خضوع ہوگا اتنا ہی اپنے حاکم کے قریب تر ہوگا اور اتنا ہی بامراد ہوگا۔

آداب باطنی:

ظاہری آداب کے علاوہ چند باطنی شرائط ہیں جن کا احترام باعث ہزار برکت وسعادت ہے۔

(ا) قاری کا دل اس کتاب کی عظمت اور اس کے نازل کرنے والے کی عظمت سے لبریز ہو۔ وہ اسے معمولی کتاب نہ سمجھے بلکہ حاکم الحاکمین کا معزز کلام تصور کرے۔

(ب) دل کو وسوسوں سے پاک کر کے یکسوئی اور خشوع قلب سے تلاوت کرے۔

(ج) قرآن فہمی میں حائل ہونے والی ہر رکاوٹ مثلاً خواہشات نفسانیہ اور جہالت سے جگہ پکڑے ہوئے اعتقادات کو دور کرے تاکہ سحاب رحمت سے کشت ایمان پر ٹپکنے والے قطروں کی راہ میں کوئی رکاوٹ باقی نہ رہے۔

Marfat.com

(د) قرآن فہمی کے لیے اپنے فہم وذکا اور علم ودانش پر بھروسہ نہ کرے بلکہ قدم قدم پر تائید ایزدی پر اعتماد کرے۔

وما یتذکر الا من ینیب (10)

یعنی اللہ کی طرف رجوع کرنے والا ہی (اس صحیفہ رشد وہدایت سے) نصیحت قبول کرتا ہے۔

(ہ) اپنے رب کی طرف مائل ہونے والے بندے کے لیے یہ کتاب بصیرت افروز اور نصیحت آموز ہے۔

Marfat.com

حوالہ جات :

1- القرآن،سورۃالبقرہ 121:2
2- ایضاً سورۃالمزمل 4:73
3- ایضاً سورۃ یٰس 59:36
4- صحیح بخاری
5- سنن ترمذی
6- القرآن، سورۃالواقعہ 79:56
7- فوائد مکیہ
8- مقدمہ جزریہ
9- القرآن، سورۃ الاعراف 204:7
10- ایضاً سورۃ المومن 13:40

Marfat.com

حکمت و فضیلت قرآن

قرآن پاک ایک ایسی متبرک کتاب ہے جس کا ایک ایک نکتہ، دانائی اور فضیلت سے پُر ہے اس کا پڑھنا باعث ثواب، اس پر سوچ بچار کرنا انتہائی افضل اور اس پر عمل کامیابی کی کنجی ہے۔

حضرت عائشہ نے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ قرآن کا ماہر ان ملائکہ کے ساتھ ہے جو میر منشی ہیں اور نیکو کار ہیں اور جو شخص قرآن مجید اٹک اٹک کر پڑھتا ہے اس میں دقت اٹھاتا ہے تو اس کو دوہرا اجر ہوتا ہے ایک اور جگہ ابن عمرؓ سے حضورؐ کا ارشاد منقول ہے کہ حسد دو اشخاص کے علاوہ کسی سے جائز نہیں ایک وہ جس کو حق تعالیٰ نے قرآن شریف کی تلاوت عطا فرمائی اور وہ دن رات اس میں مشغول رہتا ہے اور دوسرا وہ جس کو اللہ نے مال کی کثرت عطا فرمائی اور وہ دن رات اسے خرچ کرتا ہے بخاری ترمذی نسائی کی ان احادیث مبارکہ سے پتہ چل سکتا ہے کہ قرآن شریف کا اجر کتنا عظیم ہے۔یعنی جو اچھی طرح پڑھتا ہے اور ماہر ہے اس کو زیادہ پڑھنے پر زیادہ ثواب اور جو بے چارہ کمزور ہے اور اس کو پڑھنے میں تکلیف کا سامنا ہے تو اس کی حوصلہ افزائی کے لیے اس کی محنت کا اجر دوگنا کر دیا گیا ہے۔دوسری حدیث کے مطابق اگر کوئی شخص اچھا قاری ہے اور وہ تلاوت میں مشغول رہتا ہے اور وہ اس نعمت سے مالا مال ہے اور دوسرا آدمی اس سے حسد کرتا ہے اور خواہش کرتا ہے کہ کاش وہ بھی ایسا ہو جائے تو یہ حسد جائز ہے۔ابو موسیٰ الاشعری نے حضورؐ کا ایک ارشاد نقل کیا ہے کہ جو مومن قرآن پڑھتا ہے اور عمل بھی کرتا ہے اس کی مثال ترنج کی سی ہے کہ جس کی خوشبو بھی عمدہ اور ذائقہ بھی عمدہ ہے۔افضل المواعظ میں حضرت ابوبکر عسقلانی کے حوالے سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے قرآن کے ثواب کی اہمیت یوں بیان فرمائی کہ بامعنی قرات پر ہر حرف کی نیکی دس گنا ہے جب کہ ایک نیکی ایک ہزار رطل

Marfat.com

کے برابر اور ایک رطل ایک ہزار دانق کے برابر اور ایک دانق ایک ہزار قراط کے برابر اور ایک قراط ایک احد پہاڑ کے برابر ہے اس طرح سے قرآن حکیم کے ایک حرف کا ثواب کئی لاکھ احد پہاڑوں کے برابر بنتا ہے ہم اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ قرآن کو پڑھنے اور سمجھنے کی کیا اہمیت ہے اور کتنی فضیلت ہے۔

حدیث میں حضرت اسید بن حضیر کا واقعہ کچھ اس طرح سے آتا ہے کہ جب وہ قرآن پڑھ رہے تھے تو ان کے گھوڑے نے اچھلنا شروع کر دیا جب وہ خاموش ہوئے تو گھوڑا بھی خاموش ہو گیا اور جب دوبارہ پڑھنا شروع کیا تو گھوڑے نے پھر اچھل کود شروع کر دی اور جب انہوں نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو دیکھا کہ ایک چھتری سی ہے جس کے اندر چراغ روشن ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ روشنی دراصل فرشتے تھے جو تمہارے قرآن پڑھنے کی آواز سن کر قریب آئے تھے اور تم پڑھتے رہتے تو ہو سکتا تھا کہ نوبت یہاں تک آجاتی کہ لوگ ان کو دیکھتے اور وہ لوگوں سے نہ چھپتے اور گھوڑے کی اچھل کود بھی دراصل اسؓ کے قرآن کی تلاوت کی وجہ سے تھی۔

قیام پاکستان سے پہلے میرے ایک عزیز دہلی میں رہتے تھے۔اب وہ کراچی میں رہائش پذیر ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ جب 1947ء میں ہندوستان میں فسادات ہو رہے تھے اور دہلی شہر بھی ان کی زد میں آچکا تھا۔ میں بھی اپنے گھر سے نکل کر قلعے میں رہا وہاں سے بڑی احتیاط سے ریلوے اسٹیشن پر پہنچا اور لاہور جانے کے لیے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ ریل گاڑی میں سوار ہوا۔ میرے پاس کل سامان ایک بیگ اور کچھ کپڑے تھے اور ایک قرآن مجید بھی تھا۔ جو سائز میں چھوٹا تھا۔جسے میں نے سینے پر باندھ رکھا تھا۔

Marfat.com

گاڑی مختلف اسٹیشنوں سے ہوتی ہوئی تین دن بعد امر تسر کے ریلوے اسٹیشن پر پہنچی راستے میں بھی بہت حملے ہوئے لیکن اللہ اللہ کر کے ہم نے امر تسر کا ریلوے اسٹیشن دیکھا۔ رات کو ہم امر تسر پہنچے۔ دن چڑھ کر سر پر آگیا تھا ۔ڈرائیور اور گاڑی کے دوسرے عملے کا پتہ نہ تھا۔آخر ہندو اور سکھ فوجی مسلح ہو کر اسٹیشن پر آگئے انہوں نے تمام مسافروں کو ایک ایک کر کے گاڑی سے نیچے اتار لیا اور پھر ان تمام مسلمان مسافروں پر اپنے اپنے ہتھیاروں سے فائر کھول دیا۔ قیامت برپا ہو چکی تھی۔ چاروں طرف مسلح ہندو سکھ اور درمیان میں نہتے مسلمان مرد عورت اور بچے جو اپنا کوئی دفاع نہیں کر سکتے تھے۔ جن سے ہو سکا وہ زمین پر لیٹ گئے تا کہ گولیوں کی سیدھی بوچھاڑ سے بچ سکیں۔ لیکن میرے وہ دوست کہتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ اگر میں بھی لیٹ گیا تو میرے پاس جو قرآن مجید ہے اس کی بے حرمتی ہو گی اور خدا کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا یہ خیال آتے ہی میں نے دل میں پختہ ارادہ کر لیا کہ چاہے میری جان کو کتنا ہی خطرہ کیوں نہ ہو میں جیتے جی قرآن مجید کو زمین پر نہیں لگنے دوں گا۔ یہ ارادہ کر کے میں گاڑی کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ کافی دیر تک فائرنگ ہوتی رہی۔ اور گولیاں میرے دائیں بائیں اور اوپر سے گزرتی رہیں گاڑی کے اس ڈبے کے شیشے ٹوٹ گئے جس کے ساتھ میں کھڑا تھا۔ لیکن مجھے ہلکی سی خراش بھی نہ آئی جب فائرنگ بند ہوئی تو میں نے دیکھا جس ڈبے کے ساتھ میں کھڑا تھا میرے حصے کے سوا سارا ڈبہ چھلنی بن چکا تھا۔ قرآن پاک کا یہ معجزہ میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ آج ہم اللہ کے پاک کلام سے غافل ہیں ورنہ خدا تو ہر دم ہمارے ساتھ ہے (پروفیسر عبد الصمد سیالکوٹ)

ایک دفعہ میں (حافظ لدھیانوی) اور حضرت عطاءاللہ شاہ بخاری گاڑی میں ہم سفر تھے شعروشاعری ہوتی رہی شاعری کی بات سے حفظ قرآن پر گفتگو شروع ہوئی۔ شاہ صاحب نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپ نے کس استاد سے کلام پاک حفظ کیا۔ جواب دیا کہ اپنے والد محترم سے

شاہ صاحب نے فوراً دوسرا سوال کر دیا جواب دیا- حافظ محمد قاسم سے شاہ صاحب نے میرے والد صاحب کا نام دہرایا اور فرمایا کہ ایسا حافظ تاریخ نے پیدا نہیں کیا شاہ صاحب نے فرمایا میرے والد مرحوم بتایا کرتے تھے کہ میرے استاد گرامی نے تمام عمر کلام پاک کی تلاوت میں کبھی غلطی نہیں کی اور نہ ہی تمام عمر انہوں نے لوٹا کر پڑھا حافظ صاحب رمضان المبارک میں لدھیانہ سے امرتسر تشریف لے جاتے تھے اور وہیں تراویح پڑھاتے ان کے پیچھے نماز پڑھنے والے لوگوں میں بیسیوں حافظ ہوا کرتے تھے لیکن دوران تراویح کبھی کسی حافظ نے حافظ محمد قاسم کو لقمہ نہیں دیا اور یادداشت کا یہ عالم تھا کہ گھنٹے میں ایک سپارہ کی رفتار سے پڑھیں یا پانچ سپاروں کی رفتار سے تلاوت کے حسن اور صحت الفاظ میں فرق نہیں آئے گا بات شاہ صاحب کی ہو رہی تھی فرمانے لگے کہ لدھیانہ میں خواجہ احمد شاہ ملڑی کے بہت بڑے کنٹریکٹر تھے اور نہایت دینی آدمی تھے- انہوں نے کلام پاک کی کتابت کرائی، تو کتابت کی تصیح کا مسئلہ درپیش تھا خواجہ صاحب کتابت شدہ کلام پاک مولانا زکریا جو مولانا حبیب الرحمٰن رئیس الاحرار کے والد محترم تھے ان کے پاس لائے مولانا زکریا مرحوم نے چھ ماہ میں کلام پاک حفظ کیا تھا اور ان کا شمار چیدہ عالموں میں ہوتا تھا- خواجہ صاحب نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا- مولانا فرمانے لگے کہ اس کام کے لیے سارے ہندوستان میں ایک ہی آدمی ہے وہ حافظ محمد قاسم ہیں میں یہ کلام ان کو سناؤں گا اس کے بعد غلطی کا امکان نہ رہے گا مولانا زکریا حافظ صاحب کے پاس آئے اور عرض کیا کہ میں قرآن پاک پڑھتا جاتا ہوں آپ سنتے جائیں تاکہ اشاعت سے پہلے کتابت کی کوئی غلطی نہ رہے حافظ صاحب نے فرمایا کہ اس طرح کلام پاک درست ہو جائے گا- مولانا نے عرض کیا- کہ آپ نابینا ہیں اس کے علاوہ کوئی طریقہ میری سمجھ میں نہیں آتا حافظ صاحب مسکرائے فرمایا اور جو طریقہ ہے وہ یہ ہے کہ آپ کلام پاک دیکھتے جائیں میں اعراب بولتا جاتا ہوں- اور بسم اللہ سے شروع کر کے والناس تک صرف اعراب بولتے گئے کوئی لفظ نہیں بولا- شاہ جی نے فرمایا کہ یہ واقعہ سننے کے بعد مجھے یقین نہیں آیا میں

Marfat.com

مولانا زکریا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے اس کی تصدیق کی۔ اور شہادت دی کہ یہ واقعہ میرے ساتھ گزرا ہے۔ شاہ صاحب نے فرمایا میں نے اسلامی تاریخ کا مطالعہ کیا مگر ایسا واقعہ نہ پڑھا نہ سنا ایسے حافظ کلام پاک کا کیا کہنا۔ جس کی یادداشت اور قرآن مجید سے عشق کا یہ عالم ہو۔ (حافظ لدھیانوی)

میں نے میٹرک پاس کیا اور قصبے کے کالج میں داخل ہو گیا تو ان لوگوں کے گھیرے میں آگیا جو کہتے ہیں اسلام سرمایہ داری کا دوسرا نام ہے اسلام میں غریب کا کوئی مقام نہیں ہم ان مذہبی پیشواؤں سے ایک ہی طریقے سے نجات حاصل کر سکتے ہیں کہ ملک میں کمیونزم کو فروغ دیں چنانچہ میں نے کمیونزم کی حمایت کرنی شروع کر دی۔ وقت گزرتا گیا اور میرے نظریات بدلتے گئے ایک ایسا وقت آیا کہ مجھے کمیونزم میں فلاح کی کوئی چیز نظر نہ آئی اب میں ایسے مقام پر پہنچ چکا تھا کہ اسلام کی طرف بھی واپس نہیں لوٹ سکتا تھا۔ کیونکہ اس وقت میرے نزدیک اسلام پیروں کی کاروباری ملکیت تھا میرے سامنے کوئی واضح مقصد نہیں تھا۔ میں کفر اور غیر یقینی کی بھول بھلیوں میں بھٹک رہا تھا۔ چھٹیوں کے دن تھے ایک رات چارپائی پر لیٹا ہوا تھا۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ اور پھر فطرت کی رنگینوں میں کھو گیا میرے اندر کے انسان نے مجھ سے کہا کہ دیکھ اس خوبصورت کائنات کا خالق کون ہے یہ وہی ذات ہے جو رات کو کہکشاں کے نظارے بناتی ہے اور صبح سویرے سورج کے چہرے سے نقاب الٹ دیتی ہے خالق کو پہچان کہاں بھٹک رہا ہے میرے دل میں بے اختیار یہ دعائیہ الفاظ نکلے اے خالق کائنات مجھے سیدھا راستہ نصیب فرما۔ اور مجھے اس دنیا میں بھٹکنے کے لیے نہ چھوڑ دے پھر میں نیند کی وادی میں چلا گیا میں کیا دیکھتا ہوں ایک تاریک جنگل ہے ہر طرف خاموشی ہے ہر طرف لٹیرے ہی لٹیرے ہیں کوئی جان و مال کا لٹیرا ہے تو کوئی عزت و عصمت کا لٹیرا۔ ان سے جان بچانا مشکل ہے۔ اچانک مجھے ایک روشن راستہ نظر آیا اس

طرف دوڑتا ہوں تو اوپر فضا میں روشنی نظر آتی ہے جب میں روشنی کو غور سے دیکھتا ہوں۔ تو وہ اللہ کا پاک کلام ہے۔ میں چونک پڑتا ہوں۔ قرآن پاک کھولتے ہی سورۃ آل عمران کا رکوع نکلتا ہے۔

ارشاد ربانی پڑھتا ہوں

"بے شک آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش میں غور و فکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں"

پھر پورا رکوع پڑھتا چلا گیا۔ اور قرآن پاک کے کلام ربی ہونے کے معجزانہ انداز بیان کا قائل ہوتا چلا گیا جو بندے رات کے پچھلے پہر اٹھ کر خدا کو یاد کرتے تھے انہیں کائنات کی ہر چیز سے خدا کی نشانیاں ملتی ہیں اور کوئی چیز بے فائدہ نظر نہیں آتی میں سجدہ شکر بجا لاتا ہوں۔ اور پھر کتنے ہی آنسو بہہ نکلتے ہیں میرا سینہ نور ایمان سے چمک اٹھتا ہے اس دن سے میں نے قرآن پاک کا مطالعہ شروع کر دیا۔ اور پھر حقیقت میں قرآن پاک نے میری اس روشن صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کر دی جو جنت کی طرف جاتا ہے۔ (احمد رضا)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص کے سینے میں قرآن کا کچھ حصہ بھی نہیں ہے، اس کی مثال اجڑے ہوئے گھر کی سی ہے کہ جس کا سب کچھ لٹ گیا ہو اور جہاں سوائے ویرانی کے کچھ نہیں۔ پس گھروں کو آباد کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے دلوں کو قرآن سے آباد کریں۔

بعثت کا مقصد :

چوتھے سپارے میں حضور ﷺ کی بعثت کا مقصد اس طرح بیان فرمایا گیا ہے:

"اور ہم نے مسلمانوں پر احسان کیا کہ ان میں سے ایک رسولؐ ان پر مبعوث کیا جو کہ ان کو آیات کی تلاوت کرتا ہے، ان کو پاک کرتا ہے، ان کو قرآن کا علم اور دانائی کی باتیں سکھاتا ہے۔ بے شک یہ لوگ اس سے پہلے گمراہی میں تھے۔(3)

اندھیرے سے روشنی کا سفر دراصل انسانیت کی معراج ہے اور یہ سب کچھ ہمارے آقا ﷺ نے ہمیں قرآن پاک کی تلاوت اور اس کی سمجھ سے عطا کیا۔ اس کتاب کی سمجھ سے حکمت، دانائی اور روشنی ملتی ہے کہ جن کو پا کر انسان سب کچھ حاصل کر لیتا ہے اور آج اگر ہم اپنے گرد و پیش پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ ہم حکمت اور دانائی کے لیے ادھر ادھر بھاگتے پھرتے ہیں تہذیب انسانیت کا سرمایہ دوسری اقوام سے مستعار لیا جاتا ہے جبکہ یہ سب کچھ ہماری اپنی کتاب قرآن مجید میں موجود ہے۔ بقول اقبال:

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلماں　　اللہ کرے تجھ کو عطا جدت کردار

یہاں پر جو بات ذہن نشین کرنے کی ہے وہ یہ ہے کہ سارا قرآن پاک آپ بغور دیکھ لیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کہیں بھی اپنا احسان نہیں جتلاتا۔ ویسے اگر حالات زندگی میں دیکھا جائے تو اس کی ایک ایک نعمت قابل صد شکر ہے یعنی بچے کا صحت مند پیدا ہونا ایک بہت بڑا احسان ہے۔ اس بچے کی اگر پلک میں معمولی سی کمی رہ جائے تو انسان کو دکھ ہوتا ہے کوئی ناخن کی کمی رہ جائے تو اس کو دکھ ہوتا ہے۔!

بہر حال! رب العزت نے اس اعلیٰ کاریگری کا احسان نہیں جتایا لیکن وہ انسانیت پر اپنا احسان جتلاتا ہے تو وہ حضورؐ کی پیدائش اور بعثت کا دراصل یہ دو عالم ہیں یعنی حضورؐ کی بعثت سے پہلے کے دور میں انسانیت جہالت کے گہرے اور عمیق گڑھے میں گری ہوئی تھی ہر سو اندھیرا تھا

اخلاقی اقدار ختم ہو چکی تھیں۔ ایسے میں امید کی کرن، نیا دستور لے کر محسن انسانیت آیا اور اس طرح ایک روشن دور شروع ہوا۔اور یہ دور قرآن کی عظمت کا دور ہے۔

حوالہ جات :

1- القرآن سورۃ البروج 22,21:85

2- مشکوہ المصابیح

3- القرآن آل عمران 164:3

4- سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر۔

Marfat.com

فلسفہ حیات

قرآن کریم میں ارشاد ہے: ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ-(1)

یعنی جس نے اللہ کا تقویٰ اختیار کیا پس اس کے لیے رزق فراہم کیا جاتا ہے ایسی جگہ سے جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا جس نے اللہ پر توکل کیا اللہ اس کے لیے کافی ہے۔

اس آیت میں ایک فلسفہ حیات اور نظام معیشت موجود ہے یعنی جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا رازق اور ذمہ دار ہے۔ تقویٰ کی تعریف بزرگوں نے کچھ اس طرح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجالانا اور حضور علیہ السلام کے طریقوں پر چلنا اور جو متقی ہے اللہ اسکا کفیل اور ضامن ہے اس سلسلے میں رزق کی فراہمی کے بارے میں بنی اسرائیل کے دو واقعات کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہیں ہوگا بنی اسرائیل میں ایک شخص نے جب یہ سنا کہ اللہ تعالیٰ رزق فراہم کرتا ہے تو اس نے دل میں یہ طے کر لیا کہ میں اب رزق رب کریم ہی سے لوں گا۔ یہ سوچ کر وہ دریا کے کنارے پر چلا گیا اور وہاں جا کر عبادت میں مشغول ہو گیا۔ پہلے دو دن وہ بھوکا پیاسا رہا۔ تیسرے دن دریا کے کنارے جہاں وہ عبادت کر رہا تھا کچھ خربوزے آئے اس نے ان کو جانے دیا پھر کچھ عرصہ بعد اور خربوزے آئے پانی کی لہر نے انہیں اچھال کر اس آدمی کے سامنے ڈال دیا۔ اس نے انہیں لینے سے بھی گریز کیا خربوزے خود بخود کٹنے شروع ہو گئے اور ان کی قاشیں بننی شروع ہو گئیں۔ اس آدمی نے یہ سوچ کر کہ اب رب العزت ناشکرا سمجھ کر ناراض نہ ہو جائیں انہیں اٹھا کر کھانا شروع کر دیا۔ اسی وقت پردہ غیب سے آواز آئی کہ اے انسان تو بڑا جلدباز

Marfat.com

ہے کہ کچھ دیر صبر کرتا تو دیکھتا کہ سارے جہان کا رازق کس طرح اپنے بندے کو رزق فراہم کرتا ہے۔ ہم خود تیرے منہ میں قاشیں ڈالتے یہ ہے ذات کریم جس نے رزق کا وعدہ کیا ہے۔

اس طرح سے دوسرا واقعہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب یہ آیت پڑھی کہ اللہ تعالیٰ رزق فراہم کرتا ہے ایسی جگہ سے کہ اس کا گمان بھی نہیں ہوتا تو انہوں نے رب العزت سے دریافت کیا کہ یہ کیسے ممکن ہے۔ غیب سے آواز آئی اے موسیٰ علیہ السلام اپنا عصا اس پہاڑ کے بڑے پتھر پر مار۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایسے ہی کیا۔ پتھر شق ہو گیا اور نیچے ایک غار میں کیا نظر آیا کہ ایک کیڑا منہ میں سرسبز و شاداب پتہ لیے کھا رہا ہے۔ مذکورہ بالا آیت کا دوسرا حصہ توکل سے متعلق ہے توکل کی جامع تعریف اس طرح ہے تمام اسباب اور ذرائع کو استعمال میں لاتے ہوئے نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا۔

ہماری دنیا علت و معلول (Cause and Effect) کی ہے یعنی پودے کو اگر پانی نہیں دیں گے تو پودا سوکھ جائے گا۔ پودے کو پانی نہ دینا (Cause) ہے اور اس کا سوکھ جانا Effect ہے تو اس طرح سے Cause & Effect مل کر ایک اصول 'کلیہ یا قانون کو جنم دیتے ہیں اس اصول کو انفرادی اور جماعتی زندگی میں کارگر بنانے کے لیے من حیث القوم ہمیں سخت محنت کرنی ہے' ذرائع کا بہترین استعمال کرنا ہے۔ اپنی معیشت کو ترقی دینی ہے لیکن بحیثیت مسلمان ہمارا اللہ ہمارا رب ہے اس لیے نتیجہ اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا چاہیے۔ اس کی مثال ایسے ہے کہ ایک شخص بیمار ہوتا ہے تو وہ دوا لیتا ہے' ڈاکٹر سے علاج کراتا ہے اب اس کا یقین یہ نہیں ہونا چاہیے کہ اس سے مجھے آرام ملے گا اور اس ڈاکٹر کے ہاتھ میں شفا ہے۔ بلکہ یقین یہ ہونا چاہیے کہ دوا کا استعمال اور علاج ایک ذریعہ اور سبب ہے اور مقصود' حاصل صحت یاب ہونا' وہ

Marfat.com

من جانب اللہ ہے بعض اوقات وہی دوا جو شفا کے لیے ہوتی ہے، موت کا سبب بن جاتی ہے Drug reaction کی وجہ سے اسی طرح ایک شخص نئی کار لیتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ بس اب اس کی ظاہری آن بان بن گئی ہے۔ اس میں عزت ہے۔ لیکن یہی کار ہلاکت کا سبب بن جاتی ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ 1980ء میں ایک انفنٹری یونٹ کے میجر شاہین نے نئی ٹویوٹا کرولا 80 ماڈل کار لی اور وہ اس کو لے کر شام کو گوجر خاں عازم سفر ہوا۔ یہی چمچاتی کار جو کہ اس کے لیے باعث عزت تھی باعث سہولت تھی ہلاکت کا سبب بن گئی اور سوہاوہ کے نزدیک رات کو سڑک سے نیچے گر کر تباہ ہو گئی۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں سب کچھ اپنے رب پر چھوڑنا ہے۔ جو کہ رحمٰن ہے، رحیم ہے رزاق ہے، ستار العیوب ہے۔ کسی اور کے آگے نہیں جھکنا۔ کسی کا دست نگر نہیں ہونا۔ کاش قرآن کی یہ چھوٹی سی آیات کہ جن میں پورا نظام حیات اور نظام معیشت بند ہے، ان پر ہم عمل پیرا ہو سکتے اقبال نے خوب کہا ہے

تیرے دل پر جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

قرآن ہمیں حکمت و دانائی سکھاتا ہے، قرآن ہمیں صراط مستقیم پر چلنے کی ہدایت کرتا ہے، قرآن ہمارے لیے ضابطہ حیات ہے۔ کاش کہ ہم یہ بات سمجھ سکیں!

عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ان اللہ یرفع بھذا الکتاب اقواما و یضع بہ آخرین (2)

حضرت عمرؓ حضور ﷺ سے یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ رب العزت اس قرآن کی وجہ

Marfat.com

سے کتنی ہی اقوام کو اعلی وارفع کرتا ہے ان کو ممتاز و ممیز کرتا ہے اور کچھ اقوام ایسی ہیں کہ اس کی وجہ سے پستی میں جا گرتی ہیں۔ قرآن حکیم پر عمل اور اس کے مطابق اپنی زندگی کو گزارنا اور قرآن کو مشعل راہ بنا لینا اس کو ضابطہ حیات ماننا یہ تو سب معراج کی سیڑھیاں ہیں۔ اس کے برعکس اگر ہم قرآن سے دور رہیں اس کے ارشادات پر عمل پیرا نہ ہوں اس کی فضیلتوں سے بہرہ ور نہ ہوں تو نتیجہ برعکس نکلتا ہے۔

قرآن کی عظمت اور اس کے فیوض کے بارے میں کچھ واقعات درج کیے جاتے ہیں جو کہ قاری کے اس یقین کو مزید مستحکم کریں گے کہ قرآن ہی سب کچھ ہے۔ اس کے بہت سے فضائل ہیں۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قریش کا جو شیلا اور بانکا نوجوان جس مجلس میں پہنچ جاتا سب سے برتر رہتا جن کی شجاعت' زور آوری' شہسواری' تیر اندازی اور بہادری کے ڈنکے پورے شہر میں بجتے تھے جو جسم اور دل دونوں کا مضبوط تھا۔ لیکن جو بات ہم سنا رہے ہیں۔ وہ زمانہ تھا جب آپ نے اسلام ابھی قبول نہ کیا تھا۔ آنحضور ﷺ اور اہل ایمان کے وہ بھی اتنا ہی مخالف تھے۔ جتنے دوسرے کافر تھے بلکہ ان سے بھی کچھ زیادہ ایک رات آنحضور ﷺ کو ستانے کیلئے گھر سے نکلے آپ ﷺ اس وقت حرم میں نماز پڑھ رہے تھے اور سورہ الحاقہ کی آیات آپ کی زبان مبارک سے ادا ہو رہی تھیں جب عمر پہنچے تو دور ہی سے کان میں قرآن کی آیتیں پڑ گئیں۔ بجائے ستانے اور چھیڑنے کے قرآن کے نظم اور اسلوب سے متاثر ہو کر متحیر کھڑے رہ گئے اور دل میں کہا۔ "خدا کی قسم یہ شاعر ہے" جیسا کہ قریش کہتے تھے ابھی یہ خیال ہی آیا تھا کہ آپ ﷺ نے آیت پڑھی۔

Marfat.com

یہ ایک بزرگ ہستی کا کلام ہے اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں۔ تم سب کم ایمان رکھتے ہو۔

جب تردید ہو گئی تو دل میں سوچا یہ کاہن ہے لیکن آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی جس کا ترجمہ ہے۔
یہ کاہن کا کلام بھی نہیں تم بہت کم نصیحت پکڑتے ہو یہ تو جہانوں کے پروردگار کی طرف سے اترا ہے۔

دل پر ایک چوٹ لگی وہ اسلام کی حقانیت اور صداقت کی چوٹ تھی۔ البتہ مستقل مزاجی اور پختہ کاری نے اس چوٹ کو دبائے رکھا۔ لیکن آخر کب تک ایک دن دل میں خیال آیا (نعوذ باللہ) چلو قصہ پاک کر دوں محمد ﷺ کا اسی ارادے سے گھر سے نکلے تو عجب اتفاق پیش آیا راستہ میں معلوم ہوا کہ بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید بھی اسلام لے آئے یہ خبر بجلی بن کر گری۔ انتہائی غصہ کے عالم میں بہن کے گھر پہنچے اور ان دونوں کو اتنا مارا کہ لہولہان کر دیا کہاں تو یہ شقی القلبی تھی اور کہاں جب غصہ فرو ہوا اور ان سے قرآن لے کر سورہ طٰہٰ کی ان آیتوں کو پڑھا۔

طٰہٰ میں ارشاد ربانی ہے کہ ہم نے یہ قرآن تم پر اس لئے نازل نہیں کیا ہے کہ تم مصیبت میں پڑ جاؤ یہ تو ایک یاد دہانی ہے ہر اس شخص کے لئے جو ہدایت چاہتا ہے اسی ذات نے پیدا کیا زمین کو اور بلند آسمانوں کو وہ رحمان تخت سلطنت (کائنات) پر جلوہ فرما ہے مالک ہے ان سب چیزوں کا جو آسمان کے درمیان ہیں اور جو مٹی کے نیچے ہیں تم چاہے اپنی بات پکار کر کہو یا چپکے سے وہ کہی ہوئی بات بلکہ اس سے مخفی تر بات بھی جانتا ہے اور اس کے سوا کوئی خدا نہیں۔

عمرؓ نے جب یہ آیات پڑھیں تو ساری رنجش اور کدورت ختم ہو گئی اور یوں دامن اسلام

Marfat.com

میں آگرے جیسے پکا پھل ٹوٹ کر گود میں آجاتا ہے اور بچوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگے اور سیلاب اشک سے دل میں کفر کی جو بھٹی دہک رہی تھی سرد پڑ گئی۔ قلب نور ایمان سے روشن ہو گیا اور آپ آنحضور ﷺ کے پاس حاضر ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

واقعہ نمبر ۲ :

طفیل دوسی اپنے قبیلہ کے ایک اہم آدمی تھے شعر و ادب کے دلدادہ تھے نئے دین کی مشہوری سنی تو احوال سے آگاہی کیلئے مکہ چلے آئے۔ مکہ پہنچے تو وہاں کے لوگ ان کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے تم ہمارے شہر میں مہمان آئے ہو لہذا آپ کو بتا دیتے ہیں کہ اس شخص نے ہمارے دین میں پھوٹ ڈال کر ہمارا شیرازہ بکھیر دیا ہے ہم اس سے بہت تنگ ہیں۔ ان کی زبان میں پتہ نہیں کیا چیز ہے کہ بھائی کو بھائی سے بیوی کو شوہر سے بیٹے کو باپ سے چھڑا دیتے ہیں ہمیں یہ بھی خوف ہے کہ آپ اور آپ کی قوم کو بھی کہیں یہ اپنے دام میں نہ لے آئے اس لئے تم اس سے نہ ملو اور نہ اس کی بات سنو پہلے تو طفیل دوسی قریش کی باتوں میں آگئے اور کانوں میں روئی ڈالے پھرتے تھے کہ مبادا محمد ﷺ کی آواز کانوں میں پڑ جائے اسی حالت میں ایک دن مسجد حرام کی طرف سے گزرے اس وقت آپؐ خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے کچھ قرآنی آیات کانوں میں پڑ گئیں جی نہ مانا سوچا ذرا سنوں تو کہ محمد ﷺ پڑھتے کیا ہیں کلام کے معائب و محاسن تو میں بھی خوب سمجھتا ہوں۔ فوراً پتہ چل جائے گا کہ کیسا کلام ہے قریب کھڑے ہو کر کلام سنا تو حیران رہ گئے قرآن کے الفاظ نے جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ جلوہ حیران سے آنکھ ہٹی تو دیکھا حضور ﷺ نماز ختم کر کے جا رہے ہیں یہ بھی ساتھ ہو لئے آپ ﷺ کے ساتھ آپؐ کی قیام گاہ تک پہنچے اور اپنے آپ کو دامن اسلام میں گرا دیا اور خود کہا کرتے تھے کہ خدا کی قسم آج تک اس سے بہتر کلام نہ میرے کانوں نے سنا اور نہ اس سے

زیادہ عادلانہ مذہب کوئی دیکھا۔

واقعہ نمبر ۳ :

ولید بن مغیرہ کے بارے میں قریش نے بہت چاہا کہ یہ اہم شخصیت کہیں اس کلام معجز نما کا شکار نہ ہو جائے ان کو ہر طرح سے باز رکھنے کی کوشش کی مگر ولید کا حال یہ تھا کہ ایک دفعہ آواز سنی تو جیسے شعلہ سا بھڑک اٹھا ایمان کی روشنی کا' لوگوں نے کہا مغیرہ یہ کیا ہوا وہ کہنے لگے اس کلام نے دل موہ لیا یہ انسانی کلام نہیں اس کی بات خوبصورت اور اس کا انداز دل نشین ہے وہ اس بار آور درخت کی طرح ہے جس کے اوپر کا حصہ پھل دیتا ہے اور زیریں حصہ گہرا ہوتا ہے یہ غالب ہو گا اور ہرگز مغلوب نہ ہو گا جو اس سے ٹکرائے گا پاش پاش ہو جائے گا۔

جبیر ابن مطعم ایک سلیم الطبع اور ہر ظلم کے خلاف آواز اٹھانے والے شخص تھے ان کا باپ بھی نرم دل اور نیک آدمی تھا ان سب باتوں کے باوجود عصبیت جاہلیت قبول حق سے مانع تھی جبیر جنگ بدر کے بعد اپنے قیدی کو چھڑانے کے لئے مدینہ حضورؐ کے پاس پہنچے تو اتفاق سے آپؐ نماز میں مصروف تھے اور سورہ طور کی یہ آیات تلاوت فرما رہے تھے۔

"طور کی قسم اس کتاب کی قسم جو لکھی ہے کشادہ اوراق میں اور آباد گھروں کی قسم اور اونچی چھت کی قسم اور ابلتے ہوئے دریاؤں کی قسم بے شک تمہارے پرودگار کا عذاب آ کے رہے گا اور اس وقت اسے کوئی نہ ٹال سکے گا۔"

جبیر بھی پاس کھڑے ہو کر سننے لگے تھوڑی دیر میں انہیں ایسا معلوم ہوا کہ جیسے بقول ان کے میرا قلب پھٹ جائے گا اور جب آپؐ نے آخری آیت ان عذاب ربک لواقع مالہ

سن دفع کی تلاوت فرمائی تو ان پر کپکپی طاری ہو گئی اور خوف ہوا کہ کہیں اسی وقت اللہ کا عذاب نازل نہ ہو جائے اس کے بعد یہ ایمان لے آئے۔

واقعہ نمبر ۴ :

حضرت عثمانؓ ابن مظعون جو پہلے ہی سے سادہ طبیعت 'نیک نفس، پاک باز اور گداز دل تھے انہوں نے جب یہ آیت سنی "خدا عدل' احسان' اور قرابت مندوں کے ساتھ سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور بدکاری برائی اور ظلم سے روکتا ہے اور وہ نصیحتیں اس لئے کرتا ہے کہ شاید تم اس کو قبول کرو" (نحل۔ ۱۲) تو کہا کہ یہ وہ وقت تھا جب ایمان میرے قلب میں جاگزین ہوا اور میں محمد ﷺ سے محبت کرنے لگا۔

واقعہ نمبر ۵ :

سفر طائف کے موقع پر خالد العدوانی نے جب آپؐ کی زبان مبارک سے قرآن کے یہ الفاظ سنے والسماء والطارق (آسمان کی قسم اور رات میں آنے والے کی قسم) تو فوراً پوری سورۃ یاد کرلی اور مسلمان ہو گئے۔

غرض یہ تو نمونے کے چند واقعات ہیں ورنہ صحابہؓ کی جماعت کو قرآن حکیم نے اپنی طرف کھینچا تھا اور قرآن حکیم کی کشش میں قرآن پیش کرنے والے کی کشش قدرتی طور پر شامل تھی کیونکہ اس کا کردار بھی تو قرآن تھا۔ کفار کو خوب اچھی طرح معلوم تھا کہ قرآن اپنے اندر کس بلا کی تاثیر رکھتا ہے اور اس کو سنانے والا کس پائے کا انسان ہے اور اس کے ساتھ ہی اس

Marfat.com

کا طرز ادا کس درجہ موثر ہے وہ سمجھتے تھے کہ ایسے عالی مرتبہ شخص کی زبان سے اس دلکش انداز میں اس بے نظیر کلام کو جو سنے گا وہ بالآخر گھائل ہو کر ہی رہے گا اس لئے وہ اپنے بچوں اور عورتوں تک کو قرآن سننے سے روکتے تھے مشہور واقعہ ہے کہ انہوں نے حضرت ابو بکرؓ کو عبادت کرنے کی اجازت صرف اس شرط پر دی تھی کہ وہ قرآن بہ آواز بلند نہ پڑھا کریں کفار لوگوں سے کہتے تھے کہ جب محمد ﷺ قرآن سنائیں تو تم خوب شور مچایا کرو اعتراضات کی بوچھاڑ کیا کرو اور آواز اتنی بلند کر لیا کرو کہ محمد ﷺ کی آواز دب جائے اس تدبیر سے وہ ناداں یہ سمجھتے تھے کہ اللہ کے نبی کو شکست ہو جائے گی۔ "یہ منکرین کہتے ہیں اس قرآن کو ہر گز نہ سنو اور سنایا جائے تو اس میں خلل ڈالو شاید کہ تم اس طرح غالب آجاؤ۔" (حم السجدہ۔ ۲۶)

کلام اللہ کی اس تاثیر کو خود قرآن نے ایک تمثیل میں اس طرح بیان کیا ہے کہ اگر ہم قرآن کو پہاڑ جیسی سخت چیز پر بھی اتارتے تو خشیت الٰہی سے پھٹ کر پارہ پارہ ہو جاتے اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو اسے تو ضرور دیکھتا جھکا ہوا اور پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے اور یہ مثالیں لوگوں کے لئے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں (الحشر۔ ۲۱)

البتہ اس کا اثر وہی لوگ قبول کرتے ہیں جن کے پاس سوچنے والا دماغ سمجھنے والا دل اور دیکھنے والی آنکھیں موجود ہوں اسی طرح کہ روشنی میں صرف وہ آنکھیں ہی دیکھتی ہیں جن میں بینائی موجود ہو اگر آنکھ ہی بینا نہ ہو تو آفتاب کی روشنی بھی چراغ راہ نہیں بن سکتی۔

Marfat.com

واقعہ نمبر ٦ :

۱۹۳۵ء میں ٹریننگ ختم کرنے کے بعد سپرنٹنڈنگ انجینئر ایسٹ سرکل کے دفتر میں بطور اپرنٹس ڈرافٹسمین ملازم ہوا۔ یہ دفتر ایمرجنسی کے تحت معرض وجود میں آیا تھا۔ جس کا کام ۱۹۳۴ء کے قیامت خیز زلزلے کی تباہ کاریوں سے متاثرہ سرکاری عمارات اور پبلک املاک کا سروے کر کے تعمیر و مرمت کا تخمینہ گورنمنٹ کو پیش کرنا تھا۔

اس لیے تمام اسٹاف بھاگلپور کچہری اسٹیشن کے بالمقابل ایک باغ میں خیمہ نشین رہا۔ پھر دریائے گنگا کے کنارے ایک ہندو وکیل شیو چرن سنہا کی وسیع و عریض کوٹھی میں منتقل ہو گیا۔ کیمپ کی زندگی کو خیر باد کہہ کر سب نے شہر میں سر چھپانے کے لیے جگہ نکالی۔ میرے ساتھیوں نے بھی شاہ گنج میں چھوٹا سا مکان کرایے پر لے لیا۔ اب ہم صبح کھانا کھا کر دفتر چلے جاتے اور شام کو چار بجے واپس آجاتے۔

ہمارے راستے میں ایک بلند و بالا کوٹھی پڑتی تھی۔ جو آرائش کے لحاظ سے اردگرد کی تمام کوٹھیوں سے ایک الگ مقام رکھتی تھی۔ بڑا لان پھولوں سے بھری ہوئی روشیں اور ہرے ہرے درختوں سے جھانکتی ہوئی سرخ ٹائیلوں کی پرشکوہ عمارت، کوٹھی کے مین گیٹ پر سنگ مرمر کی تختی پر سیاہ حروف میں ''ہائی لینڈز'' کندہ تھا ہمارا دفتر اس کوٹھی سے کوئی چالیس پچاس گز آگے تھا جب کبھی ہمارا دل کام سے اکتا جاتا حالانکہ کام ہمارا مختصر سا تھا تو ہم چائے پینے کیلئے کنٹین میں آبیٹھتے جو لب سڑک دفتر کے بائیں ہاتھ واقع تھی۔ ہم اکثر وہاں سے شام کو ایک وجیہہ صورت گورے چٹے نوجوان کو ایک حسین و جمیل یورپین لیڈی اور ایک تین چار سالہ گڑیا سی

Marfat.com

لڑکی کے ہمراہ کوٹھی سے سیر و تفریح کے لئے نکلتے دیکھا کرتے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اس نوجوان کا نام سجاد حسین ہے جو ڈسٹرکٹ کورٹ کے نامی گرامی وکیل ہیں۔ اور یورپین لیڈی ایلس ان کی بیوی اور گڑیا ان کی بیٹی لیلیٰ تھی لندن سے وکالت پاس کرنے کے ساتھ وہ ایک بیگم بھی ہمراہ لے آئے تھے پٹنہ کے مشہور و معروف وکلاء سر علی امام اور حسن امام نے یورپین بیگمات لا کر طرح ڈال دی تھی۔ اب جو کوئی بھی اعلیٰ تعلیم کے سلسلے میں ولایت جاتا ایک آدھی ولائتی بیگم اپنے ہمراہ ضرور لاتا۔ کچھ دنوں بعد ایک خوشرو نوجوان کوٹھی سے دودھ وغیرہ لینے کیلئے کنٹین میں آنے جانے لگا۔ جو سجاد صاحب کا ملازم صغیر احمد تھا۔ اس سے میری جلد ہی دوستی ہو گئی۔ صغیر صاحب بیرسٹر کے ٹائپسٹ اور نجی خط و کتابت کے انچارج تھے وکیل صاحب کے ساتھ اسی کوٹھی میں رہتے تھے جب وکیل صاحب مصروف ہوتے تو وہی ان کی بچی لیلیٰ کو سیر کرانے کیلئے لے آتے۔ اور ہم بہت دیر تک اس کے ساتھ بچوں کی سی باتیں کر کے دل بہلایا کرتے صغیر نے ایک دن بتایا کہ وکیل صاحب کے والدین اور بہن بھی یہاں آچکے ہیں ان کے والد دیہات کے رہنے والے تھے اور مذہبی بھی تھے۔ ان کی بیوہ بہن بھی آگئی تھیں جو ایک سکول میں ہیڈ مسٹریس تھیں۔ اسی طرح دن گزرتے گئے مجھے اس گھر سے نہ جانے کیوں دلچسپی ہو گئی تھی حالانکہ میری ان سے کوئی قرابت داری نہ تھی۔ اور ہم وطنی کا دعویٰ بھی نہ تھا۔ ڈائریکٹ ان سے ملاقات بھی نہ تھی۔ پھر بھی میں صغیر سے ان کی باتیں پوچھتا تھا۔ اور وہ بھی روز کوئی نئی داستان سناتا تھا۔ اور میں بڑے شوق سے سنتا تھا۔ یہ روز کا معمول تھا۔

چند دن بعد ان کو اپنی بچی لیلیٰ کیلئے ایک ٹیوٹر راستاد کی ضرورت پڑی۔ صغیر میرے پاس آیا۔ اور مجھے کہنے لگا کہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ بچی کے ٹیوٹر کی حیثیت سے ہمارے لیے بھی اچھے رہیں گے کیونکہ خوب ملاقاتیں ہوتی رہیں گی۔ میں کچھ دیر سوچتا رہا۔ پھر حامی بھر لی

Marfat.com

اور شام کو دفتر کے بعد اس کے ہمراہ اس دیدہ زیب کوٹھی میں انٹرویو کیلئے جا پہنچا۔ میاں بیوی میرے اندازے کے مطابق کچھ کھچے کھچے سے تھے پھر بھی انہوں نے میری تعلیم اور خاندان کی چھان بین کے بعد اگلے دن آنے کا کہا۔ اور شام کے چار بجے سے پانچ بجے تک ٹیوشن کا وقت طے پایا۔ پھر میں بلاناغہ بچی کو پڑھانے کیلئے جانے لگا۔ یہ بچی خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ ذہین اور ہوشیار بھی تھی۔ پڑھائی کے دوران وہ مجھ سے ایسے ایسے سوال پوچھ بیٹھتی کہ میں بغلیں جھانکنے لگتا۔ اردو اس کی کمزور ہی تھی۔ لیکن انگلش بڑی تیزی سے بولتی تھی۔ یہ خصوصیت اسے اس کی ماں سے ملی تھی میں نے دیکھا کہ بیگم میں تندی کا عنصر پایا جاتا تھا اور صاحب بڑے کم گو اور متین طبع تھے۔ بیگم صاحبہ ہر بات پر معترض رہتی تھیں۔ اس طرح سے وقت گزرتا گیا۔

بیس دن بعد کا ذکر ہے کہ میں نے دیکھا، بیگم نے قرآن مجید کو نکال کر باہر ڈال دیا سجاد صاحب نے قرآن پاک کو اپنی جگہ نہ پا کر بیگم سے استفسار کیا کہ اس سامان میں تو قرآن شریف بھی تھا۔

"تو پھر کیا ہوا" بیگم صاحبہ نے اسی لاپرواہی سے جواب دیا "تمہارے کس کام کا۔ نہ تم نے اسے کبھی پڑھا۔ نہ اس پر عمل کیا۔ غلاف میں لپٹا ہوا برسوں سے پڑا تھا میں نے اسے کباڑ خانے میں پھنکوا دیا"

سجاد اپنی بیوی سے چیخ کر بولے "ایلس!" تم نے ایسی جرات کیونکر کی تم نہیں جانتیں کہ تمہاری اس حرکت سے مجھے کس قدر تکلیف پہنچی ہے یہ ہماری مقدس کتاب ہے اللہ کا کلام ہے-----"

Marfat.com

مقدس کتاب! رات دن قانون کی کتابوں سے تمہیں فرصت نہیں آج سے پہلے تو میں نے تمہیں اس الماری کے پاس بھی کبھی جاتے نہیں دیکھا۔ پھر ایک تاریک دور کی یادگار کو سنبھال کر رکھنے کا کیا فائدہ؟ اس روشنی کے زمانے میں اس ناکارہ سی۔۔۔۔۔۔" باقی الفاظ ابھی بیگم صاحبہ کے حلق ہی میں تھے کہ بیرسٹر صاحب کا ہاتھ اٹھا اور بجلی کی سی سرعت کے ساتھ اس زور کا طمانچہ بیگم صاحبہ کے گال پر پڑا کہ وہ بڑی مشکل سے گرتی ہوئی بچی اور کمرے میں سکوت چھا گیا۔ صغیر صورت حالات کا نقشہ کھینچ رہا تھا۔ مدتوں سے تہذیب نو کی رنگینیوں میں دبی ہوئی دینی غیرت شعلہ جوالا بن کر بھڑکی اور آن واحد میں اپنی تاریکیوں کے پردوں کو تار تار کر گئی۔ وہ خاموش طبع مریل بیرسٹر اس دن کے انسان سے بالکل مختلف تھا۔ جس نے ماں باپ اور بہن کو بیوی کے ہاتھوں بے عزت ہو کر گھر سے نکلنے کو برداشت کر لیا تھا۔ لیکن یہ برداشت نہ ہو سکا۔ میں کچھ عرصہ تک ٹیوشن کے لئے گھر نہ جا سکا مجھے صغیر مل گیا اس نے مجھے بتایا کہ صاحب اور بیگم میں صلح ہو گئی ہے۔ اور بیگم نے قرآن بامعنی پڑھنا شروع کر دیا ہے یہ قرآن کی ہی حکمت ہے کہ ایلس جیسی سخت دل عورت بھی قرآن کے سامنے پگھل کر موم ہو گئی اور مسلمان ہو گئی۔

واقعہ نمبر ۷:

یہ قصہ سندھ کے ایک دیہات کا ہے۔ جہاں ایک ہندو گھرانہ رہتا تھا جو کہ صرف میاں بیوی پر مشتمل تھا۔ ان کے پڑوسی مسلمان تھے ہم سے بڑے اچھے تعلقات تھے کچھ دنوں بعد ہندو گھرانے کے سرپرست نندالعل نے اپنے پڑوسی احمد سے کہا۔ ہمارا دل نہیں چاہتا۔ کہ ہم اس جگہ کو چھوڑ کر جائیں جہاں ہم پیدا ہوئے ہیں پلے بڑھے ہوں مگر حالات مجبور کرتے ہیں کہ کیا پتہ حالات کس وقت بدل جائیں اور ہم کو مسلمانوں سے نقصان پہنچ جائے۔

Marfat.com

احمد نے نندا کو کہا کہ بھائی کیابات کرتے ہو۔ ہمارے ہوتے ہوئے آپ کو کسی قسم کی گزند نہیں پہنچے گی۔ لیکن نندالعل کے دل میں خدشہ پیدا ہو چکا تھا۔اس لیے وہ احمد کی باتوں سے مطمئن نہ تھااس نے اپنی بیوی کو کہا۔ کہ آپ تیار رہیں جس وقت ممکن ہوا ہم ہندوستان چلے جائیں گے۔ تم اپنی تیاری ہر وقت مکمل رکھو۔

کافی دن کے بعد ایک دن نندالعل کے برادر نسبتی کا خط آیا۔جو ان سے کافی دور رہتا تھا کہ ہم لوگ ہندوستان جارہے ہیں آپ لوگوں کی کیا رائے ہے ؟اس لیے میرے خیال میں آپ ہمارے ساتھ چلیں تو بہتر ہو گا۔ نندالعل نے یہ خط اپنی بیوی اور احمد کو دکھایا کہ اب کیا کرنا چاہیے احمد نے صلاح دی کہ گھر میں بالکل تیاری کر رکھیں اور آپ خود اپنے سالے سے مل کر صلاح مشورہ کر آئیں۔اس کے بعد جو صلاح ہو گی۔اس پر عمل کریں نندالعل نے اس تجویز کو پسند کیااور گھر والی کو بالکل تیار رہنے کا حکم دے کر اپنے سالے سے ملنے چلا گیا۔

نندالعل کی بیوی بہت خوبصورت تھی اس کی عمر اٹھائیس انتیس سال تھی لیکن صحت اچھی ہونے کی وجہ سے سترہ اٹھارہ سال کی نظر آتی تھی۔ ابھی تک ان کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی۔احمد کچھ عرصہ سے اس پر نگاہ رکھتا تھا۔لیکن کوئی مناسب موقعہ نہ ملنے کی وجہ سے ہمت نہیں کر سکا تھا۔جب نندالعل اپنے سالے کو ملنے گیا تو احمد کو ایک اسکیم سوجھی۔اس نے ایک دن ٹانگے والے کو ساتھ لیا۔اس کے گھر اچانک شام کو جا دھمکا۔ہانپتا ہوا وہ دروازے پر پہنچا۔ اندر سے نندالعل کی بیوی موہنی نے پوچھا بھئی کون ہو کیا کام ہے ؟

احمد نے جواب دیا بھائی فوراً تیار ہو جائیں میں احمد ہوں جو قیمتی چیز ہے مثلاً زیورات اور نقدی وغیرہ وہ اپنے ساتھ لے لیں اور فوراً چلیں۔ بھائی نندالعل صاحب آٹھ بجے والی ٹرین پر آ

Marfat.com

رہے ہیں۔ ان کا سیدھے کھوکھراپار جانے کا ارادہ ہے وہ یہاں ٹھہر نہیں سکیں گے میری طرف ایک آدمی کے ہاتھ پیغام بھجوایا ہے کہ میں آپ کو اسٹیشن پر لے آؤں۔

نندالعل کی بیوی موہنی چونکہ کافی عرصہ سے احمد کو جانتی تھی اور روز بھارت جانے کی باتیں بھی ہورہی تھیں سمجھیں کہ میرے پتی نے ایسا ہی کہلوا کر بھیجا ہوگا۔ فوراً تیار ہوگئیں اور جو کچھ نقدی اور زیور تھا۔ ساتھ لے لیا باقی کچھ پہلے ہی کچھ لوگوں کو دے چکے تھے۔ رہا سہا سامان اپنے ہمدرد احمد کے حوالے کر دیا۔

احمد نے سارا سامان ایک کمرے میں بند کر کے تالا لگا دیا اور لعل کی بیوی کو تانگے میں بٹھا کر تانگے والے سے کہا۔ چلو بھائی۔ اسٹیشن زیادہ دور نہیں تھا۔ مگر تانگہ بہت دیر سے مسلسل چل رہا تھا۔ اس سے موہنی کو شک ہوا۔ اس نے منہ پر سے پلو ہٹا کر دائیں بائیں دیکھا تو راستہ ہی کوئی اور نظر آیا۔ اس نے احمد سے پوچھا کہ بھائی کدھر جا رہے ہیں یہ تو مجھے اسٹیشن کا راستہ نظر نہیں آتا۔

بے ایمان احمد نے جواب دیا۔ بھابھی گھبراؤ مت ہم اسٹیشن پر ہی پہنچیں گے ہم نے جنگل کا راستہ اس لیے چنا کہ اگر ہم سیدھے راستے جاتے تو لوگ ہم پر شک کرتے۔ موہنی یہ سن کر خاموش ہوگئی۔ کچھ دور چل کر اچانک تانگہ رک گیا۔ موہنی یہ دیکھ کر کہ ہر طرف جنگل ہی جنگل ہے اور زیادہ پریشان ہوگئی ابھی وہ خوف کے ان خیالوں میں کھوئی ہوئی تھی۔ کہ اسے احمد کی آواز آئی جان من! اب اتر بھی آؤ کب تک ایسے ہی اکیلی تانگے میں بیٹھی رہو گی۔ اپنی اداؤں سے اس دل کو تسکین پہنچاؤ جو نہ جانے کب سے تمہارے فراق میں تڑپ رہا ہے موہنی نے کہا احمد کچھ شرم کرو۔ میں نے تمہیں بھائی اور تم نے مجھے بہن بنایا ہوا ہے۔ اس مقدس رشتے کی

Marfat.com

لاج رکھو۔

مگر احمد پر شیطان سوار تھا۔ اس نے موہنی کا ہاتھ پکڑ کر زور سے اپنی طرف کھینچا اور کہا یہ مقدس رشتے بعد میں دیکھیں گے۔ یہ رشتے محض بہانے ہیں۔ پہلے تم میرے دل پر برسات بن کر برسو۔ اور اپنی گہری آنکھوں میں مجھے سمولو۔ ایسے موقع بہت کم ملتے ہیں۔ ایسا موقع میں عارضی رشتوں کے نام پر کھو دوں۔ یہ حماقت ہے۔ اس مواقع سے فائدہ اٹھائیں اور دونوں خوشی منائیں۔۔۔ قریب آؤ میرے دل کے قریب۔

موہنی ایک بے چاری عورت کی طرح آنسو بہا رہی تھی۔ احمد نے ایک دفعہ پھر اس کی طرف ہاتھ بڑھایا موہنی جھپٹ کر پیچھے ہٹ گئی۔ اس نے رحم طلب نگاہوں سے تانگے والے بندے کی طرف دیکھا۔ مگر اس کی آنکھوں میں بھی گندی ہوس ڈیرا ڈالے ہوئی تھی۔ آخر موہنی نے دونوں ہاتھ جوڑ کر احمد سے کہا۔ احمد! خدا کے واسطے مجھے برباد نہ کرو۔ میں کہیں کی نہ رہوں گی تمہیں کچھ حاصل نہ ہو گا۔ اور میں برباد ہو جاؤں گی۔ تمہیں تمہارے خدا کے پیارے رسول ﷺ کا واسطہ' میری عزت نہ برباد کرو۔ میرے پاس جتنا مال ہے۔ وہ بھی لے لو۔ میرے سارے زیورات لے لو۔ ان پیسوں اور زیورات سے تمہیں مجھ سے زیادہ حسین اور اچھی عورتیں مل جائیں گی ان سے اپنی راہ رسم بڑھا لینا مجھے چھوڑ دو میں زندگی بھر تمہاری احسان مند رہونگی۔

موہنی نے کچھ وقت مزاحمت کے بعد۔۔۔۔ پھر اسے خدا اور اس کے رسول ﷺ کے صدقے باز آنے کو کہا۔ احمد نے جواب دیا۔ ہر کام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مرضی کے نہیں ہو سکتا۔ یہ موقع (نعوذباللہ) مجھے بھی اللہ کی مرضی سے ملا ہے۔

Marfat.com

موہنی کو اپنی عزت بچانے کا کوئی طریقہ بھی نظر نہیں آرہا تھا کہ اچانک اس نے اپنے گلے میں پڑے ہوئے ایک تعویذ کو ہاتھ ڈالا۔ جس میں سونے کی زنجیر ڈالی ہوئی تھی توڑ کر اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور احمد سے غصے سے کہا بدبخت انسان اس میں تمہاری مقدس کتاب قرآن مجید کی آیتیں لکھی ہوئی ہیں۔ یہ تمہارا قرآن پاک ہے خدارا اس کے واسطے میری عزت نہ لوٹو۔ اور مجھے برباد نہ کرو۔

احمد نے وہ تعویذ اس کے ہاتھ سے چھین کر دور زمین پر دے مارا اور دوڑ کر موہنی کی طرف بڑھا۔ اور اس کو پکڑ کر دیوانوں کی طرح اس کے کپڑے پھاڑنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر میں بے کس موہنی بالکل عریاں ہو چکی تھی اور قریب تھا کہ احمد اپنے ناپاک ارادے کو عملی جامہ پہنا کر موہنی کو برباد کر دے کہ اس کی چیخ نکل گئی اور موہنی کے بدن پر اس کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔

ایک لمحہ میں موہنی آزاد ہو چکی تھی احمد ایک طرف ڈھلک گیا تھا۔ موہنی حیران پریشان اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے دیکھا کہ ایک تین فٹ لمبا سانپ احمد کی بائیں والی ٹانگ سے چمٹا ہوا ہے۔ اور اس کی ٹانگ سے خون بھی بہہ رہا ہے چند لمحوں میں احمد تڑپ تڑپ کر ٹھنڈا ہو گیا۔ احمد کے مرتے ہی سانپ اسے چھوڑ کر ایک طرف چل دیا۔ اور آنکھوں سے فوراً اوجھل ہو گیا۔

یہ المناک اور سبق آموز منظر تانگے والا بھی دیکھ رہا تھا۔ وہ فوراً بھاگتا ہوا آیا اور اس نے وہ تعویذ جسے احمد نے پھینک دیا تھا اٹھا کر چوما اور آنکھوں سے لگایا۔ اس کے بعد اس نے فوراً موہنی کے پیر پکڑ لیے۔ اور کہنے لگا کہ آج سے آپ میری بہن ہیں میں بھی احمد کے ساتھ خطا کار ہوں میری خطا معاف کر دو۔ اس کے بعد تانگے والے نے اپنے صافے سے موہنی کا جسم ڈھانک دیا۔

Marfat.com

اور اسے اپنے تانگے پر بٹھا کر اس کے گھر کی طرف چل دیا۔ راستے میں تانگے والے نے تعویذ کے بارے میں اس سے استفسار کیا۔ موہنی نے اسے بتایا کہ عرصہ آٹھ سال سے میرے بچے نہیں ہو رہے تھے میری ایک سہیلی یہ تعویذ لے کر آئی۔ میری وہ سہیلی بتا رہی تھی۔ اس میں سورۃ یٰس اور پانچ آیات مبارکہ لکھی ہوئی ہیں۔ لیکن مجھے آج معلوم ہوا کہ قرآن پاک کی کیا طاقت ہے۔ یہ ایک معجزہ ہوا ہے۔ اور میں احمد کی دست درازی سے بچ گئی۔ حالانکہ اس وقت میں نے اچھی طرح جان لیا تھا کہ اب دنیا کی کوئی طاقت مجھے اس کی دست درازی سے نہیں بچا سکتی۔ لیکن احمد نے اللہ کے کلام کی بے ادبی کی تھی۔ اور اس کے قہر سے نہ بچ سکا۔ اللہ بڑا بے پرواہ ہے جسے چاہے اور جس وقت چاہے سزا دے سکتا ہے یہ باتیں کرتے ہوئے ہم گھر پہنچ گئے۔

اتفاق سے اسی رات کو نند العل بھی گھر پہنچ گیا تھا اس نے جب گھر کی حالت دیکھی تو بہت پریشان ہوا۔ ہمسائیوں سے پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ موہنی احمد کے ساتھ گئی ہے نند العل احمد کے گھر گیا۔ وہاں سے پتہ چلا کہ احمد دوپہر سے گھر نہیں آیا۔

اس پریشانی کی حالت میں رات کے دو بج گئے کہ اچانک موہنی اور تانگے والا گھر آ گئے تانگے والے اور موہنی نے نند العل کو پورے حالات سے آگاہ کیا یہ سن کر نند العل بھی دنگ رہ گیا۔ اگلے دن موہنی اور نند العل کا ہندوستان جانے کا خیال بدل چکا تھا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے کلام کا معجزہ دیکھ کر جانے سے تائب ہو چکے تھے۔ اسی شام نند العل اور موہنی نے اسلام قبول کر لیا۔ اب ان کے بچے ہیں اور بڑے سکون سے زندگی گزار رہے ہیں۔

حوالہ جات :

سیارہ ڈائجسٹ قرآن نمبر۔

Marfat.com

فہم قرآن اور ضرورت علم

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وننزل من القرآن ماھوا شفاء و رحمة للمومنین ولا یزید الظلمین الا خسارا (۱)

گویا قرآن کریم مومنوں کے لئے رحمت ہے 'شفا ہے' کامیابی ہے 'معراج ہے' سکون ہے 'غرض کہ سب کچھ ہے۔ اس میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ شرط یہ ہے کہ اس کو سمجھنا اور اس پر عمل پیرا ہونا چاہئے۔ قرآن حکیم کو سمجھنے کے لئے ایک خاص علم کی ضرورت ہے۔ قرآن کی تشریح اس علم خاص کے بغیر ناممکن ہے بلکہ اس کی ممانعت کی گئی ہے۔ اس علم کے پندرہ اجزاء ہیں جن کا جاننا ضروری ہے :

۱۔ **لغت** : کلام پاک کے مختلف معنی متن کے حوالے سے With reference to the context کئے جاتے ہیں۔

۲۔ **علم نحو** سے اعراب کے تغیر و تبدل سے جملے کے مفہوم کی تبدیلی کا وقوف حاصل ہوتا ہے۔

۳۔ **علم صرف** سے صیغوں کے اختلاف سے معنی کے مختلف ہونے کا وقوف حاصل ہوتا ہے۔

۴۔ **اشتقاق** سے الفاظ کے مادہ اشتقاق کا وقوف حاصل ہو تو اس سے ان کے مفہوم کا تعین

Marfat.com

آسان ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ مسیح۔ مسح سے چھونا اور مساحت سے پیمائش۔

۵۔ علم البیان: کلام کا ظہور و خفا تشبیہ و کنایہ وغیرہ کا جاننا اس علم کے دائرہ کار میں آتا ہے۔ اس کے بغیر کلام کا مفہوم سمجھنا ممکن نہیں۔

۶۔ علم معانی: اس سے کلام کی ترکیب معنی کے اعتبار سے معلوم ہوتی ہے۔

۷۔ علم بدیع: اس سے کلام کی خوبی تعبیر کے اعتبار سے معلوم ہوتی ہے۔

۸۔ علم قرات: اختلاف قرائت سے معنی مختلف ہو جاتے ہیں' لہذا اس علم کا سمجھنا بھی ضروری ہے۔

۹۔ علم عقائد: اس علم کے وقوف سے آدمی کلام پاک کے ایسے مفہوم سے بچ جاتا ہے جو بنیادی عقائد کے منافی ہو۔

۱۰۔ علم اصول: اس سے استدلال واستنباط کا سلیقہ حاصل ہو جاتا ہے۔

۱۱۔ شان نزول: اس علم سے متعلقہ آیت یا آیات کے تاریخی پس منظر اور وجہ نزول کا وقوف حاصل ہوتا ہے جس سے کلام کا فہم آسان ہو جاتا ہے۔

۱۲۔ ناسخ و منسوخ: اس سے یہ وقوف حاصل ہوتا ہے کہ کلام پاک کی کون کون سی آیات کون کون سی آیات کے ذریعے منسوخ ہوئی ہیں۔ اس علم سے ناسخ و منسوخ کی حدود کا بھی پتہ چلتا ہے۔

Marfat.com

۱۳۔ **علوم جدیدہ اور سائنس**: جدید علوم اور سائنسی ترقیات کے حوالے سے عصری مسائل اور قرآن کے حل کا وقوف حاصل ہوتا ہے۔

۱۴۔ **علم حدیث**: قرآن پاک کی آیات کی تفسیر احادیث سے بہتر طور پر ہوتی ہے۔ اصولاً قرآن کی کوئی ایسی تفسیر قابل قبول نہیں جو صحیح حدیث سے متعارض ہو۔

۱۵۔ **علم وہبی**: یہ خاص علم باطن ہے جو انسان کو صحیح ادراک کرنا سکھاتا ہے۔

حوالہ جات:

۱۔ القرآن، سورۃ بنی اسرائیل ۱۷: ۸۲

قاری قرآن کی قدر و منزلت

حضرت ابن عمرؓ سے حضور ﷺ کا ارشاد گرامی نقل ہے :

یقال لصاحب القرآن اقراء وارتق ورتل کما کنت ترتل فی الدنیا فان منزلک عندا اخرایته تقراھا (۱)

قرآن پڑھتا جا اور بہشت کے درجوں پر چڑھتا جا اور ٹھہر کر پڑھ جیسا کہ تو نے دنیا میں ترتیل سے پڑھا تھا پس تیرا مرتبہ وہی ہے جہاں پر تو آخری آیت پر پہنچے۔

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی پر
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

حضرت معاذؓ حضور ﷺ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں :

من قرالقرآن و عمل بما فیه البس والداہ تا جا یوما القیامة صوئه احسن من ضوء الشمس فی بیوت الدنیا لوکانت فیکم فما ظنکم بالذی عمل بھٰذا (۲)

جو شخص قرآن شریف پڑھے اور اس پر عمل کرے اس کے والدین کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا۔ جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ ہو گی اگر وہ آفتاب تمہارے گھروں میں ہو۔ پس کیا گمان ہے اس شخص کے متعلق جو خود عامل ہے۔

جمع الفوائد میں حضور ﷺ کا فرمان حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ جو شخص اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن سکھائے اس کے سب اگلے اور پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جو حفظ کرائے تو اس کا چہرا چودھویں کے چاند کی مانند ہو گا۔ حضرت علیؓ نے حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جس شخص نے قرآن پڑھا پھر اس کو حفظ کیا اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانا رب العزت اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائیں گے جن کیلئے جہنم واجب ہو چکی ہو گی۔

حضرت عائشہؓ نے حضورؐ کا ارشاد یوں بیان کیا ہے :

قراة القرآن فی الصلوة افضل من قراة القرآن فی غیر الصلوة و قراة القرآن فی غیر الصلوة افضل من التسبیح والتکبیر والتسبیح افضل من الصدقه والصدقه افضل من الصوم جنة من النار(۳)

یعنی نماز میں قرآن شریف کی تلاوت بغیر نماز کی تلاوت سے افضل ہے اور بغیر نماز کی تلاوت تسبیح و تکبیر سے افضل ہے اور تسبیح صدقہ سے افضل ہے اور صدقہ روزہ سے افضل ہے اور روزہ آگ سے بچانے کی ڈھال ہے۔

ہم ان احادیث سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ قرآن کی تلاوت کتنا افضل و اعلیٰ عمل ہے رب کریم کا ارشاد ہے :

ولقد یسرنا القرآن للذکر فھل من مدکر۔(۴)

یعنی ہم نے قرآن کو سمجھ کیلئے آسان کر دیا ہے' سو ہے کوئی جو سمجھ حاصل کرے۔

نوعِ انسان را پیامِ آخریں
حاملِ او رحمت اللعالمین

حضرت ابو ہریرہؓ سے حضور ﷺ کا ارشاد نقل ہے:

ما اذن اللہ بشئی ما اذن لنبی یتغنی بالقرآن(۵)

یعنی اللہ تعالیٰ کسی کو اتنی توجہ سے نہیں سنتا جتنی توجہ سے وہ نبی کی آواز سنتا ہے جبکہ وہ قرآن خوش الحانی سے پڑھ رہا ہو۔ حضرتؑ داوٗد علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب وہ تلاوت فرماتے تھے تو دشت و جبل' حجر و شجر سب جھوم جھوم اٹھتے تھے۔ چنانچہ حسن تلاوت کے بارے میں فرمایا:

حسنوالقرآن باصواتکم فان الصوت الحسن یزید القرآن حسنا (٦)

یعنی قرآن کو اچھی آواز سے مزین کرو کیونکہ اچھی آواز قرآن کے حسن میں اضافہ کرتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ الفوز الکبیر میں قرآن کا حقیقی مقصد انسان کی تہذیب و تربیت

قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ قرآن سے عقائد باطلہ اور اعمال فاسدہ کی اصلاح ہوتی ہے۔ یوں قرآن لوگوں کے لئے رشد و ہدایت ہے' امر بالمعروف نہی عن المنکر کا مرقع اور جیتا جاگتا ضابطہ حیات ہے۔ افسوس کہ آج ہم کبھی ارسطو کے اقوال یاد کرتے ہیں کبھی افلاطون کو اپنی زندگی کا محور گردانتے کبھی مارکس کی طرف دوڑتے ہیں۔ کبھی برٹرینڈ رسل سے علم سیکھتے ہیں۔ غرض یہ کہ ہماری زندگی ایک بھور کی مانند ہے۔ آج ہم نے اپنے آپ کو بھلا دیا ہے کیونکہ ہم اپنی اصل سے دور ہو گئے ہیں جس کا نتیجہ سوائے خسارے کے کچھ نہیں!

حضورؐ نے فرمایا کہ ہر فرد اور قوم کیلئے کوئی چیز باعث فخر و شرافت ہوتی ہے۔ میری امت کی رونق اور افتخار قرآن شریف ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اکٹھے ہو کر قرآن کی تلاوت اور اس کا ورد کرتے ہیں تو ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے' ملائکہ رحمت ان کو گھیر لیتے ہیں اور حق تعالیٰ شانہ ان کا ذکر فرشتوں کی محفل میں فخر سے کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا قرب بقول آقائے نامدار ﷺ قرآن پاک کے ذریعہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے آقا حضور ﷺ تمام رات قرآن شریف پڑھتے گزار دیتے۔ اسی طرح عبداللہ بن زبیرؓ ایک رات میں پورا قرآن شریف ختم کر لیتے تھے۔ حضرت سعید بن جبیرؒ نے دو رکعت میں کعبہ کے اندر قرآن پاک ختم کیا۔ (سبحان اللہ)

امام شافعیؒ دو قرآن شریف روزانہ رمضان شریف میں ختم فرماتے تھے۔
حضور ﷺ نے تو یہ بھی فرمایا ہے کہ "جو شخص دس آیتوں کی تلاوت کسی رات میں کرے تو وہ اس رات غافلین میں شمار نہیں ہوگا۔"

Marfat.com

حضورؐ نے فرمایا قرآن شریف کی سب سے افضل سورۃ الحمد شریف ہے۔ اس کی سات آیات ہیں۔ یہ سبع مثانی ہیں یعنی نمازوں میں باربار دہرائی جاتی ہیں۔ بعض صوفیا کا قول ہے کہ جو کچھ پہلی کتابوں میں تھا وہ قرآن میں آگیا ہے۔

سورۃ الفاتحہ الشفا بھی ہے اور جو کلام پاک میں ہے وہ سب سورۃ فاتحہ میں آگیا اور سورۃ فاتحہ کا ثواب بہت زیادہ ہے۔ حضرت حسن بصریؒ حضورؐ سے نقل کرتے ہیں کہ جس نے سورۃ فاتحہ کو پڑھا گویا اس نے تورات انجیل زبور اور قرآن شریف کو پڑھا۔ ایک روایت یہ ہے کہ عرش کے خاص خزانے سے چار چیزیں عطا کی گئیں:

۱۔ سورۃ فاتحہ۔ ۲۔ آیت الکرسی ۳۔ سورۃ بقرۃ کی آخری دو آیات۔ ۴۔ الکوثر۔

ایک اور روایت کے مطابق جس وقت حضور ﷺ پر سورۃ فاتحہ نازل ہوئی تو ابلیس نے نوحہ زاری کی اور اپنے سر پر خاک ڈالی۔ ایک اور روایت کے مطابق سورۃ فاتحہ کو اسم اعظم کہا گیا ہے۔ مشائخ کے اعمال مجربہ میں لکھا ہے کہ سورۃ فاتحہ ہر مطلب کے لئے پڑھنی چاہئے اس کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی میم کے ساتھ الحمد للہ کا لام مل کر اکتالیس بار چالیس روز تک پڑھے۔ انشاء اللہ ہر مطلب پورا ہو گا۔ مریض کو پڑھا ہوا پانی پلانے سے شفاء ہو گی۔ دوسرے طریقے میں ستر (۷۰) مرتبہ پڑھنے کو کہا گیا ہے۔

بہر حال قرآن کریم کا ہر نقطہ، ہر لفظ حکمت اور دانائی سے بھرپور ہے، با برکت فضیلت ہے۔ جتنا اس کو پڑھیں گے اتنا ہی فائدہ ہو گا اور اتنا ہی مزید پڑھنے کو دل چاہے گا۔

Marfat.com

سورۂ یٰس پڑھنے سے فاقہ اور بیماری میں افاقہ ہوتا ہے۔ آیت الکرسی پڑھنے سے ڈر اور مصیبت سے نجات ملتی ہے۔

حوالہ جات :

۱۔ مشکوۃ المصابیح

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً

۴۔ القرآن، سورۃ القمر ۵۴ : ۱۷

۵۔ بخاری و مسلم

قرآن
حکمت اعجاز فضیلت

Marfat.com

تفسیر سورۃ الفاتحہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبدو ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیرالمغضوب علیھم ولا الضالین

تمہید: رحمٰن ورحیم پروردگار نے بندوں کی رہنمائی اوران کی حقیقی فلاح وکامرانی کیلئے جو صحیفہ خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب منیر پر نازل فرمایا اسے ہم قرآن مجید کے نام سے جانتے ہیں۔

بظاہر ان گنت کتابوں کی مانند یہ بھی ایک کتاب ہے تاہم اس کی شان نرالی ہے بیک وقت کتاب بھی ہے اور علم ومعرفت کا آفتاب جہاں تاب بھی جس میں زندگی کی حرارت اور ہدایت کا نور دونوں یکجا ہیں۔ اس کا حسن وجمال قلب ونگاہ کو یکساں متاثر کرتا ہے۔ اس کی تجلیات سے دنیاو عقبٰی دونوں جگمگا رہے ہیں۔ اس کا فیض ہر پیاسے کواس کی پیاس کے مطابق سیراب کرتا ہے۔ اس کا پیغام اگر عقل وخرد کولذت جستجو بخشتا ہے تو قلب وروح کو بھی شوق سے مالامال کرتا ہے۔ اس کی تعلیم نے انسان کو خود شناس بھی بنایا اور خداشناس بھی۔

یہ کتاب مقدس ہر لحاظ سے سراپا اعجاز اور اس کا ہر پہلو اتنا دلربا ہے کہ اپنے پڑھنے والے کو مسحور کر دیتا ہے۔ اسی لئے جب اس کا نزول ہوا تو اس نے اپنی فطری جاذبیت سے نوع انسان کے ہر طبقے سے سنجیدہ اور ذہین افراد کو اپنی طرف متوجہ کیا۔ اس بحر بے کنار میں

Marfat.com

غواصی کرنے والے نے اپنی ہمت کے مطابق موتی چنے لیکن اس کے معارف کے خزینے اور اسرار و رموز کے گنجینے بھرے کے بھرے رہ گئے اور اس گلستان معنی کی گل چینی کرنے والوں میں کسی نے سب پھول چن لینے کا دعوی نہیں کیا بلکہ سب نے بے ساختہ یہ اعتراف کیا کہ

یہ اعتراف بعجز از راہ تواضع وانکسار نہیں بلکہ حقیقت کا اظہار ہے۔

جس میدان میں ابن جریر اور ابن کثیر جیسے محدث زمخشری اور ابن حبان اندلسی جیسے ادیب اور نکتہ سنج دم بخود کھڑے ہوں تو میرے جیسے ہیچمداں کا کچھ عرض کرنا یقیناً محل تعجب و حیرت ہے۔ فاران کی وادیوں سے قرآن کا چشمہ فیض پھوٹا تو اس سے علم و فن کے دریا بہہ نکلے جنہوں نے جزیرہ عرب کے پیاسے ریگ زاروں کو سیراب کیا اور انہیں حکمت و دانش کی جلوہ گاہ بنا دیا۔ اس کتاب مجید نے جہاں قدیم علوم کو حیات بخشی وہاں اس نے بے شمار جدید علوم کا سامان بھی فراہم کیا۔ ان علوم نے قرآن مجید کے سایہ عاطفت میں جنم لیا اور اس کی آغوش میں پروان چڑھے۔ چنانچہ فرمایا۔

هذا بيان لناس و هدى و موعظة للمتقين

میری یہ مقدور بھر سعی حصول ہدایت کی ایک ادنیٰ سی کوشش ہے۔ دور حاضر میں قرآن مجید کے اس پہلو پر زیادہ توجہ کی ضرورت ہے لیکن شومئی تقدیر ملاحظہ ہو کہ قرآن کا یہی پہلو متروک و مہجور ہے۔

مقصد قرآن :

قرآن حکیم کا اولین مقصد انسان کی اصلاح' تربیت پیہم سے نفس امارہ کو نفس مطمئنہ بنانا' ہوا و ہوس کے غبار سے دل کے آئینے کو صاف کرنا اور انوار ربانی کی جلوہ گاہ بنانا نیز انانیت و غرور کی بیخ کنی کرنا اور مالک حقیقی کی اطاعت کا خوگر بنانا ہے۔

کتاب مبین نے اس کٹھن اور اہم ترین کام کو اس حسن و خوبی سے سرانجام دیا ہے کہ دنیا کا نقشہ ہی بدل گیا۔

یہ ایک زندہ جاوید اور ناقابل انکار حقیقت ہے کہ قرآن کی ہدایت نے بگڑے ہوئے انسان کو نہ صرف سدھارا بلکہ اسے آئینہ رحمت بنا دیا۔ قرآن حکیم کے بلاواسطہ مخاطب وہ عرب تھے جو بظاہر انسان تھے لیکن انسانیت سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ کفر و شرک' فسق و فجور، ظلم و ستم' وحشت اور بربریت اور فقر و افلاس غرضیکہ کوئی برائی نہ تھی جو ان میں موجود نہ تھی۔ اگر قرآن بدوؤں کو آدم اور مخلوق کیلئے باعث عزوشرف اور جاہلوں کو بزم علم و دانش کا صدر نشین بنا سکتا ہے اور تین سو ساٹھ بتوں کو پوجنے والوں کے دلوں میں توحید الٰہی کی شمع فروزاں کر سکتا ہے تو ہمارے صنم کدہ تصورات کے لات وھبل کو کیوں ریزہ ریزہ نہیں کر سکتا۔ بخدا ہمارا ظلمت کدہ بھی روشن ہو سکتا ہے بشرطیکہ ہم قرآنی ہدایت قبول کرنے کے لئے تیار ہوں اور ہمارا کاروان حیات اسی شاہراہ ہدایت پر گامزن ہو جائے جو قرآن نے تجویز کیا ہے۔(۲)

آسمانی کتابوں میں سے کوئی ایسی کتاب نہیں جس کے متعلق یہ دعویٰ کیا جائے کہ یہ

Marfat.com

وہی ہے جو پیغمبر وقت پر نازل ہوئی تھی جبکہ قرآن کے متعلق ایسے ان گنت شواہد موجود ہیں جو اس کی منزل من اللہ ہونے کی تائید و تصدیق کرتے ہیں بلکہ یہ خود قدم قدم پر منزل من اللہ ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ اس کا اعتراف مستشرقین بھی کرتے ہیں۔

اہل اسلام میں سے کوئی ایسا فرد نہیں جو اس کے کلام الٰہی ہونے سے منکر ہو۔ قرآن مجید سے مستفید ہونے کیلئے کسی فرد یا طبقے کی کوئی تخصیص دکھائی نہیں دیتی۔(۳)

آج ہم جس سورۃ مبارکہ کے سامنے دامن طلب پھیلائے ہوئے ہیں وہ سورۃ فاتحہ ہے۔اس کے رنگا رنگ موتی یکجا کر کے قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنے سے قبل تعوذ اور تسمیہ کی ضروری تشریح کر دوں۔ تعوذ کا مطلب اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھنا ہے۔اس کی تشریح درج ذیل ہے۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم

لفظی تشریح : اعوذ : عوذ سے مشتق ہے **بمعنی** پناہ طلب کرنا' التجا کرنا' سپرد کرنا'

شیطان : فعلان کے وزن پر ہے یہ شطن' **بمعنی** دور ہونا یا شیط **بمعنی** ہلاکت ہونا سے مشتق ہے۔ شیطان مقرب الٰہی ہونے کے بعد اللہ کے فضل و کرم سے دور ہو گیا اس لئے شیطان کہلایا۔ ابلیس سرکشی اور تمرد کی بنا پر ہلاک ہوا اور لعنت کے گڑھے میں جا گرا۔ اس لئے شیطان کہلایا۔

الرجیم: رجم **بمعنی** پھینکنا سے مشتق ہے۔ رجم سے مرجوم پھینکا ہوا کے معنی میں

Marfat.com

شیطان کا مرجوم ہونا دو طرح سے ہے:

ا۔امام رازی تفسیر کبیر میں رقمطراز ہیں کہ مرجوم **بمعنی** ملعون ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے
فاخراج منها فانک رجیم (۴)

یعنی جنت سے ملعون بن کر نکل جا۔ مرجوم **بمعنی** ملعون قرآن سے ثابت ہے۔
جناب نوح علیہ السلام سے قوم نے کہا:

لئن لم تنته یا نوح لنکونن من المرجومین (۵)

"اے نوح اگر توباز نہ آیا تو مرجوم ہو گا یعنی معاذاللہ ملعون ہو گا۔"

شیطان کو آسمانوں سے دور رکھنے کیلئے فرشتے اسے شہاب ثاقب سے مار مار کر دور بھگاتے ہیں۔اس لئے مرجوم ٹھہرا۔

ضرورت استعاذہ: عبادت کے بارگاہ حمدیت میں شرف قبولیت حاصل کرنے اور محشر میں ثمر ور ہونے کیلئے ضروری ہے کہ وہ عجزوانکساری' عبودیت اور خشوع و خضوع کا مرقع ہو۔ دوسری طرف عبادت میں حسن و جمال اور وساوس سے علیحد گی خدا کی پناہ اور امداد و نصرت کے بغیر ممکن نہیں۔ لہذا استعاذہ ضروری ہے۔ استعاذہ کے ذریعے بندہ طالب بن کر اپنی کمزوری کا اعتراف اور قادر مطلق کی حاکمیت اعلیٰ کا اقرار کرتا ہے اور اپنے آپ کو بے کس سمجھ کر سمیع و علیم کی پناہ میں رہنے کو ترجیح دیتا ہے۔ کیونکہ وساوس کے اغراض و مقاصد کو سمیع وبصیر

Marfat.com

کے علاوہ بھلا کون جان سکتا ہے۔(۶)

جناب عبداللہ ابن عباس سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی وحی کے ساتھ ہی استعاذہ کے کلمات بھی نازل فرمائے۔

فوائد :

استعاذہ کی ادائیگی سے غصہ فرد ہو جاتا ہے۔ تفسیر نعیمی نے بحوالہ تفسیر کبیر نقل کیا ہے کہ رسولؐ اللہ نے دیکھا کہ ایک شخص غصے میں آپے سے باہر ہو رہا ہے اور اس کے منہ سے جھاگ نکل رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اگر یہ شخص اعوذباللہ پڑھ لے تو اس کی یہ حالت دور ہو جائے گی۔ جو شخص خشوع قلب کے ساتھ اعوذباللہ پڑھے تو رب' شیطان اور اس کے درمیان سو پردے حائل کر دیتا ہے گویا تعوذ شیطانی وساوس سے بچاؤ کیلئے ڈھال کا کام دیتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلامی آداب معاشرت میں بسم اللہ کو اہم مقام حاصل ہے اصطلاح میں اسے تسمیہ کہتے ہیں۔ ہمیں ہادی و مرشد ﷺ نے یہ سبق دیا ہے کہ ہر بھلا کام بسم اللہ سے شروع کرو۔ تفسیر قرطبی میں ہے کہ دروازہ بند کرو تو اللہ کا نام لو' دیا بجھاؤ تو اللہ کا نام لیا کرو' اپنے برتن ڈھانپو تو اللہ کا نام لیا کرو اپنی مشک کا منہ باندھو تو اللہ کا نام لیا کرو۔

مقصد یہ ہے کہ ہر کام خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا کرتے وقت انسان اپنے کارساز حقیقی کا نام

Marfat.com

لینے کا خوگر ہو جائے تاکہ اس کی برکت سے مشکلیں آسان ہوں' اس کی تائید و نصرت پر اسکا توکل پختہ ہو جائے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: جہاں درد ہو وہاں ہاتھ رکھ کر تین بار یہ جملہ کہو:

اعوذ بعزة الله و قدرته من شرما اجدو احاذر

میں پناہ چاہتا ہوں عزت اللہ و قدرت سے اس تکلیف کے ملنے سے اور تکلیف سے (۷)

بسم اللہ: یہ تین کلمات کا مجموعہ ہے۔ حرف با' اسم اور لفظ اللہ حرف با کے عربی میں کثیر معانی ہیں تاہم صرف تین اس مقام کے مناسب ہیں۔ اول مصاحبت یعنی دو چیزوں کا ملاپ ہونا' دوم استعانت یعنی کسی سے مدد چاہنا' سوم تبرک یعنی برکت حاصل کرنا۔

اسم اردو میں نام کہلاتا ہے۔ اللہ یہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے اور دیگر اسماء صفاتی ہیں۔ بعض نے اسے اسم اعظم کہا ہے۔ گویا اللہ نام ہے ایسی ذات والا صفات کا جو تمام صفات کمال کی جامع ہے۔ ربوبیت سے متصف' یکتا اور بے مثال ہے۔ یہ اسم ذات باری کے علاوہ کسی اور کے لئے استعمال نہیں ہوتا۔

حرف با کے معانی مختلف ہونے کے باعث بسم اللہ کا ترجمہ یہ ہوگا۔ اللہ کے نام کے ساتھ' اللہ کے نام کی مدد سے' اللہ کے نام کی برکت سے۔ (۸)

الرحمٰن الرحیم:۔ اس کا ماخذ رحمت ہے۔ (۹) رحمت الٰہی سے مراد اس کا وہ انعام و اکرام ہے جس سے وہ اپنی مخلوق کو سرفراز فرماتا ہے۔ الرحمٰن الرحیم سراسر صفت رحیمیت اور رحمانیت

Marfat.com

دونوں کا مجموعہ ہے۔

رحمٰن میں رحیم کی بہ نسبت مبالغہ زیادہ پایا جاتا ہے۔ رحمٰن سے مراد ایسا منعم حقیقی ہے جو ایسی رحمت کرنے والا ہو جس سے زیادہ کا تصور بھی ناممکن ہو۔ اسی لئے یہ اللہ کی ذات کے ساتھ خاص ہے۔ (۱۰) جبکہ رحیم کا اطلاق خاص بندے پر بھی ہو سکتا ہے چنانچہ قرآن حکیم نے رسول اللہ ﷺ کے بارے فرمایا: بالمومنین روف الرحیم۔ (۱۱) رحمٰن بروزن فعلان ہے یہ ایسی صفات کیلئے استعمال ہوتا ہے جن میں تجدد و تبدل کا عمل جاری رہتا ہے وہ اس عالم میں رحمٰن ہے۔ بر این خوان یغما چہ دشمن چہ دوست۔ مگر عالم آخرت میں اسکی رحمت صرف اہل ایمان سے مختص ہوگی۔ (۱۲) اسی بنا پر رحمٰن کو رحیم پر مقدم کیا گیا ہے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی اس معنوی ترتیب سے متاثر ہو کر لین پول انگریز قوم سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ لوگ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ قرآن حکیم کے اندر وصف رحمت پر کتنا زور دیا گیا ہے۔ قرآن کے اندر آغاز کی رفعت اس وقت نمایاں ہو جاتی ہے جب اس کا تقابل مسیحیت کے افتتاحی فقرہ سے کیا جائے۔

مسیحی فقرہ ملاحظہ ہو:

"شروع باپ بیٹے اور روح القدس کے نام سے"
یہاں آغاز بھی تثلیث کے گورکھ دھندے سے ہوتا ہے جس کا سمجھنا اور سمجھانا دور از کار ہے۔ (۱۳)

السورۃ الفاتحہ: سورۃ کا لفظی معنی بلندی ہے۔ (۱۴)

Marfat.com

شہر پناہ یعنی "فصیل" کو دیگر مکانات سے بلند ہونے کے باعث البلد کہا جاتا ہے۔
شرعاً متعدد بلند مرتبہ آیات پر مشتمل اور محیط ہونے کی وجہ سے قرآن حکیم کے خاص حصے کو سورۃ کہا جاتا ہے۔

سورۃ فاتحہ کا شمار بھی انہی خاص حصوں میں ہوتا ہے۔

اسماء الفاتحہ: الفاتحہ۔ رحمت اور حکمت کے خزانے کھولنے والی:

۱۔ قرآن حکیم جو کہ سراسر رحمت وحکمت کا بحر ہے اس کی ابتداء فاتحہ سے ہو رہی ہے۔ گویا قاری مخفی خزانوں تک رسائی کی ابتداء کر رہا ہے۔ اس لئے اسے فاتحہ کہا گیا ہے۔

۲۔ نماز جو کہ اہم ترین عبادات میں شمار ہوتی ہے اور اہل ایمان کیلئے معراج کا درجہ رکھتی ہے' اس کی ابتداء بھی اسی مبارک سورۃ سے ہوتی ہے۔

قرآن مجید مختلف مواقع پر آیات کی صورت میں نازل ہوتا رہا ہے۔ تاہم پہلی مکمل سورۃ کی شکل میں نازل ہونے والی سورۃ فاتحہ ہے اور اس وجہ سے بھی اسے فاتحہ کہا گیا ہے۔

فاتحة الكتاب:

۱۔ برکات الٰہی کی باد نسیم سے مشام جان معطر کرنے کیلئے قرآن کی ابتداء الحمد سے کی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے فاتحۃ الکتاب کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ قرآن حکیم کے تیس پارے اس کے علاوہ ہیں۔ یہ خود کسی پارے کا حصہ نہیں بلکہ کتاب کا افتتاح

Marfat.com

کرنے والی ہے۔

۲۔ لوح محفوظ میں سب سے پہلے لکھی جانے والی یہی ہے۔

۳۔ علامہ سیوطی نے الاتقان میں فرمایا تعلیم قرآن کا آغاز اس سورۃ سے ہوتا ہے۔

ام القرآن :

ام اصل، جامع اور مقدس کو کہتے ہیں۔

صاحب تفسیر کبیر فرماتے ہیں کہ علوم انسانی کی منشا تین چیزیں ہیں،

ا۔ معرفت ذات الٰہی : ۲۔ احکامات الٰہی کی پہچان ۳۔ تزکیہ دل وجان

سورہ مبارکہ ان کا حسین امتزاج اور دلکش مجموعہ ہے۔ الحمد للہ سے لے کر مالک یوم الدین تک معرفت ذات الٰہی کا تلاطم خیز سمندر اپنی موجودگی کا اشارہ دیتا ہے، تو ایاک نعبد سے انعمت علیھم تک احکامات الٰہی کا مہتاب تاب ناک کرنوں سے انسانی ظلمت کدوں کو فروزاں کرتا دکھائی دیتا ہے جبکہ غیر المغضوب علیھم سے ولاالضالین تک تجلیات الٰھیہ کا انعکاس دل وجان پر مرتکز ہے۔ یہ ہیں وہ اسرار عالیہ جن کا پتہ یہ سورۃ مبارکہ دے رہی ہے۔ علامہ قرطبی فرماتے ہیں کہ ام کا معنی جھنڈا ہے۔ دراصل جھنڈا نہ صرف علامت ہے بلکہ پناہ گاہ اور مرجع بھی ہے۔ اہل ایمان کیلئے سورہ فاتحہ جھنڈے کی مانند ہے۔ اس لئے اسے ام القرآن کہا گیا ہے۔

۴۔ السبع المثانی : یعنی بار بار دہرائی جانے والی سات آیات مفسرین کرام نے اس کی بہت سی وجوہات زیب قرطاس کی ہیں۔ ان میں سے چند حسب ذیل ہیں :۔

Marfat.com

۱۔ سورۃ مبارکہ دو چیزوں پر مشتمل ہے

۱۔ ثناء رب۔

۲۔ عطاء رب

۲۔ نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔

۳۔ اس کی ہر آیت قرآن کریم کا ۷/۱ ہے گویا سات بار سورۃ مبارکہ کی تلاوت کرنے سے اللہ تعالیٰ مکمل قرآن کی تلاوت سے بہرہ ور فرماتا ہے۔

۴۔ جہنم کے سات دروازے ہیں جو کہ اس کی تلاوت کرنے والے پر مقفل کر دیے جاتے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ جناب جبرائیل علیہ السلام رحمت دو عالم ؐ کی بارگاہ اقدس میں شرف باریابی حاصل کرتے ہیں اور عرض کرتے ہیں کہ میں آپ کی امت کیلئے ہمیشہ متفکر رہتا ہوں کہ یہ امت عذاب سقر سے کیونکر بچ پائے گی۔ جب یہ سورۃ مبارکہ نازل ہوئی تو میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ فرمایا: کیونکر؟ جناب جبرائیل نے کہا: رب ذوالجلال نے فرمایا ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں اور ہر دروازے سے مقررہ گروہ گزرے گا۔ سورہ فاتحہ کی بھی سات آیات ہیں۔ اس کی ایک آیت تلاوت کرنے سے جہنم کا ایک دروازہ بند ہو جائے گا گویا سورۃ مبارکہ کی تلاوت ساتوں دروازوں کو بند کر دے گی یوں آپ کی امت جہنم سے صحیح سالم گزر جائے گی۔

۵۔ الشفاء: جناب ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورۃ فاتحہ ہر قسم کے زہر کا علاج ہے۔ اس کا تذکرہ جناب ختمی مرتبت کی بارگاہ میں کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ ام القرآن ہے اور یہ ہر مرض کا علاج گویا روحانی اور جسمانی

بیماریوں کا تریاق ہے۔

٦۔ کافیہ: مقاصد قرآن اور خزائن عرفان کے بیان کرنے میں اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ یہی وجہ ہے کہ کہا جاتا ہے کہ سورت مبارکہ ہر قسم کے مقاصد کو بیان کر رہی ہے۔ اسی لئے ذہنی و دنیاوی حوائج میں کفیل ہے۔

٧۔ صلوٰۃ: رسول اللہ سے مروی ہے کہ اللہ فرماتا ہے: صلوٰۃ یعنی نماز میرے اور میرے بندے کے درمیان تقسیم کر دی گئی ہے۔ آپ نے فرمایا صلوٰۃ سے مراد سورہ فاتحہ ہے جو نماز میں اصالتاً یا وکالتاً پڑھی جاتی ہے اور اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ اس لئے اسے نماز یعنی صلوٰۃ کہا گیا ہے۔

شان نزول:

یہ سورۃ مبارکہ مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔ اس کا ایک رکوع اور سات آیتیں ہیں۔ اس کے الفاظ پچیس اور حروف ۱۲۳ ہیں۔ آیت کا لغوی معنی نشانی اور علامت ہے۔ شرعاً قرآن حکیم کی اس عبارت کو آیت کہتے ہیں جس میں بات پوری ہو جائے۔

سورۃ فاتحہ کی تفسیر:

اس کی سات آیات کو مفسرین نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے: پہلی تین آیات میں اللہ کی حمد ہے۔ آخری تین میں بندے کیلئے دعا ہے اور درمیانی آیت مشترکہ ہے۔ حدیث قدسی میں سورہ فاتحہ کے اللہ اور بندے کے درمیان تقسیم ہونے کا یہی مطلب ہے!

الحمد اللہ: سب تعریف اللہ کیلئے ہے۔ حمد کا لغوی معنی ستائش کرنا، تعریف کرنا ہے۔ اور

Marfat.com

اصطلاحاً ہر خوبی وکمال جس کا ظہور اختیار وارادہ سے ہو حمد میں شامل ہے۔(ضیاء القرآن)۔
اس مختصر مگر جامع جملہ میں تین نکات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

۱۔ اس جملہ نے اس حقیقت کو آشکارا کر دیا ہے کہ رب العزت کے صفات کمال سے متصف ہونا اضطراری وغیر اختیاری نہیں بلکہ اپنی مرضی وارادہ کی جلوہ نمائی ہے۔

۲۔ عالم رنگ وبو میں ہزاروں حسین ودلکش مناظر قلب انسانی کو لبھاتے اور ثنا گوئی پر مجبور کرتے ہیں۔ درحقیقت ستائش وتعریف کسی کی بھی ہو حقیقت میں اس ذات بے مثل کی ہے جس کی قدرت سے کائنات کی ساری رعنائیاں اور رنگینیاں رونپذیر ہیں۔

۳۔ کثرتوں کے تلاطم خیز گرداب میں گھرے ہوئے انسان کو معجزانہ انداز میں باور کرایا جارہا ہے کہ ساری کثرتیں درحقیقت ایک ہی وحدت سے مربوط ہیں۔بس لائق عبادت وہی ذات ہے۔ یہی توحید ہے جو دین اسلام کا پہلا رکن ہے۔

الحمدللہ کی اہمیت :

صبح وشام گوناگوں نعمتوں کی لگاتار برسات کا تقاضا ہے کہ انسان حتی المقدور منعم حقیقی کے احسانات وانعامات کا شکر بجالائے اوراس کی ہمہ وقت حمدو ثنا میں رطب اللسان رہے۔ اسی فطری تقاضا کی تلقین کیلئے یہ جملہ تعلیم فرمایا۔رسول مقبول ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کوئی نعمت عطا فرمائے اور بندہ اس پر الحمدللہ کہہ دے تو اس نے جو کچھ لیا ہے اس سے بہتر واپس لوٹا دیا ہے۔(۱۵)

ایک اور مقام پر فرمایا: دنیا کی تمام نعمتوں سے افضل الحمدللہ کہنا ہے۔ صاحب ضیاء القرآن فرماتے ہیں کہ اس جملہ کو ابتدائے سورۃ میں ذکر کرنے سے سالک کو یہ بتلانا مقصود ہے کہ راہ طلب میں قدم رکھنے سے پہلے اپنے رب کی ستائش اور حمد بجالائے کہ جس نے اس راہ پر گامزن ہونے اور منزل کی لگن قلب و جگر میں پیدا کی۔ نیز اس سے انداز دعا سکھایا جا رہا ہے کہ جس کے سامنے دامن طلب پھیلا ہے' پہلے اس کی بخشش' انداز اور عنایت جہاں پروری کا تہہ دل سے اقرار کر لے پھر دامن طلب دراز کرے۔

رب العالمین:

رب کے لفظی معنی تربیت کے ہیں۔

تربیت کی تعریف: کسی چیز کو اس کی ازلی اور فطری استعداد کے مطابق آہستہ آہستہ درجہ کمال تک پہنچانا۔ صاحب تفسیر کبیر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی رب کا مکان ہے وہ شخص انتہائی ملعون ہے جس نے اسے گرادیا۔ یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مختص ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور پر اس کا اطلاق صحیح نہیں۔(۱۶)

حمد کے بعد اس جملہ کو ذکر کرنا حامد کو یاد دلاتا ہے کہ تو جس کی تعریف کر رہا ہے وہی ذات بے انتہا اسکے لائق بھی ہے کیونکہ اسی ذات (ہستی) نے تجھے ضعف سے نکال کر قوت و توانائی سے سرفراز کیا ہے اور اس منزل کا شناسا بنایا ہے۔

العالمین: یہ عالم کی جمع ہے عالم ہر اس شے کو کہتے ہیں جو اپنے خالق کی خبر دے۔

نظریہ قدیم: عالمین کے متعلق احادیث وروایات سے جو نظریہ قدیم سامنے آتا ہے' اس سلسلے میں ابن کثیر رقمطراز ہیں کہ جناب سزجاج نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں جو کچھ پیدا کیا ہے وہ سب عالم ہے۔ امام رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں اس عالم کے علاوہ ایک لامتناہی خلا کا وجود عقلاً ثابت ہے۔

نظریہ جدید: یہ بھی اس کی تائید کرتا ہے موجودہ ماہرین فلکیات کی تحقیقات جدیدہ کئی ایک آفتابوں اور ان کے نظاموں کو ثابت کر چکی ہیں۔ امریکی خلانورد جان گلین نے اقرار کیا ہے کہ خلا کی وسعت کا کوئی پتہ نہیں کہ کتنی ہے اور کہاں تک ہے۔ (۱۷)
الرحمٰن الرحیم: تسمیہ کے ضمن میں اس کی تفسیر ہو چکی ہے۔

مالک یوم الدین:

مالک: ملک سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں وہ ہستی جو اپنی ملک میں جو چاہے کر سکے (۱۸) اس جملے میں ملکیت تو ذکر کی گئی ہے لیکن کس چیز کی' اس کو ترک کر دیا ہے۔ صاحب کشاف فرماتے ہیں کہ ایسا کرنے میں عموم مدنظر رکھا گیا ہے۔ گویا روز جزا میں تمام کائنات اور تمام امور کی ملکیت صرف اللہ تعالیٰ کی ہوگی' دنیاوی عارضی ملکیتوں کا نام ونشان تک نہیں ہوگا۔ (۱۹)

اس سے ایسے عقائد باطلہ کی تردید ہو گئی جن کی رو سے سمجھا جاتا ہے کہ خدا مجرم کو سزا دینے پر مجبور ہے اور معاف کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

قرآن حکیم نے مالک ومختار قرار دے کر واضح کر دیا کہ وہ جسے چاہے معاف کر دے

Marfat.com

اور جسے چاہے مبتلائے بلا کر دے اسے کوئی روکنے والا نہیں۔ ثواب وعذاب اور جزا و سزا کو دین سے تعبیر کر کے ایک لطیف نکتے کی طرف متوجہ کیا ہے کہ ثواب وعذاب اعمال انسانی کا طبعی ثمر ہے جس سے مفر ممکن نہیں۔ گویا انسان کو متنبہ کیا جارہا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی ناپائیدار زندگی' فنا ہونے والی راحتوں' لذتوں اور عزتوں پر مغرور ہو کر اس یوم انصاف کو بھول بیٹھے' جب ہر چھوٹا بڑا عمل ترازوئے انصاف میں تولا جائے گا۔ ملکیت میں یوم جزاء کی تخصیص اس طرف اشارہ ہے کہ دنیائے فانی میں بزعم خویش بہت سے مالک گردانے جاتے ہیں لیکن اس دن ایسا کوئی نہیں ہو گا ورنہ آج بھی حقیقی مالک تو خدا ہی ہے!

مالک یوم الدین :

رب العالمین کے بعد مالک یوم الدین ذکر کرنے میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ مالک حقیقی اگرچہ رب ہے اس کی رحمت بے پایاں ہے تاہم اس کا یہ وصف کمال بھی ہمہ وقت پیش نظر رہنا چاہیے کہ وہ عادل بھی ہے' وہ دن آنے والا ہے جب سطوت وجبروت کے موہوم پیکر مٹ جائیں گے' اکڑی ہوئی گردنیں جھک جائیں گی' ظاہر و باطن میں اسی کی فرماں روائی ہو گی جو حقیقی فرمانروا ہے (۲۰)۔

امت محمدیہ کی حالت زار پر اظہار تاسف کرتے ہوئے صاحب ضیاء القرآن رقمطراز ہیں: کتنی افسوس ناک حقیقت ہے کہ وہ امت جس کے بنیادی عقائد میں ایمان کامل سب سے زیادہ ضروری ہے' میدان عمل میں اس عنصر کی غالب اکثریت میں ایمان کا کوئی اثر محسوس نہیں ہوتا۔ انسان روز حساب اور مکافات عمل کے قانون سے یوں غافل ہیں گویا کسی نے انہیں یہ بات بتائی ہی نہیں!

Marfat.com

ایاک نعبدو ایاک نستعین

ابتداء میں بتایا جا چکا ہے کہ تین آیات اللہ تعالیٰ کی حمد سے متعلق ہیں یہ پہلی دو خصوصاً حمد پر مشتمل ہیں جبکہ تیسری حمد و ثنا کے ساتھ روز جزا کے انقلابی عقیدے کو بھی واضح کر رہی ہے۔ حالیہ آیت حمد و ثنا اور دعا کے پہلو کو بھی دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ ایاک اسم ضمیر ہے نعبد عبادت سے بنا ہے۔ علمائے لغت و تفسیر کے ہاں عبادت کا معنی ہے حد درجہ کی عاجزی و انکساری' عاجزی و انکساری عبادت کی حدود میں اسی وقت وارد ہو گی جبکہ یہ معبود حقیقی کے تصور سے آشنا ہو گی ورنہ یہ عبادت نہیں کہلائے گی۔ طبعی و عقلی تقاضا بھی یہی ہے۔ عقلاً شرعاً اور طبعاً عبادت کے لائق صرف اور صرف اللہ ہی ہے اور کوئی نہیں کیونکہ سب سے بالاتر' سب کا خالق سب کو درجہ کمال تک پہنچانے والا' لطف و کرم کی پیہم بارش برسانے والا' بندہ عاصی کی ہزارہا خطائیں معاف کرنے والا' قیامت کے دن نیک و بد کی قسمت کا فیصلہ کرنے والا وہی تو ہے۔ پھر آخر کیوں انسان معبود باطل کی پوجا کرے بلکہ اس کے علاوہ ہے ہی کون جو معبود اور اللہ ہو اور پرستش کے لائق ہو۔ اسی لئے فرمایا ایاک نعبد (۲۱)۔

مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت کا ترجمہ یوں فرمایا ہے:
ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تیرے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں تیرے سوا کسی اور سے مدد نہیں مانگتے (۲۲)۔

ایاک کی تقدیم کو مفسرین کرام نے حصر و تخصیص کے علاوہ کچھ اور لطائف پر بھی

مشتمل قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں یہاں تین چیزیں عابد' عبادت اور معبود ہیں۔ عارف کو چاہئے کہ اس مقام پر وہ اپنے آپ کو بھی بھول جائے اور عبادت کو مقصود نہ بنائے بلکہ اس کی نظر صرف معبود حقیقی پر ہو۔ تاکہ اس کے انوار جمال و جلال کے مشاہدے میں استغراق کی سی نعمت سے سرفرازا ہو جائے۔ اسی لئے فرمایا: ایاک نعبد۔

نکتہ:۔ اس سے پہلے تخاطب غائبانہ اور اب مخاطبانہ ہے۔ عربی میں اس تبدیلی کو التفات کہتے ہیں۔ یہ التفات کسی نہ کسی لطیفہ پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہاں لطیفہ یہ ہے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بندہ مومن نے حمد و ثنا کرتے کرتے معبود کی بارگاہ میں رسائی حاصل کر لی ہے اور اس کی نگاہ لطف کو اپنی طرف پھیر لیا ہے۔ یہی تصور کمال کے درجہ پر پہنچ کر الصلوٰۃ معراج المومنین کا آئینہ دار بن جاتا ہے۔

نکتہ: اکیلا عابد جمع کا صیغہ (نعبد) استعمال کر کے واضح کر رہا ہے کہ میں اپنی ناقص عبادت کو بار گاہ الٰہی کے مقربین کی اخلاص و نیاز میں ڈوبی ہوئی عبادت کے ساتھ پیش کر رہا ہوں تاکہ ان کی برکت سے اس کی عبادت کو بھی شرف پذیرائی نصیب ہو نیز اپنی ہستی کو قابل ذکر ہی نہیں سمجھا اس سے انانیت کافور ہو جاتی ہے۔ بعض مفسرین نے فاتحہ کو قرآن کا خلاصہ اور اس آیت مبارکہ کو فاتحہ کا خلاصہ قرار دیا ہے۔

وایاک نستعین:۔ اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ یعنی جیسے ہم عبادت صرف تیری ہی کرتے ہیں ایسے ہی مدد بھی تجھی سے طلب کرتے ہیں۔ تو ہی کارساز حقیقی اور تو ہی مالک حقیقی ہے۔ ہر کام میں ہر حاجت میں تیرے سامنے ہی دست سوال دراز کرتے ہیں۔ مولانا عبدالماجد دریا

Marfat.com

آبادی نے کہا ہے کہ نعبد کے بعد نستعین کا ذکر کرنا گویا بندوں کی زبان سے کہلوانا ہے کہ ہم عبادت تک میں تیری ہی توفیق تیری ہی اعانت تیری ہی دست گیری کے محتاج ہیں۔(۲۳) جمہور مفسرین نے کہا ہے کہ استعانت کا ذکر کر کے کسی کام کی نشاندہی نہ کرنا یہ عموم پر دال ہے یعنی ہم عبادت اور ہر دینی و دنیوی کام میں آپ ہی کی مدد چاہتے ہیں۔(۲۴)

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ عالم اسباب میں اسباب سے منہ موڑ لیں۔ بیمار ہوئے تو علاج سے کنارہ کش، تلاش رزق کے وقت مسائل معاش سے دست بردار، حصول علم کیلئے استاد کی صحبت سے بیزار (۲۵) اس طریقے کا اسلام سے کوئی سروکار نہیں ہے کیونکہ حقیقی شافی، رازق اور حکیم نے نتائج کو ان اسباب سے وابستہ کر دیا ہے۔ البتہ ان اسباب کی طرف رجوع استعانت بالغیر نہیں ہوگی۔ ان تمام اسباب سے قوی تر دعا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا دعا قضا کو ٹال دیتی ہے۔

انبیاء و رسل اور خاصان خدا سے دعا کرانا اہل اسلام کا شیوہ رہا ہے۔ علاوہ ازیں کسی مقبول بندے کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ یہ استعانت تو پا کان امت کا ہمیشہ معمول رہی ہے۔

اھدنا الصراط المستقیم :۔ ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ اھدنا ہدایت سے مشتق ہے ہدایت کے معانی بہت سے مفسرین نے بیان کئے ہیں۔ سب سے بہتر اور جامع معنی علامہ راغب اصفہانی نے ذکر کیے ہیں اور وہ ہے لطف و مہربانی کے ساتھ کسی کو منزل مقصود تک پہنچا دینا۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کے بیان کے بعد، مسلسل انعامات کے اعتراف کے بعد، اپنی عبودیت

Marfat.com

اور ناتوانی کا اعلان کرنے کے بعد انسان اپنے رب رحیم و کریم کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلا کر عرض کرتا ہے کہ میں کمزور ہوں نفس کی فریب کاریاں اور شیطان کی وسوسہ اندازیاں شدید ہیں خود اے اللہ تو میری دستگیری فرما' اپنے لطف و کرم سے مجھے صراط مستقیم پر ثابت قدمی سے چلنے کی توفیق بخش اور اپنی رضا سے منزل مقصود تک پہنچا۔(۲۶) دعائے مذکورہ میں طلب ہدایت عام ہے کسی سے مختص نہیں۔ عوام الناس کا طالب ہدایت ہونا تو سمجھ میں آتا ہے، بھلا انبیاء و اولیاء اور مقربان الٰہی کا طالب ہدایت ہونا کیسا ہوگا۔

ہدایت کے درجات :۔ دراصل ہدایت کے تین درجے ہیں :

ا۔ **ہدایت عامہ یا طبعی** : یہ کائنات کی ہر چیز کو حاصل ہے۔ اس درجہ ہدایت میں ذی شعور یا غیر ذی شعور کی تفریق کرنا ضروری نہیں۔ جمادات، نباتات اور حیوانات سب کے سب اس سے مستفید ہوتے ہیں۔

۲۔ **ہدایت الٰہیہ عامہ** : یہ ذوی العقول مثلاً جن و انس سے خاص ہے۔ یہ انبیاء و رسل اور کتب سماوی سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کے سایہ رحمت میں آنے والا مومن اور اس سے دور بھاگنے والا کافر کہلاتا ہے۔

۳۔ **ہدایت الٰہیہ خاصہ** : یہ مومنین و متقین سے مختص ہے۔ اس کا دامن بے پایاں اور لامتناہی وسعتیں سمیٹے ہوئے ہے۔ اعمال صالحہ اس کی افزائش میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ تفصیل درجات سے نمایاں اور آشکار ہو گیا کہ کائنات کا ہر فرد ہمہ وقت ہدایت کا محتاج اور دریوزہ گر ہے۔ اسی حقیقت کے پیش نظر ہر اعلیٰ و ادنیٰ کو طلب ہدایت کا نہ صرف طریقہ بتلایا بلکہ اوقات خمسہ میں اس دعا کی تلقین کی (۲۷)

Marfat.com

صراط مستقیم :۔اس سے مراد ایسا سیدھا راستہ ہے جو افراط و تفریط سے پاک ہو۔ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ صراط مستقیم کے مصداق اور تعین میں متعدد اقوال موجود ہیں تاہم ان سب کا خلاصہ 'خدا اور رسول کی پیروی اور تابعداری ہے۔

صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم والا الضالین

ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا ہے نہ ان لوگوں کا جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ گمراہوں کا۔

اس آیت میں راہ حق یعنی صراط مستقیم کی ایسی مستحکم و مضبوط نشاندہی فرما دی گئی ہے کہ تعصب اور ضد سے بالاتر ہو کر جو بھی اسکا متلاشی ہو گا وہ اسے پہچان سکے گا(۲۸) چنانچہ خاصان الہی اور مقربان خداوندی کی فہرست پانچویں پارے میں ذکر کر دی ہے۔ جو نبیوں صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین پر مشتمل ہے۔ مفسر قرآن جناب عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی یہی تفسیر اختیار کی ہے۔(۲۹)۔

انعام سے مراد مال و دولت نہیں کہ کافر بھی اس سے مستفید ہو رہے ہیں بلکہ نعمت سے مراد وہ ہدایت و توفیق ہے جو خاصان خدا اور وفا شعاران مصطفیٰ کے ہمہ وقت شامل حال رہی ہے۔(۳۰)

ہر چیز کی تکمیل مثبت و منفی کے ملاپ سے ہوتی ہے صراط مستقیم کی یہ ایجابی تفصیل ہے۔ سلبی کا ذکر غیر المغضوب علیھم ولا الضالین میں کیا گیا ہے۔

Marfat.com

صراط مستقیم کی ایجالی تفسیر :۔ صراط مستقیم کی ایجالی تفسیر کے بارے میں مولانا عبدالماجد دریاآبادی فرماتے ہیں کہ مرشد تھانوی نے فرمایاالذین انعمت علیھم اس طرف اشارہ ہے کہ صراط مستقیم "اہل صراط مستقیم" کی پیروی کے بغیر میسر نہیں ہو سکتا اوراس کیلئے محض اوراق کتب کافی نہیں۔صاحب معارف بھی فرماتے ہیں کہ سیدھاراستہ معلوم کرنے کیلئے حق تعالیٰ نے کچھ رجال اور انسانوں کا پتہ دیا ہے کسی کتاب کا حوالہ نہیں دیا۔بطوراستشہاد وہ طویل حدیث ذکر کی ہے جس کے آخر میں حضور ﷺ نے صرف ایک جماعت کو حق بجانب قرار دیا۔اس جماعت کے بارے میں صحابہ کے دریافت کرنے پر فرمایا: "حق پر وہ جماعت ہو گی جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ہو گی۔"

انعمت اور مغضوب میں حرفی فرق :۔انعمت علیھم میں فعل معروف اور مغضوب علیھم میں فعل مجہول کا استعمال بتلارہا ہے کہ انعامات کا عطاکرناخدائے قدوس کا اپنا فعل ہے جس سے منعم علیہ کی ہمت ومسرت دوبالاہوتی ہے۔ اس کے برعکس انعامات سے محرومی خداکاایسافعل نہیں جو جذبہ انتقام کے ماتحت سرزدہواہو،بلکہ اٹل قوانین الٰہی کالازمی نتیجہ ہے اوراس کاذمہ دار خود گناہگاربندہ ہے۔

مغضوب علیھم اور ولاالضالین کا مصداق : تمام مفسرین کااس پر اتفاق ہے کہ مغضوب علیھم سے مرادیہودی اور ضالین سے مرادعیسائی ہیں۔

Marfat.com

خلاصہ کلام :

یہ وہ مختصر لیکن حقائق اور معانی سے لبریز دلنشین دل آویز جلیل القدر سورۃ ہے جس سے قرآن حکیم کا آغاز ہوتا ہے جس نے تاریخ انسانی کا رخ موڑ دیا' جس نے فکرو نظر میں انقلاب پیدا کر دیا' جس نے قلب و روح کو نئی زندگی بخشی۔ اسی سورۃ مبارکہ نے انداز دعا سکھلایا اور صراط مستقیم کو دین و دنیا میں حرز جان بنانے کا حکم دیا یہی وہ سورۃ مقدس ہے جو دعا ہے بندہ کی جانب سے اور قرآن اس کا جواب ہے خدا کی جانب سے۔ گویا بندہ دعا کرتا ہے کہ "اے پروردگار میری رہنمائی فرما۔ جواب میں پروردگار قرآن اس کے سامنے رکھ دیتا ہے کہ یہ ہے وہ ہدایت و رہنمائی جس کی تو نے مجھ سے درخواست کی اللہ تعالیٰ ہمیں بموجب دعا مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے"

(آمین یارب العلمین)

Marfat.com

حوالہ جات :

۱۔ القرآن، سورۃ آل عمران ۳ : ۱۳۸
۲۔ ضیاء القرآن ج۱
۳۔ فصل الخطاب
۴۔ القرآن سورۃ الحجر ۱۵ : ۳۴
۵۔ ایضاً، سورۃ الشعراء ۲۶ : ۱۱۶
۶۔ تفسیر کبیر و طبری
۷۔ ضیاء القرآن، ج۱
۸۔ معارف القرآن، ج۱
۹۔ ضیاء القرآن، مجمع البیان فصل الخطاب
۱۰۔ بیضاوی
۱۱۔ قرطبی، سورہ توبہ ۹ : ۱۲۸
۱۲۔ روح صدق
۱۳۔ فصل الخطاب، بحوالہ دریا آبادی
۱۴۔ علامہ راغب اصفہانی و قرطبی
۱۵۔ قرطبی
۱۶۔ ابن کثیر، معارف
۱۷۔ معارف، فصل الخطاب
۱۸۔ معارف، بیضاوی

Marfat.com

۱۹۔ کشاف

۲۰۔۲۱ ضیاء القرآن

۲۲۔ معارف بحوالہ ابن جریر و حاتم

۲۳۔ فصل الخطاب، بحوالہ دریا آبادی

۲۴۔ معارف

۲۵۔۲۶ ضیاء القرآن

۲۷۔ تفسیر نعیمی، معارف

۲۸۔ ضیاء القرآن

۲۹۔ ابن کثیر

۳۰۔ فصل الخطاب

قرآن کے باطنی فوائد

قرآن حکیم کے فہم اور اتباع سے ہدایت الٰہی حاصل ہوتی ہے اور دنیا اور آخرت کی بھلائی ملتی ہے۔ علاوہ ازیں اس کی مختلف آیات کے ورد سے مختلف باطنی فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔ اس فصل میں ایسی چند آیات کا تزکرہ کیا گیا ہے۔

۱۔ والله یرزق من یشاء بغیر حساب۔(القرآن سورۃ البقرہ) پڑھنے سے رزق میں کشادگی ہوتی ہے۔

۲۔ افوض امری الی الله ان الله بصیر بالعباد (سورۃ المومن) پڑھنے سے ہر مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

۳۔ حسبنا الله و نعم الوکیل نعم المولی نعم النصیر۔(سورۃ ال عمران) پڑھنے سے اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں مدد فرماتا ہے۔

۴۔ سبحنک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم (بقرۃ نمبر ۳۲) پڑھنے سے اللہ تعالیٰ علم و فضل سے نوازتا ہے۔

۵۔ انی مسنی الضر وانت ارحم الرحمین (ایضاً سورۃ بقرۃ) پڑھنے سے ہر مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

۶۔ لا اله الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین فاستجبناله و نجینه من الغم وکذلک ننجی المومنین (سورۃ الانبیاء ۸۷: ۸۸) پڑھنے سے ہر غم ہر بلا اور ہر مصیبت سے چھٹکارا حاصل ہوتا ہے۔

۷۔ درود شریف

Marfat.com

۸۔ تیسرا کلمہ اور استغفار پڑھنے سے

۹۔ زندگی میں برکت سکون اور خوشی مل جاتی ہے۔

۱۰ تین مرتبہ قل ھواللہ پڑھنے سے ایک مکمل قرآن کا ثواب مل جاتا ہے۔

قرآن حکیم کی عظمت، برکت، فضیلت کے بارے میں خلاصہ درج ذیل ہے۔

۱۔ تمام مخلوق سے افضل وارفع لہذا رفعت کیلئے اس کی تلاوت ضروری ہے

۲۔ تمام کلام سے اعلیٰ ایسا جیسا کہ اللہ ہر شے سے برتر۔ پس حصول عظمت کیلئے اس پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔

۳۔ کوئی مال ومتاع کا متلاشی ہو تو قرآن اس کو دولت بھی عطا کرتا ہے۔

۴۔ تقدس اور تقویٰ کا منبع قرآن ہے۔

۵۔ اٹک کر پڑھنے والوں کیلئے دوہرا اجر ہے۔

۶۔ کوئی حسد کے بغیر نہیں رہ سکتا تو قاری پر حسد کرے۔

۷۔ فواکہ (پھل وغیرہ) کا شوقین ہے تو قرآن ترنج کی مثال ہے جو کہ پھل کی طلب پوری کرے گا۔

۸۔ کوئی میٹھے کا شوقین ہو قرآن کھجور سے زیادہ میٹھا ہے۔

۹۔ قرآن سب سے بڑا شفیع اور مددگار ہے۔ اگر سفارش کرانی ہو تو قرآن کی کرائے۔

۱۰۔ نکتہ دان بننا ہے تو قرآن شریف کامل رہبر ہے۔

۱۱۔ مخفی راز کو پانا چاہے تو مطالعہ قرآن کی عادت اپنائے۔

Marfat.com

۱۲۔ بے حد منافع کمانے والا شخص قرآن شریف کی تلاوت کرے 'ایک ایک حرف کی دس نیکیاں ملتی ہیں۔ جیسے حدیث مبارک ہے ال م تین حروف ہیں۔

۱۳۔ کوئی تاج چاہتا ہے تو قرآن شریف قیامت میں قاری کے والدین کو تاج دے دیتا ہے۔

۱۴۔ کوئی آگ سے بچنا چاہتا ہے تو قاری قرآن پر آگ کا اثر نہیں ہوتا۔

۱۵۔ حافظ قرآن کریم دس آدمیوں کو جہنم سے خلاصی دلائے گا۔ اگر کوئی خواہش کرے کہ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو مصیبت سے چھٹکارا ملے تو قرآن پر عمل پیرا ہو۔

۱۶۔ قرآن خوشبوؤں کی کتاب ہے۔ مشک و عنبر سے بہتر ہے۔

۱۷۔ گھر کو مزین کرنا ہے تو قرآن کی تلاوت سے مزین کرے۔

۱۸۔ صحت کی فکر کرنے والا سورۃ فاتحہ 'سورۃ شفا کا مطالعہ کرتا ہے۔

۱۹۔ لوگ عزت وافتخار چاہتے ہیں تو قرآن صاحب افتخار ہے۔

۲۰۔ اکثر لوگ خزانے اور دولت کے شوقین ہیں تو بیش بہا خزانہ قرآن کریم ہے۔

۲۱۔ گھروں میں روشنی کیلئے قرآن کی تلاوت کریں کہ اس میں سب سے زیادہ روشنی ہے۔

۲۲۔ قرآن شریف سب سے بڑا دوست ہے کہ اس سے سکینت نازل ہوتی ہے۔

۲۳۔ وسیلہ کے طلبگار ہیں تو قرآن احکم الحاکمین کے حضور سب سے بڑا وسیلہ ہوگا۔

۲۴۔ قرآن شریف رب کریم کے ہاں سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اس لئے اس کا چاہنے والا بھی محبوب خدا ہوگا۔

۲۵۔ قرآن پڑھنے سے غنا حاصل ہوتی ہے۔

۲۶۔ آقا کی خوشنودی کا ذریعہ قرآن کریم ہے۔

Marfat.com

۲۷۔ اونچے مرتبے یعنی نبیوں کے ساتھ بیٹھنے کے خواہش مند قرآن کو اپنے سینے میں محفوظ کریں۔

۲۸۔ جو کوئی معذور ہو کہ قرآن پڑھنے کا وقت یا استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہ قرآن شریف سنا کرے اور نفع کمائے۔

۲۹۔ سہل پن ر فضولیات کا حل یہ ہے کہ قرآن مجید کا مطالعہ کریں کیونکہ قرآن میں مختلف قسم کے مضامین درج ہیں۔

۳۰۔ قبر اور حشر کے عذاب سے بچنے کا ذریعہ قرآن کی تلاوت ہے اور پھر اس کی سفارش۔

۳۱۔ اگر آپ سچے دوست کی تلاش میں ہیں تو قرآن کو اپنایئے کہ قرآن آپ کی حمایت کرے گا' اس دن جبکہ سب آپ کو چھوڑ جائیں گے۔

۳۲۔ علوم انبیاء کے حصول کا ذریعہ قرآن مجید ہے۔

۳۳۔ خوبصورتی سے لطف اندوز ہونے اور تلاوت کا مزا اٹھانے کیلئے قرآن کریم کا ورد کیا جائے۔

۳۴۔ زہد و تقویٰ کے حصول کیلئے قرآن کریم کی تلاوت کی جائے۔

۳۵۔ فضولیات اور غیبت سے بچنے کیلئے مطالعہ قرآن بہترین حل ہے۔

۳۶۔ وقت کا بہترین مصرف اور دن رات کا بہترین مشغلہ قرآن کریم کی تلاوت ہے۔

غرضیکہ قرآن کریم مسلمان کے لئے نہ صرف ایک اتم اور اکمل دستور حیات ہے بلکہ اکسیر حیات بھی ہے۔

قرآن کریم کے فضائل کے بارے میں جتنا بھی غور کیا جائے اتنا ہی کم ہے انسانیت کی معراج دراصل قرآن کو اپنی زندگی میں رچانا بسانا ہے۔

حوالہ جات :

فضائل اعمال۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریاؒ

Marfat.com

اہتمام تلاوت قرآن

ذیل میں تفصیلاً قرآن کریم سے متعلق ان اعمال کا ذکر کیا گیا ہے جو زندگی پر منفی اثرات ڈالتے ہیں۔ ساتھ ہی دعاء القرآن بھی دی جاتی ہے تاکہ یہ ہماری دنیوی اور اخروی کامیابی کا باعث بن سکیں۔

عن ابن عباس ان رجال قال یا رسول الله ای الا عمال افضل قال الحال المرتعل قال یا رسول الله ماالحال المرتحل قال صاحب القرآن یصرب من اوله حتی یبلغ اخره وس اخره حتی یبلغ اوله کلما حل ارتحل۔

ترجمہ :۔ابن عباس کہتے ہیں کہ حضور اقدسؐ سے کسی نے پوچھا کہ بہترین اعمال میں سے کون سا عمل ہے آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ الحال المرتحل لوگوں نے پوچھا کہ الحال المرتحل سے کیا مراد ہے؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ صاحب القرآن ہے جو اول سے چلے حتی کہ آخیر تک پہنچے اور اخیر کے بعد پھر اول پر پہنچے جہاں ٹھہرے پھر آگے چلے۔

حال کہتے ہیں منزل پر آنے والے کو اور مرتحل کوچ کرنے والے کو یعنی یہ کہ جب کلام پاک ختم ہو جائے تو از سر نو شروع کر لے۔ یہ نہیں کہ بس اب ختم ہو گیا، دوبارہ پھر دیکھا جائے گا۔ کنز العمال کی ایک روایت میں اس کی شرح الخاتم المفتح وارد ہوئی ہے۔ یعنی ختم کرنے والا اور ساتھ ہی شروع کرنے والا یعنی ایک قرآن ختم کرنے کے بعد ساتھ ہی دوسرا دور شروع کرے۔ اس سے غالباً وہ عادت ماخوذ ہے جو ہمارے دیار میں متعارف ہے کہ ختم قرآن

Marfat.com

شریف کے بعد اولئک هم المفحلون تک پڑھا جاتا ہے۔ مگر اب لوگ اسی کو مستقل ادب سمجھتے ہیں اور پورا کرنے کا اہتمام نہیں کرتے حالانکہ ایسا نہیں۔ دراصل معاً دوسرا قرآن شریف شروع کرنا بظاہر مقصود ہے جس کو پورا بھی کرنا چاہیے۔ شرح احیاء العلوم میں اور علامہ سیوطیؒ نے اتقان میں بروایت دارمی نقل کیا ہے کہ حضور اکرمؐ جب قل اعوذ برب الناس پڑھا کرتے تو سورہ بقرہ سے مفلحون تک ساتھ ہی پڑھتے اور اس کے بعد ختم قرآن کی دعا فرماتے۔

قرآن کی خبر گیری کرنا:

عن ابی موسی الاشعریؓ قال قال رسول الله ﷺ تعاهدو القرآن فوالذی نفسی بیده لهوا اشد تفصیا من الا بل فی عقلها

ترجمہ :۔ ابو موسیٰ اشعریؓ نے حضور اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ قرآن شریف کی خبر گیری کیا کرو۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ قرآن پاک جلد نکل جانے والا ہے سینوں سے بہ نسبت اونٹ کی اپنی رسیوں سے۔ یعنی آدمی اگر جانور کی حفاظت سے غافل ہو جائے اور وہ رسی سے نکل جاوے تو بھاگ جائے گا۔ اسی طرح کلام پاک کی اگر حفاظت نہ کی جائے تو وہ بھی یاد نہیں رہے گا اور بھول جائے گا۔ اصل بات یہ ہے کہ کلام اللہ شریف کا حفظ ہو جانا حقیقت میں خود قرآن شریف کا کھلا ہوا معجزہ ہے ورنہ آدھی تہائی کتاب بھی یاد ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ قریباً محال ہے۔ بالجملہ یہ محض حق تعالیٰ شانہٗ کا لطف و انعام ہے کہ قرآن یاد ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اگر کسی شخص کی طرف سے بے توجہی پائی جاتی ہے تو اسے بھلا دیا جاتا ہے۔ قرآن شریف پڑھ کر بھلا دینے میں بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجھ پر امت کے گناہ پیش کئے گئے۔ میں نے اس سے بڑھ کر کوئی

Marfat.com

گناہ نہیں پایا کہ کوئی شخص قرآن شریف پڑھ کر بھلادے۔ ایسا شخص قیامت کے دن اللہ کے دربار میں کوڑھی حاضر ہوگا۔ جمع الفوائد میں رزین کی روایت سے اس آیت کو دلیل بنایا ہے کہ جو شخص ہمارے ذکر سے اعراض کرتا ہے ہم اس کی زندگی تنگ کردیتے ہیں اور قیامت کے روز اس کو اندھا اٹھائیں گے وہ عرض کرے گا یااللہ میں تو آنکھوں والا تھا مجھے اندھا کیوں کردیا ارشاد ہوگا۔ اس لئے کہ تمہارے پاس ہماری آیتیں آئیں اور تونے ان کو بھلادیا پس آج تو بھی اسی طرح بھلادیا جائے گا۔ یعنی تیری کوئی اعانت نہیں ہوگی۔(۱)

تعلیم قرآن پر طلب کرنا:

عن بریده قال قال رسول الله ﷺ من قرا القرآن یتاکل به الناس جاء یوم القیامة و وجهه عظم لیس علیه لحم۔

ترجمہ: بریدہؓ نے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص قرآن پڑھے تاکہ اس کی وجہ سے کھاوے لوگوں سے، قیامت کے دن وہ ایسی حالت میں آئے گا کہ اس کا چہرہ محض ہڈی ہوگا جس پر گوشت نہ ہوگا۔

یعنی جو لوگ قرآن شریف کو کچھ طلب کرنے کی غرض سے پڑھتے ہیں، ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہم قرآن شریف پڑھتے ہیں اور ہم میں عجمی و عربی ہر طرح کے لوگ ہیں۔ جس طرح پڑھتے ہو پڑھتے رہو۔ عنقریب ایک جماعت آنے والی ہے جو قرآن شریف کے حروف کو اس طرح سیدھا کریں گے جس طرح تیر سیدھا کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

قرآن پاک کے ان سب فضائل اور خوبیوں کا ذکر کرنے سے مقصود اس کے ساتھ محبت پیدا کرنا ہے۔ اس لئے کلام اللہ شریف کی محبت حق تعالیٰ شانہ' کی محبت کیلئے لازم و ملزوم ہے اور ایک کی محبت دوسرے کی محبت کا سبب ہوتی ہے۔ دنیا میں آدمی کی خلقت اللہ جل شانہ' کی معرفت کیلئے کی گئی ہے اور آدمی کے علاوہ سب چیزوں کی خلقت آدمی کیلئے۔ یعنی بادل اور ہوا چاند سورج آسمان وزمین غرض ہر چیز تیری خاطر کام میں مشغول ہے تاکہ تو اپنی حوائج ان کے ذریعے سے پوری کرے اور عبرت کی نگاہ سے دیکھے کہ آدمی کی ضروریات کیلئے یہ سب چیزیں کس قدر فرماں بردار و مطیع اور وقت پر کام کرنے والی ہیں اور تنبیہ کے لئے کبھی کبھی ان میں تصرف بھی تھوڑی دیر کیلئے کر دیا جاتا ہے۔ بارش کے وقت بارش نہ ہونا ہوا کے وقت ہوا نہ چلنا اسی طرح گرہن کے ذریعے سے چاند اور سورج غرض ہر چیز میں کوئی تغیر بھی پیدا کیا جاتا ہے تاکہ ایک غافل کیلئے تنبیہ کا تازیانہ بھی لگے۔ اس سب کے بعد کس قدر حیرت کی بات ہے کہ تیری اطاعت اور فرماں برداری کا سبب نہ بنے۔ اطاعت اور فرمانبرداری کیلئے بہترین تعین محبت ہے ان المحب لمن یحب مطیع جب کسی شخص سے محبت ہو جاتی ہے تو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی عادت بن جاتی ہے اور اس کی نافرمانی ایسی ہی گراں اور شقاق ہوتی ہے جیسی کہ بغیر محبت کے کسی کی اطاعت بار ہوتی ہے۔ کسی چیز سے محبت پیدا کرنے کی صورت اس کے کمالات اور جمالات کا مشاہدہ ہے' حواس ظاہرہ سے ہو یا حواس باطنہ میں انحصار ہے۔ اگر کسی کے چہرے کو دیکھ کر بے اختیار اس سے وابستگی ہو جاتی ہے تو کسی کی دل آویز آواز بھی بسا اوقات مقناطیس کا اثر رکھتی ہے۔

عشق ہمیشہ صورت ہی سے پیدا نہیں ہوتا بسا اوقات یہ مبارک دولت یعنی عشق بات سے بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ کان میں آواز پڑ جانا اگر کسی طرف بے اختیار کھینچتا ہے تو کسی کے کلام

Marfat.com

کی خوبیاں اوراس کے جواہر اس کے ساتھ الفت کا سبب بن جاتے ہیں۔

تدبیر عشق :

کسی کے ساتھ عشق پیدا کرنے کی تدابیر اہل فن نے یہ بھی لکھی ہیں کہ اس کی خوبیوں کا استحضار کیا جائے۔ اوراس کے غیر کو دل میں جگہ نہ دی جائے۔ عقل طبعی میں سب باتیں بے اختیار ہوتی ہیں کسی کے حسین چہرہ یا ہاتھ پر نظر پڑ جائے تو آدمی کوشش کرتا ہے کہ بقیہ اعضا کو دیکھے تاکہ محبت میں اضافہ ہو' قلب کو تسکین ہو۔ حالانکہ تسکین ہوتی نہیں' مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی! کسی کھیت میں بیج ڈالنے کے بعد اگر اس کی آبپاشی کا اہتمام نہ کیا جائے تو پیداوار نہیں ہوتی۔ اسی طرح کسی قابل رشک سے محبت کرنی ہو تو چاہیے کہ اس کے کمالات اور دل آویزیوں کا تتبع کیا جائے' جوہروں کو تلاش کیا جائے اور جس قدر معلوم ہو جائیں ان پر بس نہ کیا جائے بلکہ اس سے زائد کی تلاش جاری رکھی جائے۔ فانی محبوب کے کسی عضو کے دیکھنے پر قناعت نہیں کی جاتی اس سے زیادہ کی ہوس جہاں تک کہ امکان میں ہو باقی رہتی ہے۔ حق سبحانہ' جوہر حسن کا منبع ہے اور حقیقتاً دنیا میں کوئی بھی جمال اس کے علاوہ نہیں ہے' یقیناً ایسے محبوب ہیں جن کے کسی جمال و کمال پر بس نہیں نہ اس کی کوئی غایت ہے۔ انہی کے نہایت کمالات میں سے ایک کمال اس کا کلام بھی ہے۔ جس کے متعلق میں پہلے اجمالاً ذکر کر چکا ہوں کہ اس انتساب کے بعد پھر کسی کمال کی ضرورت نہیں۔ عشاق کیلئے ایک انتساب کے برابر اور کون سی چیز ہوگی۔

اے گل بہ تو خرسندم بہ تو بوئے کسے داری

Marfat.com

قطع نظر اس سے کہ اگر اس انتساب کو چھوڑ بھی دیا جائے کہ اس کا موجد کون ہے اور وہ کس کی صفت ہے تو پھر حضور اقدس ﷺ کے ساتھ اس کی جو نسبتیں ہیں ایک مسلمان کی فریفتگی کے لئے وہ کیا کم ہے۔ اگر اس سے بھی قطع نظر کی جائے تو اس کلام پاک ہی میں غور کیلئے کہ کون سی خوبی دنیا میں ایسی ہے جو کسی چیز میں پائی جاتی ہو۔ کلام پاک میں نہ ہو۔

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اور حضرت علیؓ بھی حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں قرآن پاک میرے سینے سے نکل جاتا ہے' جو یاد کرتا ہوں وہ محفوظ نہیں رہتا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "میں تجھے ایسی ترکیب بتلاؤں جو تجھے بھی نفع دے اور جس کو تو بتلا دے اس کے لئے بھی نفع بخش ہو اور جو کچھ تو سیکھے وہ محفوظ رہے۔" حضرت علیؓ کے دریافت کرنے پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب جمعہ کی شب آئے تو اگر یہ ہو سکتا ہو کہ رات کے اخیر تہائی حصہ میں اٹھے تو یہ بہت ہی اچھا ہے کہ یہ وقت ملائکہ کے نازل ہونے کا ہے۔ اور دعا اس وقت خاص طور سے قبول ہوتی ہے اسی وقت کے انتظار میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے کہا تھا سوف استغفرلکم (۲) عنقریب میں تمہارے لئے اپنے رب سے مغفرت طلب کرونگا یعنی جمعہ کی رات کے آخری حصہ میں "پس اگر اس رات میں کھڑا ہو اور چار رکعت نفل اس طرح پڑھ کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد یٰس شریف پڑھ اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ دخان اور تیسری رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ السجدہ اور چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ ملک پڑھ اور جب التحیات سے فارغ ہو جائے تو اول حق تعالیٰ شانہ' کی خوب حمد و ثنا کر اس کے بعد مجھ پر درود و سلام بھیج اس کے بعد تمام انبیاء پر درود بھیج' اس کے بعد تمام مومنین کیلئے اور تمام مسلمان بھائیوں کیلئے جو تم سے

Marfat.com

پہلے مر چکے ہیں استغفار کر اور اس کے بعد دعا مانگ۔"(۳)

حوالہ جات:

۱۔ القرآن سورۃ طہٰ ۲۰ : ۱۲۵

۲۔ ایضاً سورۃ یوسف ۱۲ : ۹۸

۳۔ ترمذی، فضائل قرآن

Marfat.com

124 - 109

اعجاز القرآن

تعریف معجزہ:۔ایسا امر جو عام حالات میں انسانی دسترس سے باہر ہو' دعوت مقابلہ کے با وجود عقل انسانی اپنے آپ کو درماندہ سمجھے۔

عام معجزہ: معجزہ کی دو قسمیں ہیں :اول حسی' دوم عقلی'

اقسام معجزہ: حسی معجزہ وہ ہے جو حواس ظاہری سے دیکھا جا سکے۔ انبیاء اکرام کے بنی اسرائیل کے معجزات مثلاً عصاء موسوی' ناقہ صالحؑ اور مائدہ عیسیٰؑ اسی قبیل سے تعلق رکھتے ہیں۔

عقلی معجزہ: وہ ہے جو قوت ادراکیہ اور بصیرت کی آنکھ سے دیکھا جائے جیسے قرآن حکیم اعجاز عقلی۔ بنی اسرائیل میں ذکاوت، فطانت اور متانت کی فراوانی نہ تھی اور بصیرت بھی جولانی سے مبرا تھی نیز بنی اسرائیل کے انبیاء کرام کی نبوت بھی محدود تھی بایں وجہ ایسے معجزات پر اکتفا کیا گیا جن کا تعلق صرف حواس ظاہری سے تھا تاکہ ان کی محدودیت برقرار رہے۔ رحمت دو عالم ﷺ کے مخاطبین باریک بین' نکتہ سنج قادر الکلام بلکہ اقلیم سخن کے مالک اور میدان فصاحت و بلاغت کے شہسوار تھے۔اس لئے آپؐ کو ایسا معجزہ عطا کیا گیا جسے اصحاب بصیرت اور ارباب عقول پہچان سکیں۔چنانچہ کفار کے معجزہ حسیہ کے مطالبے پر فرمایا گیا:

Marfat.com

ولم یکفھم انا انزلنا علیک الکتاب یتلی علیھم(۱)

(کیا ان کیلیۓ یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر ایسی کتاب اتاری ہے جو ان کے سامنے تلاوت کی جاتی ہے۔)

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ما من الا نبیاء نبی الاقدا عطی من الایات ما مثلہ امن علیہ البشر وانما کان الذی اوتیت و حیا اوحی للہ الی فارجوا ان اکون اکثرھم تابعا یوم القیامۃ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کو ایسا معجزہ دیا گیا جسے دیکھ کر لوگ ایمان لاتے مگر مجھے جو معجزہ دیا گیا ہے وہ وحی ہے جو اللہ نے میری طرف بھیجی ہے۔ اسی لئے میں امید کرتا ہوں کہ قیامت کے دن میری امت دیگر انبیاء سے زیادہ ہوگی۔ دیگر انبیاء کرام کے معجزات وحی کے مغائر ہوتے تھے اور صداقت وحی کی دلیل ہوا کرتے تھے۔ جبکہ آنحضرت ﷺ پر اترنے والا قرآن وحی بھی ہے اور معجزہ بھی ہے۔ یہ شاہد خود آپ ہے، کسی اور دلیل کا محتاج نہیں:

آنحضرت ﷺ کو عطا کردہ ربانی نشانیوں میں سے صرف قرآن ہی واحد و یکتا نشانی اور معجزہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے تحدی طلب کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اعجاز القرآن کے اثبات کیلیۓ بھی خود قرآن ہی کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ آیۓ خود قرآن سے ہی اعجاز تلاش کرنے کی سعی کرتے ہیں۔ قرآن ایک جیتا جاگتا اور تا ابد رہنے والا معجزہ ہے۔ اس کا ہر لفظ

Marfat.com

فضیلت ہے۔اس کا ہر نقطہ برکت ہے۔اس کا ہر جملہ حکمت ہے۔

فصاحت وبلاغت :

وجوہ اعجاز میں فصاحت اور بلاغت سب سے اعلیٰ اور مقدم ہے۔ اہل عرب جو فصاحت وبلاغت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے فی البدیہہ اشعار' رجزیہ گفتار' سحر بیانی اور ہجو خوانی کے عجائبات سے لوگوں کو ورطہ حیرت میں گم کر دیتے تھے' قرآن کی فصاحت وبلاغت کے سامنے دم بخود دکھائی دیتے ہیں۔ لبید' حسان بن ثابت' عامر بن رکوع' طفیل بن عمر' کعب بن زہیر' عبداللہ بن رواحہ وغیرہ عرب کے مشہور زبان آور شاعر قرآن مجید کے سامنے سر نیاز خم کر دیتے ہیں۔ ولید بن مغیرہ قریش میں بڑا دولت مند اور صاحب اثر تھا وہ ایک دفعہ آپؐ کی خدمت میں آیا اور چند آیات کے سننے کی درخواست کی۔ آپؐ نے چند آیات پڑھیں۔ مکرر پڑھوا کر سنیں آخر بے خود ہو کر بولا: خدا کی قسم اس میں کچھ اور ہی شرینی اور تازگی ہے اس نخل کی شاخوں میں پھل اور اس کا تنا بھاری ہے۔ یہ کسی انسان کا کلام نہیں۔

گویا قرآن حکیم فصاحت وبلاغت کے درجہ علیا پر فائز ہے اور کہیں بھی اس میں جھول نہیں پایا جاتا چنانچہ فرمایا: افلا یتدبرون القرآن ولو کانا من عند غیر اللہ لو جدوافیہ اختلافا کثیراً۔(۲)

(کیا وہ غور نہیں کرتے قرآن میں! اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت تفاوت ہوتا) مزید فرمایا۔ لسان الذی یلحدون الیہ اعجمی و ھذا لسان عربی مبین۔(۳)

Marfat.com

یہ کفار جس کی طرف نسبت کرتے ہیں اس کی زبان تو عجمی ہے اور یہ ایسی عربی زبان ہے جو ماضی الضمیر کو خوبی سے ظاہر کرتی ہے۔

علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں سورہ کوثر پر مستقل رسالہ ترتیب دیا ہے۔ علامہ فخر الدین رازیؒ صاحب تفسیر کبیر نے اس کی تلخیص "نہایت الاعجاز فی درایت الاعجاز" کے نام سے کی ہے۔

علامہ سیوطیؒ صاحب اتقان نے اللہ ولی الذین اٰمنوا یخرجھم من الظلمات الی النور۔(۴) کی فصاحت وبلاغت پر مستقل رسالہ لکھا ہے اور ۲۰ ابدائع بیان کئے ہیں۔

بادیہ نشین کی گواہی:

ابو عبیدہ بن سلام بغدادی جو امام شافعیؒ کے شاگرد اور فقہ وحدیث اور لغت میں امام ہیں' فرماتے ہیں کہ ایک بادیہ نشین عرب نے کسی سے یہ آیت سنی: فاصدع بما تومر۔(۵) آپ اسے کھول کر بیان کر دیجئے جس کا کہ آپ کو حکم ہوا ہے۔ اس نے سنتے ہی سجدہ کیا اور کہا کہ میں نے اس کلام کی فصاحت کو سجدہ کیا ہے۔

اخبار بالغیب:

﴿ فرد ہو یا قوم مستقبل کی مانگ میں رنگ بھرنے اور جی بھر اس سے نفع اٹھانے کیلئے تاریخ پر عمیق نظر رکھنا ضروری ہے۔ قرآن حکیم نے اس انسانی ضرورت کو بھی بڑے اچھوتے

Marfat.com

انداز میں پورا کیا ہے۔ انبیاء سابق اور امم ماضیہ کی ایسی سبق آموز انداز میں تصویر کشی کی ہے کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ حضرت آدمؑ و حواؑ طوفان نوحؑ تولد مسیحؑ حضرت ابراہیمؑ حضرت لوطؑ اور حضرت اسحاقؑ کے حالات واقعات ایسے دلربا انداز میں بیان کئے ہیں جو اپنی مثال آپ ہیں۔ یہاں تک کہ علماء بنی اسرائیل جنہیں اپنے علمی مقام پر ناز تھا انہیں بھی معلوم نہ تھے۔

قصص کے علاوہ کتب سابقہ کے ایسے احکام کی وضاحت بھی ضروری سمجھی گئی ہے جن میں اہل کتاب تحریف اور قطع و برید کر چکے تھے۔ مثلاً اونٹ کے گوشت اور دودھ کا استعمال کرنے پر اہل کتاب نے اعتراض کیا کہ آپ اپنے آپ کو دین ابراہیمی کا متبع گردانتے ہیں حالانکہ اونٹ کا گوشت اور دودھ جناب ابراہیم پر حرام تھا جواباً فرمایا۔

کل الطعام کان حلاً لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسه من قبل ان تنزل التوراة۔ قل فاتوا بالتوراة فاتلوها ان کنتم صادقین۔(٦)

بنی اسرائیل پر کھانے کی سب چیزیں حلال تھیں سوائے ان کے جو اسرائیل یعنی حضرت یعقوب علیہ السلام نے نزول تورات سے پہلے اپنے لئے حرام کر لیں۔ تورات لاؤ اور پڑھو اگر تم سچے ہو۔

اخبار غیبیہ ماضیہ کی مانند مستقبلہ بھی کہلاتی ہیں۔ قرآن حکیم میں دونوں بافراط موجود ہیں۔ مثلاً قرآن حکیم نے فصحاء عرب کو مخاطب کر کے فرمایا: فلیاتوا بحدیث مثله ان کنتم صادقین۔ پھر دس سورتیں لانے کی دعوت دی۔ ام یقولون افتراه قل فاتوا بعشر سوره مثله مفتریات وادعوا من استطعتم من دون الله ان کنتم صادقین۔ (٧)

"کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے بنالیا ہے تو کہہ دو کہ تم ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ اور اللہ کے سوا جو مل سکیں سب کو بلالو اگر تم سچے ہو۔"

ان کے ایسا نہ کر سکنے پر فرمایا: وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورة من مثله -(۸)

"اور اگر تمہیں کچھ شک ہو اس میں جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا تو اس جیسی ایک سورہ ہی تو لے آؤ۔" مکمل قرآن حکیم کا مقابلہ کرنے یا ایک سورہ کی مانند سورہ بنانے سے عاجز ہونے پر قرآن حکیم نے ان کے دائمی عجز کا اعلان فرمایا:

قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن لا یاتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظهیراً- (۹)

"تم فرماؤ اگر آدمی اور جن سب اس بات پر متفق ہو جائیں کہ اس قرآن کی مانند لے آئیں تو اس کا مثل نہ لا سکیں گے اگر چہ ان میں ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔"

صاحب اتقان فرماتے ہیں اپنے اندر مقابلے کی ہمت نہ پا کر ہی فصحاء وبلغاء نے عناد کی راہ اختیار کی اور آنحضرت ﷺ کو ساحر کہا تو کبھی کاہن' کلام مجید کو کبھی مجموعہ اشعار اور کبھی گذشتہ لوگوں کے قصے کہانیاں کہہ کر بغض وعناد کی آگ کو بجھانا چاہا مگر صورت سروری کے سامنے ان کی زبانیں گنگ ہو گئیں اور قیامت تک گنگ رہیں گی۔

Marfat.com

اسلوب قرآن کی اعجاز آفرینیاں :

اھل عرب کے ہاں کلام انواع اربعہ یعنی قصائد' رسائل' خطبات' محاورہ میں منحصر تھا۔ قرآن حکیم کا طرز ان اقسام اربعہ سے سراسر مختلف اور جداگانہ ہے۔ مزید براں اس عجیب اور نرالے طرز واسلوب کا ایک امی کی زبان پر جاری ہونا اور غیر متزلزل تحدی کی دعوت عین اعجاز ہے۔ ابن سعد نے طبقات میں بروایت یزید بن رومان وغیرہ روایت کیا ہے کہ (ایک شخص قیس بن نسیبہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کا کلام سنا پھر آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ وہ ایمان لے آیا اور اپنی قوم میں جا کر کہنے لگا :

"بے شک میں نے روم کا ترجمہ' فارس کا زمزمہ' عرب کے اشعار' کاہن کی کہانت اور ملوک حمیر کا کلام سنا۔ مگر محمد ﷺ کا کلام ان کے کلام میں سے کسی سے نہیں ملتا۔ اس لیے تم میرا کہا مانو اور اس سے بہرہ ور ہو جاؤ۔")

صحیح مسلم کی روایت کے مطابق ابوذر غفاریؓ ضماد ازدی اور طفیل دوسی کا اسلام اس عظیم کلام کے عظیم اسلوب کا مرہون منت ہے جس کی شیرینی' نمکینی' تاثیر و تسخیر' دوست اور دشمن' موافق اور مخالف' شاہ و گدا عالم اور جاہل' پیغمبر اور امت سب کو یکساں فریفتہ کرتی ہے۔ یہ سب اعجاز نہیں تو اور کیا ہے۔ حکماء فلاسفر' ادباء' اہل لغت' مفسرین' محدثین' فقہا' صوفیا' شعراء' متکلمین غرض نوع انسانی کی وہ کونسی قسم ہے جس نے ایک امی کی زبان سے ادا ہونے والے پیغام کے عشق و محبت میں اپنا سرمایہ حیات قربان نہیں کر دیا۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اسلوب قرآن کو ایک عام فہم مثال دے کر یوں واضح فرمایا: قرآن عام کتابوں کے متن کی طرح ابواب اور فصول میں تقسیم نہیں کیا گیا بلکہ قرآن کی حیثیت مکتوبات

Marfat.com

کی مانند ہے کہ جس طرح بادشاہ حالات کے مطابق ایک فرمان جاری کرتا ہے کچھ مدت کے بعد دوسرا جاری کرتا ہے یہاں تک کہ بہت سے فرمان جمع ہو جائیں اور ان کو جمع کر کے ایک مجموعہ تیار کر دیا جائے۔ البتہ قرآن مجید کو مکتوبات سے بھی امتیازی حیثیت حاصل ہے کیونکہ ان کا مرتب اسے اپنی دانست و فراست کے مطابق ترتیب دیتا ہے جبکہ کلام مبین کی ترتیب بھی منزل من اللہ ہے۔ اس میں کسی کی رائے کو ذرا برابر بھی دخل نہیں۔

علوم القرآن :

شاہ ولی اللہؒ نے الفوز الکبیر فی اصول التفسیر میں مضامین قرآن کو علوم پنجگانہ میں تقسیم کیا ہے۔ ا۔ علم الاحکام ۲۔ علم مخاصمہ۔ ۳۔ تذکیر بالاء اللہ۔ ۴۔ تذکیر بالایام اللہ۔ ۵۔ علم البعث۔ آپ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں ان علوم کی موجودگی گواہ ہے کہ یہ کلام واقعتاً اللہ کی طرف سے بنی آدم کی ہدایت کیلئے اتارا گیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس کی تلاوت دلوں میں خشیت وہیبت کو جنم دیتی ہے: الله نزل احسن الحديث كتابا متشابها مثاني تقشعر منه جلود الذين يخشون ربهم- ثم تلين جلودهم و قلوبهم الى ذكر الله - (۱۰)

"اللہ نے ایسی بہترین کتاب نازل کی جس کے تمام اجزاء ہمرنگ ہیں اور بار بار دہرائے گئے۔ اسے سن کر ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب سے ڈرنے والے ہیں اور پھر ان کے جسم اور دل نرم ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔"

Marfat.com

واقعتاً اس کے پر تو سے امی و جاہل' علماء اور دانشوران روز گار بن کر نکلنے لگتے ہیں۔ اصول۔ قانون' مبادی اخلاق اور محاسن علم و عمل کی تعلیم کا غلغلہ بلند ہوتا ہے۔ کلام ربانی کے پردے میں علم و حکمت کے پوشیدہ اسرار فاش ہونے لگتے ہیں اس سے زیادہ قرآن مجید کے معجز ہونے کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

تمام مسلمان اس کے معجز ہونے پر متفق ہیں۔ البتہ وجوہ اعجاز میں اختلاف ہے۔ علامہ باقلانیؒ' علامہ سیوطیؒ اور ابن حزمؒ نے جو وجوہ اعجاز کی فہرست ترتیب دی ہے وہ کچھ اس طرح سے ہے:

ا۔ قرآن کا نظم یعنی اسلوب۔ ۲۔ فصاحت وبلاغت۔ ۳۔ اخبار غیب اور پیشگوئیاں۔ ۴۔ تمام کلام کی یکسانیت۔ ۵۔ بلغائے عرب و عجم کا مقابلے کی تاب نہ لانا۔ ۶۔ اسرار قلوب کا انکشاف ۔ ۷۔ امی کی زبان سے ایسے بلیغ کلام کی ادائیگی۔ ۸۔ خارق عادت تاثیر۔ ۹۔ قلوب انسانی کی تسخیر ۔ ۱۰۔ احکامات و تعلیمات اور ارشادات۔

علامہ زرکشی نے مختلف وجوہ اعجاز میں تطابق اور توافق پیدا کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ قرآن حکیم کا اعجاز کسی ایک وجہ سے مختص نہیں بلکہ قرآن حکیم ان سب کا جامع ہے اور یہ تمام تر اس میں موجود ہیں۔ کسی ایک کا اثبات اور دوسرے کی نفی صحیح نہیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی وجوہ موجود ہیں مثلاً سامع کے دل میں ترہیب پیدا کرنا اگرچہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ قاری اور سامع کا اس شیرینی سے نفع اٹھانا اور معارف وعلوم کے خزائن کا اجتماع۔ الحاصل کوئی شخص اس کی حقیقت کا احاطہ اور ادراک کلی نہیں کر سکتا در حقیقت معجزہ کی شان ہی یہی ہے۔

Marfat.com

شماریاتی اعجاز :

کائنات بخوبی جانتی ہے کہ شماریات تغیر سے مبرا تبدل سے پاک اور لازوال ہیں۔ تبیانا لکل شیئی کی داعی کتاب شماریاتی اعجاز کی آئینہ دار نہ ہونے کی صورت میں اثبات مدعا میں ناقص گردانی جاتی۔ چنانچہ تکمیل دعویٰ کی خاطر قرآن حکیم نے ایسا محیر العقول انداز اختیار کیا ہے کہ ایک غیر عربی اجڈ جاہل بھی لامثل لہ، پکار اٹھتا ہے اور اس کے عدیم المثال ہونے کا اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ قرآن حکیم کے شماریاتی اعجاز کے لئے جس عدد کو چنا گیا ہے وہ انیس (۱۹) ہے۔

انیس اور علم الہندسہ :

قرآن حکیم کا یہ انتخاب انتہائی پر معنی اور پر مغز ہے۔ انیس کا عدد ایک اور نو پر مشتمل ہے۔ ریاضی کی تمام اشکال انہی دو عددوں سے وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ گویا کہ قرآن حکیم تمام اشکال ہندسہ کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔

یہ عدد غیر منقسم ہے جبکہ بیس کا عدد ۲۔ ۴۔ ۵ اور ۱۰ پر اور ۱۸ کا عدد ۲۔ ۴۔ ۶ اور ۹ پر تقسیم ہوتا ہے۔

تمام اشکال ہندسہ پر مشتمل ہونے کے باعث اور غیر منقسم ہونے کے باعث اسے منتخب کیا گیا۔ اس انتخاب میں معجزاتی پہلو یہ ہے کہ عدد کی طرح قرآن حکیم بھی انقسام یعنی کمی بیشی سے مبرا ہے۔

Marfat.com

قرآن حکیم نے اس عدد کا تعجب انگیز اور فکر آمیز انداز میں ذکر کیا ہے :

"ہم عنقریب اسے سقر میں داخل کریں گے اور تم کیا سمجھتے ہو کہ سقر کیا ہے۔ نہ باقی رکھے گی اور نہ چھوڑے گی بدن کو جھلسا کر رکھ دے گی۔ اس پر انیس داروغے مقرر ہیں"(۱۱)

معجزاتی مراجعت :

(قرآن اور حدیث کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ یہ معجزاتی مراجعت قرآن حکیم کے شماریاتی اعجاز کو چار چاند لگا رہی ہے اور واضح کر رہی ہے کہ یہ بنی نوع انسان کی وسعت اور فہم و فراست سے بالاتر ہے۔ جو اس امر کا بین ثبوت ہے کہ یہاں کتاب منزل من اللہ ہے اور بغیر کسی تحریف ورد و بدل کے موجود ہے جس کی نگرانی کا اہتمام و عزم خالق حقیقی نے اپنے ذمے لے رکھا ہے۔)

احادیث سے یہ تاریخی ثبوت فراہم ہوتا ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام پہلی وحی میں سورہ علق کی پہلی پانچ آیات لے کر آئے۔ یہ سورہ آخری جانب سے انیس نمبر ہے۔ طویل انقطاع کے بعد سورہ مدثر کی آیات وہاں تک نازل ہوئیں جن میں انیس کا تذکرہ ہے۔

تفصیل تسمیہ :

تسمیہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ انیس حروف پر مشتمل ہیں۔ اس میں چار الفاظ ہیں اسم' اللہ' رحمٰن' اور رحیم اور یہ چاروں الفاظ قرآن حکیم میں ایسی تعداد میں استعمال ہوتے ہیں کہ یہ

Marfat.com

سب علیحدہ علیحدہ اور اجتماعی طور پر انیس پر تقسیم ہو جاتے ہیں۔ لفظ اسم ۱۹ مرتبہ لفظ اللہ ۲۶۹۸ یعنی ۱۴۲x۱۹ مرتبہ لفظ رحمٰن ۵۷ یعنی 19x3 مرتبہ اور رحیم ۱۱۴ یعنی 19x6 مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

منبع ہدایت :

بسم اللہ کے انیس حروف کا قرآن حکیم میں اس ترتیب سے استعمال ہونا کہ وہ سب کے سب انیس پر تقسیم ہوتے ہیں' قدرت کا یہ انداز بیان شاعرانہ تعلّی نہیں بلکہ نور ہدایت کا منبع و مرکز ہے۔ اس پر حقیقت پسندانہ نظر ڈالنے سے جو جواب ابھر کر سامنے آتے ہیں وہ تین ہیں :

اولاً اتفاقی و حادثاتی مظاہرہ

کیا یہ مظاہرہ اتفاقی و حادثاتی ہے ؟ امکانات کی حد تک اگرچہ اس سے انکار ناممکن ہے لیکن تسمیہ کا صرف چار الفاظ پر مشتمل ہونا اور ان سب کا اسی ترتیب سے مستعمل ہونا بہر حال ناممکن ہے۔

دنیا میں قرآن حکیم کے علاوہ کوئی ایسی کتاب موجود نہیں جس میں دو لفظوں کو اس انداز سے دہرایا گیا ہو جو یکساں طور پر تقسیم ہو جائیں۔

یقین جانیے اب تک ایسا نہیں ہو سکا اور نہ قیامت تک ایسا ہو پائے گا۔ لہذا قرآن حکیم کا حضور ﷺ کا ابدی و ازلی معجزہ ہونا اور منزل من اللہ ہونا بالکل واضح ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

ثانیاً- قوت ملکیہ و فکریہ کا اعجاز :

کیا اسے حضور علیہ السلام کی قوت ملکیہ و فکریہ کا اعجاز قرار دیا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی قوت عاقلہ وباصرہ کو بروئے کار لا کر ایسا کر دیا ہو جیسا کہ اقوام غیر مسلم کہا کرتی ہیں- کاش کہ انہیں ذرا سی سوجھ بوجھ ہوتی- کیا ساتویں صدی کا ایک شخص جو نہ پڑھ سکتا ہو نہ لکھ سکتا ہو علم الحساب میں اس قدر اہلیت کا حامل اور تنقیحات و تصریحات میں کامل ہو سکتا ہے- ہر گز نہیں کائنات کا ایسی کتاب، جو شماریات میں محیر العقل طریقہ سے مربوط اور مضبوط ہو پیش کرنے سے قاصر ہونا از خود اس بات کی دلیل ہے کہ (یہ کتاب قوت بشری سے خارج ہے- بالفرض یہ تالیف محمدی ہو تو آپ ﷺ اس کے شماریاتی اعجاز کو ضرور بیان کرتے- آپ ﷺ کا ایسا نہ کرنا اور اس حقیقت کا چودہ سو سال بعد منکشف ہونا واضح کر رہا ہے کہ یہ معجزاتی انضباط و انصرام قوت بشری سے ماورا اور بالاتر ہے-)

ثالثاً غیر بشری قوت کی جلوہ گری :

(آخری امکانی جواب یہ ابھرتا ہے کہ یہ سب کچھ مخفی و غیر بشری قوت کی جلوہ گری اور اسی کی کرشمہ سازی ہے- جس نے قرآن حکیم کو فصاحت و بلاغت میں بام عروج تک پہنچایا ہے، اسی نے شماریاتی تنظیم بھی تعجب انگیز انداز میں فرمائی ہے اور اسی قوت نے اس بے نظیر و بے مثال کلام کو پیغمبر انسانیت حضرت محمد ﷺ کے قلب اطہر پر نازل فرمایا-)

حروف مقطعات :

تسمیہ کی مانند حروف مقطعات کی مجموعی اور انفرادی کیفیت معجزانہ انداز میں ہر

Marfat.com

سورت میں ایسے مذکور ہوئی ہے کہ اس کی مجموعی اور انفرادی تعداد انیس پر تقسیم ہوتی ہے۔مثلاً ق سورہ شوریٰ اور سورہ ق میں ابتدائی حرف کے طور پر استعمال ہوا ہے۔اس کی تعداد دونوں میں ستاون ستاون ہے۔جو کہ انفرادی اور اجتماعی انداز میں 19 پر تقسیم کو قبول کرتی ہے۔

حیرت انگیز حقیقت :

قرآن حکیم میں لوط کا ذکر بارہ دفعہ آیا ہے۔سورہ ق میں اخوان لوط اور دیگر مقامات پر قوم لوط ہے۔یہ اختلاف انداز نفس کلام پر مشتمل ہونے کے علاوہ دقیق نکتہ بینی اور صداقت پر دال ہے۔لفظ اخوان کی بجائے قوم اختیار کرنے میں لفظ ق کی تعداد اٹھاون ہو جاتی ہے۔جو انیس پر نا قابل انقسام ہوتی اور شماریاتی اعجاز کے خلاف ہوتی۔

لفظ ق کی خصوصیت :

لفظ ق کی تعداد تقسیماتی اعجاز کے علاوہ ایک اور اعجاز کو بھی ثابت کر رہی ہے۔وہ یہ ہے کہ اس کی مجموعی تعداد 114 ہے۔یہ تعداد بتلا رہی ہے کہ قرآن حکیم کی کل سورتیں 114 ہیں کم و بیش نہیں۔نیز اس کا عدد انیس (19) سے رابطہ بالکل عیاں ہے۔

مزید برآں ص اعراف اور مریم میں 152 دفعہ آیا ہے۔سورہ اعراف کی آیت نمبر 69 میں بصطہ آیا ہے۔یہ عربی میں ص سے کہیں بھی مستعمل نہیں ہوا۔دراصل یہ س سے ہے۔اس میں ص کے آنے میں بھی یہ نکتہ ہے کہ اس سورہ میں ص کی تعداد اسے شامل کر کے 152 ہے جو کہ انیس پر تقسیم ہوتی ہے ورنہ 151 رہ جائے گی جو انیس پر نا قابل تقسیم ہو گی۔

حروف مقطعات کی معجزاتی ترکیب :

حروف مقطعات میں مستعمل حروف تہجی کی تعداد 14 ہے وہ یہ ہیں۔

ا' ح' ر' س' ص' ط' ع' ق' ک' ل' م' ن' ہ' ی' ان حروف سے بنائے جانے والے سیٹ کی تعداد بھی 14 ہے: ق' ن' ص' طٰہٰ' یٰس' طس' حم' الم' الر' المر' طسم' عسق' المص' کھیعص یہ الفاظ جن سورتوں میں استعمال ہوتے ہیں ان کی تعداد انتیس ہے ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:-

البقرہ' آل عمران' الاعراف' یونس' ھود' یوسف' ابراہیم' الحجر' مریم' طہٰ' الشعراء' النمل' القصص' العنکبوت' الروم' لقمان' السجدہ' یٰس' ص' المومن' حم السجدہ' الشوریٰ' الزخرف' الدخان' الجاثیہ' الاحقاف' ق' القلم۔ تعداد حروف' تعداد مجموعہ حروف اور ان سورتوں کی تعداد میں یہ حروف استعمال ہوئے ہیں' ستاون بنتے ہیں۔

14+14+29=57 یہ مجموعی یعنی ستاون بھی انیس پر مساوی منقسم ہوتا ہے۔

حیرت انگیز کارنامہ :

قرآن حکیم کے اس حیرت انگیز کارنامے تک رسائی انتہائی دماغ سوزی' عرق ریزی اور صمیم قلب کے ساتھ شبانہ روز کی محنت وکاوش کا ثمر ہے۔

(انسان اس شماریاتی یکسانیت اور مساوات کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ جاتا ہے اور اس حیران کن تاریخی اور عظیم معجزہ کی حقانیت وصداقت کا اقرار کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔)

Marfat.com

خلاصہ

سابقہ دلائل قاطعہ وبراہین ساطعہ سے واضح ہو گیا کہ قرآن حکیم کے الفاظ اللہ تعالیٰ کے الفاظ ہیں نیز یہ حقیقت بھی منکشف ہوئی کہ قرآن حکیم تحریف و تنسیخ سے بھی مبرا ہے اور اس میں کسی قسم کی کوئی قطع وبرید نہیں ہوئی اور نہ اس کا کوئی حصہ ضائع ہوا۔

معوذتین آخیر میں ہونا اور ان سے قبل سورہ اخلاص کی موجودگی غیر مختلف فیہ ہے سورہ اخلاص میں لفظ اللہ استعمال ہوا ہے۔جب کہ معوذتین میں یہ لفظ استعمال نہیں ہوا۔ لفظ اللہ تمام قرآن پاک میں 2698 مرتبہ استعمال ہوا ہے۔یہ بھی 142x19 کا حاصل ضرب ہے۔اگر قرآن حکیم میں کسی قسم کی قطع وبرید ہوئی ہوتی تو یہ تناسب ختم ہو جاتا اس تناسب کی موجودگی میں ہم دعویٰ کرنے میں حق بجانب ہیں کہ قرآن معجزہ رسول ہے اور تمام نوع انسانی کے لیے رہنما ہے۔ نیز یہ وہی کلام ہے جس کی حفاظت کا ذمہ خود احکم الحاکمین نے لیا ہے۔چنانچہ فرمایا: انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون-(12) بے شک یہ کتاب نصیحت ہم نے اتاری اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

مستعمل حروف کا محیر العقول نقشہ آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں اور قرآن مجید کو منزل من اللہ تسلیم کرنے میں جھجک اور تاخیر روا نہ رکھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن کے مطالعہ و تحقیق سے اس کی نفاست تحریر پر عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ نہ صرف ایک ہی سورت میں ان الفاظ کی تعداد 19 کا حاصل ضرب بنتی ہے بلکہ جب ایک جیسے حروف کی تعداد کا شمار انفرادی یا اجتماعی طور پر کیا جائے تو ان کا حاصل جمع بھی 19 کا مکسور بن جاتا ہے۔ بالفاظ دیگر ان کو افقی یا عمودی اشکال میں تحریر کر کے جس طرف سے چاہیں شمار کریں انیس (19) پر تقسیم ہو جاتا ہے۔

مجموعی اعداد و شمار

(عمودی)

کل الف	17499=	19x921=
کل ل	11780=	19 x620
کل م	8683=	19x457=
کل ر	1235	19x65
کل س	152	19x8=
کل ح	304=	19x16
کل الم	3762=	19x198=
کل الر	39197=	19x2063
کل المص	38114=	19x2006=
کل طس	494=	19x26=
کل طسم	9177=	19x483=
کل طہ	589	19x31=
کل حم	8987=	19x473=
کل یس	969=	19x51=
کل عسق	722=	19x38
کل کھیعص	798=	(19x42=)افقی
کل ق	114=	19x6=

کل ن	133=	19x7=
کل ص	152=	19x8=
کل طہ	342=	19x18=
کل یس	285=	19x15=
کل طس	494=	19x26=
کل حم	2166=	19x114=
کل طسم	1444=	19x76=
کل عسق	209=	19x11=
کل الم	26676=	19x1404=
کل الر	9709=	19x511=
کل المص	5358=	19x282=
کل المر	1501=	19x79=
کل کھیعص	798=	19x42=
میزان	49381=	19x2599=

حوالہ جات :

-1 القرآن سورۃ العنکبوت 51:29
-2 ایضاً سورۃ النساء 82:4
-3 ایضاً سورۃ النحل 103:16

Marfat.com

4- ایضاً سورہ البقرۃ 257:2

5- ایضاً سورۃ الحجر 94:15

6- ایضاً سورۃ آل عمران 93:3

7- ایضاً سورۃ ھود 13:11

8- ایضاً سورۃ البقرہ 23:4

9- ایضاً سورۃ بنی اسرائیل 88:17

10- ایضاً سورۃ زمر 23:39

11- ایضاً سورۃ المدثر 30-26:74

12- ایضاً سورۃ الحجر 9:15

Marfat.com

قرآن اور عسکری تعلیم

مسلمان سپاہی :

جب ذکر مسلمان سپاہی کا آتا ہے تو بات بہت لمبی ہو جاتی ہے۔ سب سے پہلی بات جو قرآن نے ہمیں ذہن نشین کرائی ہے یہ ہے کہ ہر مسلمان اللہ کا سپاہی ہے۔ قرآن پاک ایسے گروہ انسانی کی مقدس کتاب ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے حزب اللہ (اللہ کا گروہ یا فوج کہا ہے)۔ اس فوج کے لیے قرآن میں جگہ جگہ جنگ کی غیر متبدل قدریں بیان کی گئی ہیں جہاں تک حرب وضرب کا تعلق ہے اسلام نے ہر مومن پر جہاد فرض کیا ہے۔ اس فرض کو اسی صورت میں نبھایا جا سکتا ہے کہ مسلمان حرب وضرب کے جدید تقاضوں سے آگاہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کسی مومن کا یہ عذر ہرگز قبول نہیں کرتا کہ وہ لڑائی کے طریقوں سے بے خبر ہے یا وہ ہتھیار کے استعمال سے ناواقف ہے جنگ ستمبر میں آپ نے دیکھ لیا ہے کہ قوم کی حیثیت تماشائی کی نہیں تھی بے شک باقاعدہ فوج کو اپنے پیشے میں مہارت حاصل کرنی پڑتی ہے لیکن قوم کے ہر فرد کو سپاہی کا کردار ادا کرنا پڑتا ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر فرد فوج کے دوش بدوش لڑے۔ آج کے دور کی جنگ کے کئی ایک محاذ ہوتے ہیں۔ پورا ملک ایک قلعہ بن جاتا ہے۔ جس کے دفاع کے لیے ہر شہری ایک سپاہی کا کردار ادا کرتا ہے۔

اسلام میں جہاد کا مقصد :

قرآن کریم کے عطا کردہ نظام عسکریت کو اگر موجودہ زمانے کے پیمانوں سے ناپا جائے تو وہ صرف پورا ہی نہیں اترتا بلکہ اسے جدید فن حرب وضرب کے بہت سے پہلوؤں سے بہتر قرار

Marfat.com

دیا جا سکتا ہے۔

اسلامی جہاد کسی ذاتی عناد یا مفاد یا قومی نفرت کے باعث نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اس کا واحد مقصد مخلوق خداوندی کو طاغوتی طاقتوں سے آزاد کرانا اور شیطنت کے شر و فساد کو ختم کرنا ہے۔ لہذا مومن کے لیے جنگ رحمت خداوندی کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے برعکس غیر مسلموں کے لیے جنگ؛ ملک گیری و غارت گری کا موجب بنتی ہے۔ دوم جہاد میں شریک ہونے والے مومنین کو خدا نے حیات جاودانی کی بشارت دی ہے:

ام حسبتم ان تدخلو الجنة ولما یعلم الله الذین جاهدوا منکم و یعلم الصٰبرین۔(1)

ترجمہ: کیا گمان کیا تم نے یہ کہ داخل ہو جائیں گے بہشت میں حالانکہ ابھی نہ ظاہر کیا اللہ نے ان لوگوں کو کہ جہاد کرتے ہیں تم میں سے اور ابھی نہ ظاہر کیا صبر کرنے والوں کو۔

قرآن کریم نے جنت کا راستہ واضح طور پر بیان فرما دیا ہے اور یہ راستہ صرف اللہ کے سپاہی کے لیے کھلا ہے۔ سرکار دوعالم نے یہ فرما کر اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔
الجنة تحت ظلال السیوف۔(جنت تلواروں کی چھاؤں میں ہے)

ان الله اشتری من المومنین انفسهم واموالهم بان لهم الجنة یقاتلون فی سبیل الله فیقتلون و یقتلون(2)

"بے شک اللہ نے خرید لی ہیں مومنوں سے جانیں ان کی اور مال ان کے جنت کے

Marfat.com

بدلے وہ لڑائی کرتے ہیں اللہ کی راہ میں، پس مارتے بھی ہیں اور جانیں بھی دیتے ہیں۔"

جنگ شاہان جہاں غارت گری است
جنگ مومن سنت پیغمبری است
جنگ مومن ہست ہجرت سوئے دوست
ترک دنیا اختیار کوئے دوست

عسکریت کی بنیادی قدریں:

قرآن نے حرب و ضرب کی بنیادی قدریں قائم کر دی ہیں جن کی پیروی کر کے اللہ کی فوج دو دھاری تلوار بن جاتی ہے اور جس سے ٹکرا کر باطل کی ہر قوت ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے۔ مومن دنیاوی ساز و سامان کی بجائے اللہ پر توکل کرتا ہے اور اس کا ایمان خیبر شکنی کی قوتیں پیدا کرتا ہے۔ جو کوئی اپنے آپ کو اللہ کا سپاہی کہتا ہے لیکن قرآن کریم کی قائم کی ہوئی قدروں سے اپنے آپ کو ناواقف رکھتا ہے، وہ میدان جنگ میں یقیناً بہانے تراشے گا اور پیٹھ دکھائے گا۔ ایسے لوگوں کے لیے خداوند تعالیٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا ہے:

استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مره فلن يغفر الله لهم ذلك بانهم كفر وا با الله و رسوله (3)

"آپ ان کے لیے بخشش مانگیں یا ان کے لیے بخشش نہ مانگیں (یکساں ہے) اگر آپ بخشش مانگیں ان کے لیے ستر مرتبہ، تو بھی اللہ ہرگز انہیں معاف نہیں کرے گا۔ یہ اس لیے کہ

Marfat.com

انھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے کفر کیا‘‘

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان سوصوص -(4)

بے شک اللہ محبت کرتا ہے ان لوگوں سے جو لڑتے ہیں اس کی راہ میں جیسے وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔

بنیان مرصوص :

اینٹوں کے انبار کو دیوار نہیں کہا جاسکتا۔دیوار اس وقت بنتی ہے جب اینٹوں کو ایک ترتیب سے جوڑ دیا جاتا ہے۔ قرآن کریم مومنون میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح یگانگت کا خواہش مند ہے۔اس یگانگت میں روحانیت کو بھی شامل کر لیا جائے اور اسے صرف اللہ کے لیے کام میں لایا جائے تو خدا کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ تبھی جماعت مومنین اس قابل ہوتی ہے کہ وہ باطل قوتوں کو للکار سکے۔اللہ کے سپاہی کے کردار میں پختہ عزم اور استقامت بے حد ضروری ہے۔

’’پس جب تو نے پکا ارادہ کر لیا تو پھر اللہ پر توکل کر۔بے شک اللہ توکل کرنے والوں سے پیار کرتا ہے‘‘

قوت ایمانی :

سپاہی کے لیے اسلامی تعلیم کا مرکز ثقل قلب انسانی ہے۔اس سے صحیح معنوں میں مومن تیار ہوتا ہے۔جو ایمان کی قوت کی بنا پر زندگی کی کڑی آزمائشوں سے کامیابی سے گزر جاتا ہے

Marfat.com

ہتھیار اور مشین ذیلی حیثیت رکھتے ہیں۔انہیں استعمال کرنے والوں کو پہلے قوت ایمانی سے مسلح کیا جاتا ہے۔میدان جنگ میں تعداد کی کثرت یا سامان کی فراوانی پر کامیابی کی توقع محض فریب ہوتا ہے۔جیسا کہ ہم نے جنگ ستمبر میں دیکھ لیا کہ انڈین آرمی نے تعداد اور اسلحہ بارود کی افراط کے بھروسے پر حملہ کیا جسے مٹھی بھر پاک فوج نے روک لیا۔یہ قوت ایمانی کا کرشمہ تھا کہ اللہ کا ہر سپاہی سمجھ گیا تھا کہ یہی جہاد ہے جو مجھ پر قرآن کریم نے فرض کر رکھا ہے۔ورنہ مسلسل سترہ دن اور سترہ راتیں ایک لمحے کا آرام کیے بغیر لڑتے رہنا انسانی جسم کے بس کی بات نہیں ہوتی اس کے برعکس دشمن کے پاس تعداد کی اتنی فراوانی تھی کہ اس کے ہر سپاہی کو پورا پورا آرام ملتا رہا تھا۔

قلت و کثرت :

قوت ایمانی کے فلسفے کو قرآن پاک نے یوں بیان کیا ہے:

کم من فیئة قلیلة غلبت فیئة کثیرة باذن الله (6)
کتنی ہی بار چھوٹی فوج بڑی فوج پر غالب آئی ہے اللہ کے حکم سے۔
کفار کو یوں خبردار کیا:

ولن تغنی عنکم فئتکم شیا ولو کثرت وان الله مع المومنین -(7)
(اور تمہیں تمہاری فوج ہرگز کام نہیں آئیگی اگرچہ تعداد میں بہت زیادہ ہو اور اللہ ایمان والوں کے ساتھ ہے)۔

جب تک مسلمانوں میں ایمان کی دولت باقی ہے اللہ کی نصرت ان کے شامل حال ہے اور وہی میدان میں غالب رہیں گے:

Marfat.com

ولا تهنو ولا تحزنوا وانتم الا علون ان کنتم مومنین (8)
(مت بزدلی دکھااور مت غم کراور تم ہی غالب ہو گے اگر تم ایمان رکھتے ہو)

خدا کے سپاہی کا کردار :

دوسری جنگ عظیم کے دوران میں اور اس کے بعد یورپ کے ماہرین جنگ نے تحقیق کی جس میں سپاہیوں کی جسمانی اور نفسیاتی کیفیت کا بھی مطالعہ کیا گیا تھا۔ معلوم ہوا کہ فوج کے صرف دس فیصد سپاہی دل و جان سے لڑتے ہیں اور ہتھیار کی شست باندھ کر گولی چلاتے ہیں باقی نوے فیصد مورچوں میں سر چھپائے اندھا دھند فائرنگ کرتے رہتے ہیں۔ اگر افسر دیکھ رہا ہو تو وہ بھی ذرا ڈھنگ سے لڑنے لگتے ہیں۔ اس کے برعکس اللہ کے سپاہی کی تربیت قوت ایمانی کی بنیاد پر ہوتی ہے جسے یقین ہوتا ہے کہ افسر دیکھ رہا ہے یا نہیں خدا تو ضرور دیکھ رہا ہے۔ لہٰذا وہ اپنے افسر کے لیے نہیں اپنے خدا اور رسولؐ کے لئے لڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کا سپاہی دس گنا طاقتور دشمن پر غالب آجاتا ہے۔

اسلام قرآن کی وساطت سے سب سے پہلے اپنے سپاہی کے دل میں انقلاب برپا کرتا ہے۔ اور اسے اعلیٰ اخلاقی قدروں کا حامل بناتا ہے۔ اس سے ایک ایسا مرد مومن تیار ہوتا ہے جس کا عمل ریاکاری سے پاک ہوتا ہے۔ وہ اپنے کارناموں کی داد انسانوں سے وصول نہیں کرتا بلکہ اس کی نگاہ اپنے مالک حقیقی کی رضا اور خوشنودی پر ہوتی ہے۔

Marfat.com

اخلاق کی قوت :

قرن اول میں ہر کولیس دوم نے دمشق اور گردونواح کے پناہ گزینوں کو اپنے دربار میں طلب کیا اور ان سے پوچھا کہ تم لوگ تعداد اور سازوسامان میں زیادہ ہوتے ہوئے بھی مسلمانوں سے کیوں کر شکست کھا گئے ایک سن رسیدہ آدمی نے جواب دیا کہ مسلمانوں کا اخلاق ہماری نسبت بہت بلند ہے۔ وہ لوگ رات بھر عبادت کرتے ہیں اور دن کے وقت روزہ رکھتے ہیں وہ کسی انسان کے جذبات کو مجروح نہیں کرتے مگر ہم لوگ شراب کے عادی ہیں عہد شکنی کرتے ہیں اور کمزوروں کو دباتے ہیں۔

صبر اور مصابرہ :

اللہ کے سپاہی کے لیے قرآن کریم نے اصول مصابرت تجویز کیا ہے جو میدان جنگ میں کامیابی کا باعث بنتا ہے۔ارشاد ربانی ہے:

یا یھا الذین امنوا اصبروا و صابروا و رابطوا واتقو الله لعلکم تفلحون (9)

اے ایمان والو صبر کرو اور باہم مصابرہ کرو اور جنگی رابطہ رکھو اور ڈرو اللہ سے تاکہ تم فلاح پاؤ۔

اس آیت میں مومن کو تلقین کی گئی ہے کہ وہ انفرادی طور پر خود بھی صبر سے کام لے اور اجتماعی طور پر بھی مصابرہ کرے۔ یعنی تمام مومنین ایک دوسرے کا ساتھ دیں اور حوصلہ بڑھائیں۔ یہاں صبر سے مراد چپ کر کے بیٹھنا نہیں بلکہ میدان جنگ میں ثابت قدمی اختیار کرنا ہے۔

Marfat.com

ایسا بھی ہوا ہے کہ کئی مرتبہ مٹھی بھر مجاہدوں نے بہت بڑے اور شدید حملے کو روک لیا۔آج کل طیاروں کی گرج توپوں اور ٹینکوں کے دھماکوں اور بے تحاشہ گولہ باری سے دشمن کا یہی مقصد ہوتا ہے کہ حریف کو دفاعی مورچے چھوڑ دینے پر مجبور کر دیا جائے خواہ حریف کا ایک سپاہی بھی کام نہ آئے۔اکثر دیکھا گیا ہے کہ شدید گولہ باری کے محض دھماکوں ہی سے اگلے مورچوں کی پیادہ فوج بھاگ کھڑی ہوتی ہے۔کیونکہ سپاہیوں کے اعصاب مسلسل چکنا چور ہو جاتے ہیں۔یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جو سپاہی مورچوں میں دبے رہے' زخمی نہیں ہوئے اور زخمی وہی ہوئے جو اندھا دھند بھاگ کھڑے ہوئے۔اصول مصابرہ پر عمل کرنے والی فوج بھاگا نہیں کرتی۔

جنگ ستمبر میں کئی محاذوں پر کئی بار دشمن نے گھنٹہ گھنٹہ بھر توپخانے کے گولوں کی بارش برسائے رکھی اور دشمن نے اس توقع پر ٹینک اور پیادہ دستے آگے بڑھا دیے کہ پاکستانی مورچے یا تو خالی ہو گئے ہوں گے۔یا تمام جوان بیکار ہو چکے ہوں گے۔لیکن دشمن کو خلاف توقع منہ کی کھانی پڑی اور اس کی تمام تر گولہ باری ضائع ہو گئی۔یہ قوت ایمانی کے ساتھ ساتھ اصول مصابرہ کا کرشمہ تھا۔

وہ مرد مجاہد جس نے اپنی زندگی کو قرآنی آیات کے مطابق ڈھال لیا ہو اس پر فن حرب و ضرب کے اسرار و رموز خود بخود کھل جاتے ہیں۔اور وہ فطرت کے اس قدر قریب ہو جاتا ہے کہ میدان کار زار میں اس کا کوئی قدم اور کوئی وار غلط نہیں پڑتا۔اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے کہ والذین جاھدوا فینا لنھد ینھم سبلنا (جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں ہم ان کو خود راہ دکھائیں گے)

حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح حضرت سعد بن ابی وقاصؓ حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت

Marfat.com

عمرو بن العاص مسلمانوں کے وہ جلیل القدر جرنیل گزرے ہیں جنہوں نے مشرق و مغرب کو فتح کیا مگر کسی فوجی کالج یا اکادمی میں حربی تعلیم و تربیت حاصل نہیں کی انہوں نے لڑائی کی وہ مثالیں پیش کیں جو رہتی دنیا تک حربی ماہرین کے لیے روشنی کے میناروں کی حیثیت رکھتی ہیں۔ فی سبیل اللہ جنگ میں اللہ کے حکم سے تمام خدائی غیر مرئی طاقتیں مسلمانوں کی پشت پناہی پر اتر آتی ہیں مگر یہ نصرت الٰہی صرف ایسی فوج کے مقدر میں آتی ہے جو خالص اسلامی مقاصد کے لیے لڑ رہی ہو وہ لوگ اس رحمت خداوندی سے محروم رہتے ہیں جن کی زبان پر تو اسلام کا دعویٰ ہوتا ہے لیکن عملاً دشمنان اسلام کی پیروی کرتے ہیں۔

تیار رہو:

اللہ کے سپاہی پر لازم ہے کہ وہ اپنے آپ کو جانے دشمن کو پہچانے ملک کی سرحدوں پر نظر رکھے بھارت نے پاکستان کو ختم کرنے کے لیے، بے پناہ اسلحہ بارود اکٹھا کرنا شروع کر دیا ہے۔ وہ عسکریت کا ایسا ڈھانچہ تیار کرنے میں مصروف ہے جس کے متحمل اس کے معاشی وسائل زیادہ دیر تک نہیں ہو سکیں گے۔لہذا صاف پتہ چل رہا ہے کہ وہ طاقت کے زور پر اپنے چند ایک معاشی مسائل حل کرنا چاہتا ہے۔پاکستانیوں کو اس معاملے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہونا چاہیے اقوام متحدہ یا کسی اور دنیاوی طاقت پر تکیہ بہت بڑی خود فریبی ہے۔ ہم صرف اپنے خدا اپنی قوت ایمانی اور استقلال اور اپنے ذرائع اور وسائل، محنت و جانفشانی پر بھروسہ کر سکتے ہیں۔اور ہمارے لیے قرآن کریم ہی مشعل راہ ہے۔ ہم خدا پرستانہ جذبے سے اپنے آپ کو مضبوط بنائیں اور اپنے ذرائع اور وسائل سے کام لے کر دفاع کے ضروری سازوسامان تیار کریں جیسا کہ قرآن نے باربار تاکید کی ہے۔

Marfat.com

برصغیر میں فتح علی خان ٹیپو کے بعد کوئی ایسا مسلمان پیدا نہیں ہوا جسے فن حرب و ضرب کا ماہر کہا جاسکے-اس فن سے لا علمی اور قرآن کو نظر انداز کردینے کی وجہ سے 1967ء میں عربوں نے یہودیوں سے شکست کھائی-تاحال اپنے علاقے واپس نہیں لے سکے۔

اللہ کا شکر ہے کہ ستمبر 1965ء میں پاکستان کے سپاہی نے ثابت کردیا کہ مسلمان کے سینے مین قرآن کا چراغ ابھی جل رہا ہے-تاہم ساری قوم کو اللہ کی فوج بنانا ابھی باقی ہے اور اللہ کے سپاہی کے مثالی کردار میں قرآن کریم کی کرنیں ڈالنا لازمی ہے-

قرآن میں سپاہی کی تصویر :

صلح ہو یا جنگ ٗ سفر ہو یا حضر ٗ سیاست ہو یا اقتصادیات ٗ علم کی تحصیل ہو یا اس کا استعمال جہاں کہیں انسانی معاشرے کے کسی اجتماعی پہلو پر روشنی حاصل کرنی ہو ٗ جنہوں نے اللہ کی حاکمیت کو قبول کیا ہے ان پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ سب سے پہلے رشد و ہدایت کے سرچشمہ قرآن عظیم کی جانب رجوع کریں-اور پھر اس ہادی برحق کے اعمال و اقوال کی روشنی سے اپنے راستوں کو منور کریں جن کے ذریعے یہ احکام نازل ہوئے تھے-اگر انہوں نے یوں نہ کیا تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اللہ کی حاکمیت کے اعتراف اور ایمان کا جو دعویٰ وہ کرتے ہیں اس کے اقرار زبانی اور تصدیق قلبی میں تطابق کا فقدان ہے-ایسے ہی مواقع کے لیے ارشاد ہوا ہے-

''تم ایسی بات کیوں کہتے ہو جس کے مطابق عمل نہیں کرتے'' (10)

جنگ نہایت درجہ اجتماعی عمل ہے-اس کی تیاری اس کے لیے افراد کا چناؤ ٗ چنے ہوئے

خوش بخت افراد کی تربیت ان افراد یعنی افواج کے لیے ہتھیاروں کی ایجاد و ساخت، فراہمی و حفاظت افواج اور ان کے ہتھیاروں اور گولہ بارود کی مناسب نقل و حرکت اور دوسرے متعدد امور اجتماعی سطح پر ہی انجام پا سکتے ہیں۔اس اجتماعی اہمیت کے ساتھ ساتھ فرد کے مقام کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔اس لیے کہ معاشرے کی اساس ان افراد کی ذہنی وبدنی ساخت پر ہے۔جنہیں باہم یکجا ہو کر اس معاشرے کی تشکیل کرنا ہوتی ہے۔لہٰذا ضروری ہے کہ سپاہی کے کردار کو صحیح اسلامی خطوط پر استوار کیا جائے تاکہ ان احکامات کو ہمہ وقت زیر نظر رکھا جاسکے۔اور ان پر کماحقہ عمل کیا جائے جو اس کو انفرادی یا اجتماعی حیثیت سے دیئے گئے ہیں۔افواج کی اجتماعی حیثیت سے متعلق وہ احکام ہیں جو منصوبہ بندی اور کمان کے دوسرے تمام پہلوؤں پر حاوی ہوتے ہیں۔

جنگ سے متعلق احکام پر غور کرنے سے قبل چند ایسے اعتقادات اور احکامات پر روشنی ڈالنا ضروری ہے جو جنگ کے علاوہ بھی مسلمانوں کے دوسرے اجتماعی مسائل سے تعلق رکھتے ہیں سب سے پہلے تو یہ دیکھنا ہے کہ ملت اسلامیہ کے وجود کا مقصد کیا ہے جس مقصد کے لیے اللہ تبارک و تعالٰی نے مسلمانوں کو مامور کیا وہی مسلمان ملت کا مقصد حیات ہے اور اسی مقصد حیات کی تکمیل کے لیے مسلمان سپاہیوں پر مشتمل لشکر میدان جنگ کا رخ کر سکتا ہے ۔علامہ اقبال نے خوب کہا تھا۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

خیال رہے کہ نیکی پر قائم رہنے اور نیکی کا حکم دینے والے سپاہی کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ پر ایمان رکھتا ہو ورنہ خود اس کے گمراہ ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ محدود عقل کے لیے عقل

کل کی مدام اور مستقل رہبری کی ضرورت کو تسلیم کرنا ازبس ضروری ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مسلمانوں کو عدل و انصاف کی تلقین بار بار کرتے ہیں اور یہاں تک حکم دیتے ہیں کہ دوسری قوموں کی ناراضگی کا خوف نہ کرنا اور عدل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا ہی ہمارے اسلامی معاشرے کا جزو لاینفک ہے۔

تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایماندار رہے -(11)

اس لیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کسی کا عمل ضائع نہیں کرتا- چنانچہ ارشاد ربانی ہے: "میں کسی محنت کرنے والے کی محنت ضائع نہیں کرتا" (12)

مسلمان ملت کے مقصد حیات کی وضاحت کے بعد ہم ان احکامات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جن پر عمل کے بعد ہی مسلمان سپاہی کا معیاری کردار وجود میں آسکتا ہے۔

جنگ جانی خطرات اور مالی نقصانات کا مجموعہ ہے ظاہر ہے کہ سپاہی کے لیے خطرات کا مقابلہ کرنے اور مالی نقصانات برداشت کرنے کا مادہ اپنے اندر پیدا کرنا ازحد ضروری ہے- ہر انسان کو اپنی جان پیاری ہوتی ہے- ہر انسان اپنے مال و اسباب کو محفوظ رکھنا چاہتا ہے- ہر انسان اپنے عزیز و اقارب اور اپنے بیوی بچوں سے قریب رہنا چاہتا ہے- مگر اس کے باوجود وہی انسان اپنے اندر سپاہی کے خصائل پیدا کر سکتا ہے جو یہ انسانی جذبات رکھتے ہوئے بھی بوقت ضرورت ان سے بے نیاز ہونے کے قابل بن چکا ہو- اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں مسلمانوں میں صحیح سپاہی کے خصائل پیدا کرنے کی غرض سے ایسے احکامات دیئے ہیں جن پر ایمان لانے کے بعد انسان اس زندگی کی تحریصات آلودگیوں اور آلائشوں کو زیادہ وقعت نہیں دیتا- کلام ربانی کی چند آیات ملاحظہ ہوں:

Marfat.com

ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے پھر تم ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے -(13)

اس دنیا کی بے ثباتی اور حیات بعد الممات کی اہمیت اس سے زیادہ فصیح وبلیغ طریقے سے ادا ہونا نا ممکن ہے ارشاد ربانی ہے-

دنیا کی زندگی کیا ہے ؟ کچھ بھی نہیں سوائے کھیل اور جی بہلانے کے اور وہ جو گھر بعد کا ہے وہ بہتر ہے ان کے لیے جو اللہ سے ڈرتے ہیں: اور پھر موت کی تمنا کرو اگر تم (اپنے دعوے میں) سچے ہو(14)

زندگی کے تسلسل اس دنیا کی محدود مدت اور ناپائیداری کے بعد جو تربیت دی گئی ہے وہ راہ راست پر رہنے اور عالم انسانی میں عدل وانصاف قائم رکھنے والی ملت کے افراد ہی کے بس کی بات ہے- جب معرکہ حق وباطل بپا ہو جائے تو پھر ثابت قدمی ہی فرد اور جماعت کو کامیابی سے ہمکنار کر سکتی ہے- نہایت واضح الفاظ میں ارشاد ہوا ہے:

اے ایمان والو ثابت قدم رہو اور مقابلے میں مضبوط رہو اور آپس میں ملے رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ -(15)

دوسری جگہ اس سے بھی واضح الفاظ استعمال ہوئے ہیں- فرمایا:

جب تمہاری کافروں کے ساتھ میدان جنگ میں مڈبھیڑ ہو جائے تو ان کی جانب ہر گز پیٹھ نہ پھیرنا -(16)

اس کے علاوہ دسویں پارے میں ہے کہ "تم جہاد کی تیاری جاری رکھو اور دشمنوں کے

Marfat.com

دل میں ہیبت طاری کروا پنی تیاری سے" دشمن کی جانب سے منہ موڑنا شکست تسلیم کر لینے کے مترادف ہوتا ہے اور شکست تسلیم کر لینے کے معنی ہوتے ہیں کہ انسان اپنے مقصد حیات اور اپنے نظام حیات کے مطابق زندگی بسر کرنے کے ارادے سے دستبردار ہو گیا ہے یعنی اگر وہ دعویٰ کرتا ہے کہ مسلمان ہے اور مسلمان ہوتے ہوئے لشکر کفار کے سامنے سے بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور شکست تسلیم کر لیتا ہے تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ وہ اپنے دعویٰ اسلام سے دست بردار ہو رہا ہے۔اسی لیے کہا گیا ہے کہ غلامی کی زندگی اور غیر اسلامی قوانین کے قبول کرنے سے مسلمان مسلمان نہیں رہتا۔یہی وجہ ہے کہ بعد کی آیت میں میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہونے والے مسلمان کے لیے سخت عذاب کی وعید ہے۔"اور جو کوئی اس دن ان کی جانب پیٹھ دکھائے گا سوائے تدبیراتی کام کے لیے (لڑائی کی چال کے لیے یا تزویراتی (Strategic) نقطہ نظر سے تاکہ اپنی فوج کے دوسرے حصے سے جا ملے) تو اس نے اللہ کا غضب حاصل کیا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے"۔(17)

دنیا کی بے ثباتی اور بے بضاعتی کا درس دینے کے بعد صبر واستقلال اور یقین محکم کی تلقین کی گئی ہے اور پھر بتایا گیا ہے کہ اگر یوں نہ کرو گے تو اپنے دعویٰ اسلام سے منحرف ہو جانے کے خطرے سے دوچار ہو جاؤ گے۔اور پھر تمہارا ٹھکانا وہی ہو گا جو منکروں کا ہوا کرتا ہے۔اور پھر یہ بھی بتایا ہے کہ ثابت قدم رہنے کے لیے اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتے رہو تاکہ تم مشکل مقامات پر ثابت قدم رہو:

"اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخش دے اور ہمارے کاموں میں جو زیادتی ہم سے ہوئی ہے (وہ بھی بخش دے) اور ہمارے قدم جمائے رکھ اور کافروں کی قوم کے خلاف ہماری مدد فرما" (18)

ثابت قدمی کی اہمیت کو سپاہی کے قلب وذہن پر بٹھائے رکھنے کے بعد لڑنے کے انداز کو نہایت مختصر مگر بلیغ پیرائے میں یوں بیان فرمایا ہے:

"یقیناً اللہ ان سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں صف باندھ کر جنگ کرتے ہیں اس طرح جیسے سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوتی ہے" -(19)

اس آیت کے مکمل مفہوم پر روشنی ڈالنے کے لیے میرے قلم میں وہ روانی اور بلندی نہیں جس سے اس کے تمام پہلو ظاہر ہو سکیں۔صرف اتنا ظاہر کرنا ضروری ہے کہ اس آیت میں انضباط، پامردی، ہمت استقلال، تدبیرات اور تزویرات غرضیکہ میدان جنگ میں جن خصائص کی ضرورت ہو سکتی ہے وہ سبھی اس کے تحت آگئے ہیں یہاں تک کہ فی سبیلہ کے الفاظ نے ان مواقع کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے جن کے بغیر کوئی جنگ جہاد کا مقام حاصل نہیں کر سکتی۔

قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلو نکم (20)
اللہ کی راہ میں ان سے جنگ کرو جو تمہارے ساتھ کرتے ہیں۔
ظلم و ستم کے ازالے کے لیے جنگ کرنا بھی جہاد ہے۔
اور تم جنگ کیوں نہیں کرتے جب کہ مظلوم موجود ہیں -(21)

جب مسلمان فوج کا فرد فی سبیل اللہ جہاد کے لیے تیار ہو جاتا ہے اور اس کی تربیت عین اسلامی خطوط کے مطاق ہو جاتی ہے تو پھر اسے لشکر اسلام کی قیادت عظمیٰ میدان جنگ میں روانہ کر سکتی ہے مگر اجتماعی سطح پر اسلام لشکروں کی قیادت عظمیٰ کے لیے بھی اللہ کے بھیجے ہوئے قرآنی احکام کی پابندی ضروری ہے۔ان احکام کی پابندی کے بغیر قرآن کا پیدا کردہ معیاری کردار وجود میں

نہیں آسکتا۔ان احکامات پر کڑی نظر رکھنا اسلامی ممالک کے ارباب بست وکشاد کا اولین فرض ہے۔ اولین حکم جو اس سلسلے میں ہمارے ذہن میں آتا ہے،وہ دفاع ملت سے متعلق ہے ارشاد ہے:

”اے ایمان والوں اپنا دفاع کرلو“ (22)

یہ اجتماعی نقطہ نظر سے حکم دیا گیا ہے -

پوری قوم کو دفاع کی ضرورت سے روشناس کرانے اور قومی رازوں کو غیروں سے چھپائے رکھنے کی تلقین بھی قومی اور ملکی قیادت کی ذمہ داری بن جاتی ہے اور یہ اس وقت ممکن ہے جب قوم کا ہر فرد سپاہی کی خصوصیات کا حامل ہو۔اللہ تعالی کا حکم جہاد ہر فرد کے لیے ہے صرف چند خوش بخت انسانوں کے لیے نہیں۔

یاایھا الذین امنوا کتب علیکم القتال

اے ایمان والو! تم پر جنگ کو فرض کیا گیا ہے۔

گویا یہ حکم ملت کے ہر فرد کے لیے دیا گیا ہے۔ تاریخ عالم میں قومی اور ملی جنگ بلکہ کلی جنگ اس حکم کے بعد ہی وجود میں آئی قومی اور ملی جنگ کا وجود اسلام سے قبل کہیں نظر نہیں آتا۔

یورپ نے تو قومی جنگ کا تصور پہلی بار انقلاب فرانس کے بعد محسوس کیا پامر لکھتا ہے انقلاب فرانس سے پہلے جنگ کے معنی دو بادشاہوں کے درمیان کشمکش کے ہوا کرتے تھے۔ اس واقعہ کے بعد سے جنگ دو قوموں کے درمیان تصادم کی صورت اختیار کرتی جارہی ہے اسی لیے بتدریج کلی شکل اختیار کر رہی ہے۔ اسلام نے پہلے دن ہی سے مسلمان کے ذہن میں جہاد ملی کا جو

تصور ڈالا تھا' اس کے مطابق ملت کے ہر فرد کی جان اور اس کی پوری دولت کو جہاد میں لگانے کی اہمیت پر زور دیا تھا اور اس طرح سے جہاد نے ملی اور کلی صورت اختیار کر لی تھی۔ پامر کی طرح کلاوٹز بھی یورپ کے اس تصور کے متعلق لکھتا ہے کہ یورپ میں عوامی جنگ بیسویں صدی کی پیداوار ہے۔ جنگ کا یہ ملی پہلو ایک طرح کی انسانی مساوات پیدا کرانے کا باعث بنتا ہے۔ اسلام میں یہ مساوات پہلے ہی سے موجود ہے اسی لیے اسلامی جنگوں نے ملی رنگ اختیار کر لیا تھا۔ قرآن کی رو سے جو کردار سپاہی کے اندر پیدا ہوتا ہے اس میں عدل وانصاف سچائی اور راستی کے علاوہ مساوات انسانی کا عنصر بھی ازبس ضروری ہے۔ یورپ نے مسلمانوں سے قومی جنگ کا تصور مستعار تو لے لیا مگر جن وجوہات کی بنا پر نیک افراد پر مشتمل ملت میدان جنگ کا رخ اختیار کر سکتی ہے وہ اصول اسلام قبول کرنے سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ اسی لیے یورپ کی جنگوں کا نتیجہ تباہی وبربادی کے سوا کچھ نہ ہو سکا۔ وقت آگیا ہے کہ اسلامی لشکر آگے بڑھیں اور عالمی سطح پر جنگ کو صرف اور صرف قیام عدل وانصاف کے لیے ایک آلہ اور ایک ذریعہ بنائیں تاکہ جنگ بجائے خود منتہائے مقصود نہ رہے اور امن وسلامتی کا پر اثر ذریعہ بننے تک محدود رہے۔

مسلمانوں کا مقصد حیات عالم انسانی میں عدل وانصاف قائم کرنا ہے۔ اس لیے قیام عدل وانصاف کے لیے میدان جنگ کا رخ کرنے کے بعد دوران جنگ اللہ کے احکام کی پابندی مسلمان لشکروں کا اجتماعی اور انفرادی فرض ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے حالت جنگ میں بھی عدل وانصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا جا سکتا۔ مسلمان سپاہی جب میدان جنگ کا رخ کرتا ہے تو وہ احکام ربانی سے کماحقہ واقف ہوتا ہے اور جنگ کے دوران میں ہر طرح کے ظلم سے احتراز برتتا ہے۔ اور لا اکراہ فی الدین (24) یعنی دین میں کسی طرح کی سختی جائز نہیں پر پوری طرح کاربند رہتا ہے۔ اللہ مسلمان لشکروں سے اس قسم کی حرکتوں کی توقع نہیں رکھتا جو بادشاہوں کے لشکروں میں

Marfat.com

پائی جاتی ہیں۔

جب بادشاہ کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس میں فساد برپا کر دیتے ہیں اور وہاں کے عزت داروں کو ذلیل کرتے ہیں(25)۔

ظلم کرنے والوں کو اللہ سیدھی راہ پر ہرگز نہیں لاتا۔(26)
یقیناً اللہ ظالم قوم کو ہدایت عطا نہیں کرتا۔(27)

فرعون اور اس کے لشکر کا ذکر کرتے ہوئے سورۃ القصص میں ارشاد ہوتا ہے کہ اس نے اور اس کے لشکر نے غرور کیا تھا اور وہ یہ سمجھے تھے کہ انہیں اللہ کی طرف لوٹ کر نہیں جانا۔(28)

پس ہم نے اسے اور اس کی فوج کو پکڑ لیا اور پانی میں پھینک دیا سو دیکھو ظالموں کا خاتمہ کس طرح ہوا۔(29)

میدان کارزار کا ادب یہ تلقین کیا گیا کہ عین میدان کارزار میں چاہیے کہ وہ (کافر) تمہارے اندر سختی محسوس کریں۔(30)

مسلمان لشکر اور اس کے افراد ظلم کا ارتکاب نہیں کر سکتے اس لیے کہ پھر ان کا میدان جنگ کی جانب رخ کرنے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ جنگ کے مقصد کی اہمیت اور اس مقصد سے لشکر کے سپاہی کے واقف ہونے کی اہمیت کو یورپی مصنفین نے بھی قبول کیا ہے۔ ایک یورپی مفکر لکھتا ہے' ایک جمہوری نظام کے ادنیٰ سپاہی تک کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ وہ کون سا اصول ہے

Marfat.com

جس کے لیے وہ اپنی جان قربان کر رہا ہے یہ نظریہ مسلمانوں نے بہت دیر قبل سیکھ لیا تھا مگر چونکہ یورپی جنگوں کی تہہ میں یا توسعت حدود یا توسیع تجارت کا مقصد ہوتا رہا ہے اس لیے ان کی جنگیں انسانیت کو کوئی سبق نہ سکھا سکیں اور وہ صلاح الدین ایوبی کی جنگوں کو تحسین وآفرین کے جذبات سے دیکھنے کے باوجود اس کے معیاری کردار کی گرد کو نہ پہنچ سکے۔ یہ مسلمان لشکر ہی تھے جنہوں نے دنیا کو حق وصداقت اور عدل وانصاف کے قیام کے لیے دست شمشیر گیر بلند کرنے کی مثالیں دکھائیں تھیں اور جن کے لشکروں کے ہر کلمہ گو فرد کو معلوم ہوتا تھا کہ وہ فی سبیل اللہ اپنی جان قربان کر رہا ہے۔ اور فی سبیل اللہ جان کا ہدیہ پیش کرنے والوں کا کردار کس طرح ہونا چاہیے۔

اٹلی کا مشہور مصنف اور سیاسی مفکر مکیاولی اسلامی ممالک سے قرب کی وجہ سے مسلمان سپاہیوں کے جذبہ جہاد کی داستانیں سن چکا تھا۔ اس لیے اس نے یورپ کے لشکر کے سالاروں کے سامنے یہی خیال ان الفاظ میں پیش کیا تھا کہ صرف وہی قوم ناقابل تسخیر فوج پیدا کر سکتی ہے جس کے افراد کو شخصی مفاد سے زیادہ اپنے ملک کی مظبوطی اور بلندی کا خیال ہو اور جو اپنے سیاسی نظریات کے تحفظ کے لیے اپنا سب کچھ قربان کرنے اور جان دینے کے لیے تیار ہو۔

اس سلسلے میں فرانس کے مارشل فاش کے الفاظ بھی خالی از دلچسپی نہیں۔ وہ بھی اسلامی نظریے کی عکاسی کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے جنگ کے مقصد کی قدر و منزلت کے مطابق ہی ان قربانیوں کا یقین کیا جا سکتا ہے جو اس کی قیمت کے طور پر دینی پڑتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ مال و دولت کے لالچ یا ملک گیری کی ہوس کے تحت جو جنگ لڑی جائے اس کے لیے قربانی کا جذبہ اتنا بلند نہیں ہو سکتا جتنا اس شخص کا جس نے میدان جنگ کا رخ اس لیے کیا ہو کہ وہ اللہ کی سرزمین میں اللہ کے حکم کے مطابق عدل وانصاف قائم کرے اور ظلم وستم کی بیخ کنی کرے۔ یہ جذبہ جہاد فی سبیل اللہ تھا

Marfat.com

جس نے اوائل اسلام کے لشکروں کو بے مثل کامیابی عطا کی۔ عصر حاضر کے مورخ طرح طرح کی تاویلیں کرتے رہے ہیں۔ مگر وہ اس سادہ سی بات کو نہیں سمجھ سکے کہ مسلمان لشکروں کے افراد کے کردار کی تشکیل حکم ربانی کے عطا کردہ اصولوں کی بنا پر کی گئی تھی اور ان کی جنگوں کی تہ میں اصول منشائے الہ العالمین موجود تھا اور یہی وجہ تھی کہ ان لشکروں کی فتوحات کی بے پناہ یلغار کو اس دور کی بڑی سے بڑی طاقت بھی نہ روک سکی۔

مسلمان ارباب حل و عقد کے لیے اجتماعی سطح پر چند ایسے احکام دیے جا چکے ہیں جن پر عمل کے ذریعے صحیح سالار لشکر کا کردار وجود میں آتا ہے۔ پہلا حکم جسے ہر وقت نگاہ کے سامنے رکھنا چاہیے وہ یہ ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ دراصل اللہ کی مدد کرنے کا مقام رکھتا ہے۔ حالانکہ مسلمان خود اپنی حفاظت کر رہا ہوتا ہے مگر چونکہ وہ اللہ کی سرزمین میں اللہ کی مخلوق کی نگہداشت کا ذمہ اٹھا چکا ہوتا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ خود اسے اپنی مدد کا نام دیتا ہے۔ اس کے برخلاف غیر اللہ پر ایمان رکھنے والوں کی جنگ خود اللہ کے خلاف جنگ کے مترادف ہے۔ مسلمان جب اللہ کے نام پر اپنے دفاع کے لیے تلوار اٹھاتا ہے تو وہ ایک لحاظ سے اللہ کی مدد کر رہا ہوتا ہے۔

"اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔"(31)

جب مسلمان سالار لشکر اور اس کا لشکر ثابت قدم رہیں گے تو پھر ان کے لیے یہ بھی ممکن ہوگا کہ وہ اللہ کے ایک اور نہایت واضح حکم کی تعمیل کر سکیں۔

پس کفار کی اطاعت مت کرو اور ان کے خلاف نہایت سخت جہاد کرو۔(32)

Marfat.com

کفار کی اطاعت کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ مسلمان قانون اور اپنے نظام حیات کے مطابق زندگی گزارنے سے دست بردار ہو گئے ہیں اور کفار کے خلاف جہاد کرنے سے ڈر گئے ہیں جہاد نہ کرنے کی سزا پوری قوم کی تباہی اور غلامی ہوا کرتی ہے

اگر تم دشمن کے خلاف جہاد کے لیے نہ نکلو گے تو تمہیں وہ نہایت ہی سخت عذاب میں ڈالے گا اور تمہاری جگہ کسی اور قوم کو بدل دے گا اور تم اس کا کچھ بگاڑ نہ سکو گے (33)

قومی غلامی سے بڑھ کر اور کون سی سزا ہو سکتی ہے۔ ملت اسلامیہ کے احیاء اور بقا کے لیے ضروری ہے کہ اس لشکر کے سالاروں کے کردار اس مضبوطی سے تیار کیے جائیں کہ وہ بڑی سے بڑی طاقت کے سامنے ہتھیار ڈالنے اور سر جھکانے سے انکار کر دیں اور آخری سپاہی کے آخری قطرہ خون تک جہاد کو جاری رکھیں۔ جنگ تاحیات ایسا اصول ہے کہ کردار کی پختگی رکھنے والے سپاہی ہی لڑ سکتے ہیں۔ جنگ کے لیے پوری تیاری فرض ہے۔

"ان کے خلاف اپنی پوری استطاعت کے مطابق تیار رہو۔" (34)

البتہ اگر پوری تیاری سے قبل ہی دشمن حملہ کر دے تو پھر تعداد کی کمی یا وسائل کا فقدان جہاد میں حائل نہیں ہو سکتا۔ حکم ربانی ہے:

"(چاہے) ہلکے ہو یا بوجھل جس حالت میں بھی ہو نکل کھڑے ہو اور اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرو۔ تمہارے لیے یہی بہتر ہے۔ اگر تم سمجھدار ہو (تو ایسا ہی کرو گے)"
(35)

اس لیے اگر تم جہاد کے لیے میدان جنگ کا رخ نہ کرو گے تو دشمن تم پر تسلط حاصل کر لے گا اور جب تم نے اس کی اطاعت کر لی تو تم مسلمان بن کر زندگی بسر نہیں کر سکو گے۔

ان تطیعوا الذین کفروا یردوکم علی اعقابکم (36)
"اگر تم نے کافروں کی اطاعت قبول کر لی تو وہ تم کو الٹے پاؤں پھیر دیں گے۔ غیر اسلامی راہوں پر ڈال دیں گے۔"

کم سامانی یا بے سروسامانی میں وہی لشکر جنگ جاری رکھ سکتا ہے جنہیں اپنی صداقت اور اپنے عقیدہ کی صداقت پر ایمان ہو۔ اس لیے کہ جب ایسی جنگ میں شرکت کی جائے تو پھر پس نشینی یا عقب روی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مسلمان لشکروں اور لشکر سالاروں کے کردار کو جن خطوط پر استوار کیا جاتا ہے ان خطوط کے حامل لشکری اپنے سامنے صرف دو ہی راستے دیکھ سکتے ہیں۔ ان دو راستوں کی نشاندہی قرآن حکیم میں بھی کر دی گئی ہے۔ ارشاد ہے۔
پس وہ قتل کر دیے جاتے ہیں یا قتل ہو جاتے ہیں (37)

تیسرا راستہ یعنی ہتھیار ڈالنے اور شکست تسلیم کر لینے والا راستہ ان کی تربیت کے دوران میں انہیں سمجھایا ہی نہیں جاتا۔
ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

ومن یقاتل فی سبیل اللہ فیقتل او یغلب (38) اور جو اللہ کی راہ میں جنگ کرتا ہے وہ یا تو مارا جاتا ہے یا غالب آجاتا ہے۔

Marfat.com

کس وضاحت سے بیان فرمادیا ے بلکہ حکم دے دیا کہ شکست تسلیم کر لینے والا راستہ ان کے لیے بنا ہی نہیں جو اللہ کی راہ میں دست بہ شمشیر ہو کر میدان جنگ کا رخ کرتے ہیں وہ اللہ کی مدد کرتے ہیں اور اللہ کی فوج بن جاتے ہیں اور اللہ کی فوج کے لیے شکست کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا:

اور جو ہمارا اپنا لشکر ہے بے شک وہی غالب ہوں گے (39)

اسلام ایک مکمل مذہب کے تمام عناصر کا مجموعہ ہے اس لیے اس نے عقائد کے سلسلے میں اخلاق کو بھی نمایاں جگہ دی ہے اس نے صبر و توکل اور عزم مصمم کی ہر جگہ پر تعلیم دی ہے یہ وہی چیزیں ہیں جن سے کوئی فوج کسی بھی محاذ پر ڈٹ کر کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہے۔ اللہ تعالی نے اسلام کو اس دنیا میں حق و باطل کو علیٰحدہ علیٰحدہ کرنے اور حق و صداقت کی پاسداری کرنے کے لیے بھیجا۔ صرف ہم یہ جہاد ہی کے ذریعے اپنی فوج کو کسی بھی جدید ہتھیاروں سے لیس اور طاقتور قوم سے لڑا کر دیکھ سکتے ہیں۔

مسلمان سپاہیوں نے قرآن کے اس فرمان کا بھی پورا پورا احترام کیا کہ قیدیوں اور بے کسوں پر ہتھیار نہ اٹھاؤ اور جب تم قید ہو جاؤ تو راز کی بات دشمن سے نہ کہو۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ درج ہے۔ دشمن کے کئی ایک قیدی جب ہمارے ہاتھ آئے تو وہ رو رو کر کہنے لگے کہ ہمیں گولی سے ختم کر دو کیونکہ ہمیں بتایا گیا ہے۔ کہ پاکستانی ہندو سپاہیوں کو آدم خوروں کی طرح کھا جاتے ہیں۔ جس پر ہم نے ایک ایسے ہی ہندو قیدی سے کہا میرے بھائی گوشت ضرور کھاتے ہیں لیکن حلال چیز کا کھاتے ہیں۔

دشمن کے ایک قیدی افسر نے قیدیوں کے تبادلے کے وقت کہا تھا پاکستانی سپاہی

Marfat.com

میدان جنگ میں درندے ہوتے ہیں لیکن میزبان کی حیثیت سے تو ان کا دل موم اور ان کا ظرف کشادہ ہوتا ہے۔ یہ ہے اللہ کے سپاہی کا کردار جس کا دشمن نے اپنی زبان سے اعتراف کیا ہے۔ جہاں تک ہمارے اپنے جنگی قیدیوں کا تعلق ہے جو دشمن کے گھیرے میں آکر جنگی قیدی بن جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ ہمیشہ دشمن نے غیر انسانی سلوک کیا ہے۔ یہاں تک کہ بعض جیتے جاگتے قیدیوں کے پیٹ چاک کر دیے لیکن پاکستان کے سپاہی نے راز کی کوئی بات بتا کر اپنی فوج سے غداری نہیں کی۔ کہ یہ غیر انسانی اذیتیں اس امر کا واضح ثبوت ہیں کہ پاکستانی دشمن کی قید میں جا کر اسے راز کی کوئی بات نہیں بتاتے تھے ورنہ وہ پہلے روز ہی سارے راز اگل کر قید کے باقی دن آرام اور چین سے گزار سکتے تھے مقصد کہنے کا یہ تھا کہ اللہ کے سپاہی کے لیے قرآن مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

یہ ہیں وہ احکام قرآنی جن کی روشنی میں اور جن کے ماننے اور جن پر عمل کرنے سے ایک مسلمان سپاہی کا کردار وجود میں آتا ہے۔ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اعتقاد و یقین پر مبنی مملکت اور ملت کی صفوں میں شامل ہونے والوں کے لیے ایک بنیادی شرط بیان کر دی جائے۔ چونکہ مسلمان لشکروں کی جنگ عملاً اللہ کے احکام کے مطابق اور بنی نوع انسان پر جو مظالم ہو رہے ہیں ان کے خلاف لڑی جاتی ہے' اس لیے جنہیں ان قوانین اس نظریہ حیات اور قرآن کے عطا کردہ عقائد پر ایمان نہ ہو یا وہ لوگ جو جہاد کو متروک اور غیر ضروری قرار دیتے ہوں' انہیں اسلامی لشکروں کے اندر شمولیت کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ جس فوج نے فیقتل او یغلب کے حکم پر تادم آخر قائم رہنا ہو اس فوج میں اگر وہ افراد بھی شامل ہو جائیں جنہیں اس حکم کی تعمیل سے اختلاف ہو یا اس حکم کو متروک سمجھتے ہوں ان کی شمولیت کا نتیجہ یہ ہو گا کہ مسلمان لشکر بنیان مرصوص بن کر نہ لڑ سکیں گے۔ لشکروں اور لشکر سالاروں کے لڑنے کی اہلیت اور قابلیت ان کے کردار کی پختگی پر منحصر ہوا کرتی ہے۔ عسکری ماہرین نے جہاد اور مجاہد سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار مختلف مقامات پر مختلف طور پر کیا ہے۔ کچھ تفصیل درج ذیل ہے۔

Marfat.com

روح عسکری

تاریخ گواہ ہے کہ فوج صرف آدمیوں کی اس صنف ہی کا نام نہیں، جو میدان کارزار میں دیوار کی طرح کھڑی کر دی جاتی ہے بلکہ جس طرح دنیا کی ہر حقیقت مادہ قوت سے مرکب ہے اسی طرح فوج بھی جسم و روح کے مجموعہ کا نام ہے یہ روح تلواروں کے چمکتے ہوئے جوہر میں نہیں مل سکتی اس کا ٹھکانہ شہسواروں کے خود میں بھی نہیں ہے۔ اس نے ان تمام چیزوں سے آزاد ہو کر صرف سپاہیوں کے دل ہی کو اپنا گھر بنایا ہے اسی گوشے میں اس کی معجزانہ طاقت کی کار فرمائیاں ظاہر ہوتی ہیں اس کا دارومدار فوجیوں کی تعداد پر نہیں ہے۔ ایک سو جوان بھی ایک ہزار کے نفوس سے بھی نبرد آزما ہو سکتے ہیں سامان جنگ کی عدم موجودگی اس پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ "اے پیغمبرؐ ایمان والوں کو جہاد کے لیے ابھارو اگر تم میں بیس آدمی بھی ثابت قدم ہوں گے تو وہ دو سو دشمنوں پر غالب آجائیں گے۔ اور اگر تم میں سو آدمی بھی صبر کی طاقت رکھتے ہوں گے تو کفار کی ہزار تعداد پر غلبہ حاصل کر لیں گے۔"

عزم و استقلال اور صبر و توکل کی طاقت صرف افراد کی کثرت سے پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس کو آزادی کی نعمت ہی پیدا کرتی ہے۔ جو نسل انسانی کی قدرتی تربیت گاہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جس فوج کی تعلیم و تربیت کے لیے خدا کی طرف سے مامور ہوئے تھے اس کے اندر یہ جوہر بالکل ختم ہو چکا تھا۔ اس نے کبھی حکومت کا خواب بھی نہیں دیکھا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیغمبرانہ دعوت کی طاقت نے کچھ مومنین کا ایک چھوٹا سا گروہ پیدا کر دیا جس نے ایمان کی روح سے معمور ہو کر فرعون کو للکارا تھا۔ اور وہی جادوگر جو فرعون کے ساتھ تھے۔ ایمان لانے کے بعد بول اٹھے۔

Marfat.com

"جو حکم چاہو ہمارے لیے دو تمہاری حکومت زیادہ سے زیادہ اس دنیاوی زندگی ہی کا فیصلہ کر سکتی ہے کہ ہمیں قتل کردے اس سے زیادہ تم اور کیا کر سکتے ہو" لیکن یہ بھی صرف نور ایمان کی ایک انوکھی مثال تھی۔ ورنہ بنی اسرائیل کے حلقے سے کبھی اس قسم کی صدائیں بلند نہیں ہو سکتی تھیں۔

اسلام اور تربیت عسکری

اسلام کی تربیت عسکری کا پہلو بہت اہم اور بے حد وسیع ہے سب سے پہلے قرآن مجید کی وہ تصریحات سامنے آتی ہیں جن میں مسلمانوں کے قومی خصائل روشن کئے گئے ہیں۔ اور ان میں ہر خصوصیت کے اندر عسکری تربیت کی ایک حقیقت اعلیٰ موجود ہے اس کے بعد آنحضور ﷺ کے اقوال و اعمال نبوت ہیں۔ آنحضور ﷺ کی حیات طیبہ۔ ان کا اسوہ حسنہ ان کے اعمال طیبہ' تمام ایام و واقعات مقدسہ جہاد فی سبیل اللہ کے واردات و حالات ان سب چیزوں کو سامنے لانا اور ان میں نظام و تربیت پیدا کرنا انتہائی ضروری ہے۔

فوجی تعلیم کی سب سے بڑی عملی مشق :

اسلام نے پورے دس سال تک ہر طرح کی جسمانی تکلیفیں اٹھائیں۔ لیکن کفار کے ساتھ کسی قسم کی سختی نہیں کی اور سب کفار کو نہایت نرمی و محبت کے ساتھ توحید کی دعوت دیتا رہا۔ اس کے ساتھ ساتھ فوجی تعلیم کی سب سے بڑی عملی مشق یعنی صبر و تحمل اور عزم و استقلال کی تکمیل ہو گئی تو حقوق العباد کی تشریح و توضیح کے لیے اسوہ موسوی کے اتباع کی بھی تعلیم دی اور وحی الٰہی نے دعوت موسوی اور دعوت محمدیؐ کی اس یکسانیت کو نمایاں کیا۔

Marfat.com

"ہم نے تمہارے پاس اپنا ایک پیغمبر بھیجا جو حق و عدالت کی شہادت دیتا ہے۔ جس طرح فرعون کی جانب اپنا ایک پیغمبر بھیجا تھا۔" یہیں سے عملاً اسلام کی فوجی تربیت شروع ہوتی ہے حق وصداقت کا جو وعظ آج تک صرف زبان سے سنا تھا اب اس میں زبان تیغ کو بھی شریک بنا لیا گیا لیکن اسلام کا مطالعہ کرنے کے بعد معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ محض کوئی فوری تغیر نہ تھا۔ جو انصار مدینہ کی اعانت یا کفار مکہ کے وسعت ظلم کی رہائی سے وقوع میں آیا ہو۔ بلکہ اس کے لیے اسلام کا حقیقی عنصر جہاد ہی ہے اور وہ مسلمانوں کے نظام عمل کے رگ رگ میں سرائیت کر گیا تھا۔

آنحضرتؐ اور مجاہدین کی فوجیں جب پہاڑوں کے اوپر چڑھتی تھیں تو تکبیر کا بلند ذکر کرتی تھیں اور جب اوپر سے نیچے کی طرف اترتی تھیں تو سبحان اللہ کا نعرہ مارتی تھیں بس نماز میں بھی قیام اور رکوع کو اسی قالب میں ڈھالا گیا۔ پس ایک ایسی قلیل جماعت نے جس کو روز اول ہی سے فوجی تعلیم دی گئی ہو۔ جس کا مجموعہ عبادت تربیت عسکری کا بہترین مظہر ہو۔ جس نے کامل دس سال تک صبر واستقلال، عزم وثبات اور جفاکشی کی پوری مشق حاصل کر لی ہو۔ اگر بدر و حنین میں منکرین اسلام کی صفیں الٹ دیں۔ خیبر کے قلعوں کو چور چور کر دیا۔ اور قیصر و کسریٰ کو جا کر پامال کر آئی تو کوئی تعجب انگیز امر نہیں البتہ دنیا نے ہمیشہ فوج کی حقیقت کے سمجھنے میں غلطی کی ہے اسلام کا سب سے بڑا فوجی کارنامہ یہ ہے کہ اس نے اسی عالم گیر غلطی کا پردہ چاک کر دیا۔ ایک مدت تک دنیا نے فوج کا مفہوم اسی قدر سمجھا تھا کہ فوج بہت بڑی تعداد کے مجموعہ کا نام ہے اور اس کی طاقت صرف تعداد اور آلات ہی سے عبارت ہے آج بھی جب کہ فوجی نظام اپنے انتہائی درجہ کو پہنچ گیا ہے کثرت کو ہمیشہ قلت کے مقابلے میں برتری دی جاتی ہے اور فتح وظفر کی امیدیں اسی فوج کے ساتھ وابستہ رہتی ہیں جو وسیع خطہ زمین کے ساتھ وسیع اعداد و شمار پر بھی قابض ہو۔ اس کے بعد اس نظام میں کسی قدر ترقی ہوئی اور جسمانی صحت و تندرستی اور عصبی طاقت کا بھی اضافہ کیا گیا۔

Marfat.com

فوجی قابلیت پیدا کرنے کے لیے اسپارٹا میں ایک قانون نافذ کیا گیا تھا جس کا منشا یہ تھا کہ جو بچے فطرتاً ضعیف اور کمزور پیدا ہوں ان کو ہلاک کر دینا چاہیے اسپارٹا میں اس قانون پر عمل کیا گیا۔ اور چند ہی دنوں میں اس کی سرزمین نے اپنی آغوش کو قوی ہیکل نوجوان سے بھر لیا۔ لیکن اصل میں فوجی نظام کی یہ ترکیب ایک فلسفیانہ غلطی پر مبنی تھی۔ کہ فوج صرف اپنی جسمانی طاقت ہی سے لڑتی ہے اور جسمانی طاقت کے جمع کرنے کے صرف دو ہی طریقے ہو سکتے ہیں ایک طریقہ یہ ہے کہ بہت زیادہ انسانوں کے ایک جم غفیر کو کھڑا کر دینا دوسرا طریقہ یہ ہے اگر اس قدر اجتماع ناممکن ہو تو تعداد کی کمی کو افراد کی جسمانی طاقت کی زیادتی سے پورا کیا جائے۔ اور زیادہ طاقت ور سپاہ تیار کی جائے۔ چنانچہ قدیم تاریخوں میں اسی غلط خیال کی بنا پر عظیم الشان فتوحات کو غیر محدود فوج اور غیر معمولی طاقت کے سپہ سالاروں کی طرف عموماً منسوب کیا گیا ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ میدان کارزار میں فوج کسی بیرونی طاقت کی وجہ سے نہیں لڑتی بلکہ وہ اپنے مد مقابل کا مقابلہ جذبات کی اندرونی قوت سے کرتی ہے۔ اور جذبات کی یہ قوت غیر معمولی تعداد اور سپاہ کی طاقت پر مخصوص نہیں ہے بلکہ یہ چند کمزور انسانوں اور مکینوں کے اندر بھی پیدا ہو سکتی ہے اور پیدا ہو کر وہی نتائج حاصل کر سکتی ہے جو کسی فوج کا ایک ٹڈی دل لشکر حاصل کر سکتا ہے۔

اسلام پہلا فوجی مذہب ہے جس نے اسی اصول کو اپنی سپاہ کا نقطہ محور بنایا۔ اسلام نے بتایا کہ فتح و ظفر صرف بڑی بڑی جماعتوں کے ساتھ ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ ایک چھوٹی سی جماعت بھی اپنے اندر ایمان پیدا کر کے ایک عظیم الشان جماعت کو شکست دے سکتی ہے۔

Marfat.com

اسپارٹا کی سرزمین جن ضعیف بچوں کو اپنی آغوش سے نہایت بیدردی سے پھینک دیتی تھی اسلام نے ان کو اپنی آغوش محبت میں اٹھالیا کیونکہ فوج صرف جذبات صالحہ کی روح سے طاقت ور ہو کر لڑتی ہے اور جذبات کا اثر کمزور اعصاب لوگوں پر قوت والوں سے کہیں زیادہ پڑتا ہے اور یہی ہیں وہ جو بہترین فوجی خدمت سرانجام دے سکتے ہیں۔

وہ بنیادی خصائص جو کسی فرد کو مسلمان بناتے ہیں وہ اسے اس امر پر تیار کر دیتے ہیں کہ کسی لمبی چوڑی اور ابتدائی ٹریننگ کے بغیر وہ ایک سپاہی کا کردار ادا کرتے ہیں۔ جب وہ ایک بار فوج سے وابستہ ہو جاتا ہے پھر اسلام' وطن 'ملت اسلامیہ کے دفاع کے سلسلے میں اس کی ذمہ داری' بمقابلہ دوسرے شہریوں کے کہیں زیادہ ہو جاتی ہے کہ وہ صحیح معنوں میں مسلمان ہو۔ اور اس میں دیانت 'شجاعت 'استحکام' وقار' عمدگی اور ایثار بدرجہ اتم موجود ہو۔

جنگی قیدی ہونے کی صورت میں وہ کبھی بھی اپنے عزیز وطن سے بے وفائی نہ کرے فاتح ہو تو اس پر لازم ہے کہ وہ ایک سچے مسلمان کی مثال قائم کرے۔ جو لوگ ہزیمت خوردہ ہوں۔ ان سے کوئی مادی منفعت حاصل نہ کرے۔ لوٹ مار عورتوں کی آبروریزی یا آتش زنی سے خود کو باز رکھے اس سلسلے میں اس کے سامنے یہ ارشاد ربانی رہے۔

اللہ کی آیات کا کھیل نہ بناؤ (2: 23)

جو معیار اوپر درج کیے گئے ہیں صرف انہی کو سامنے رکھ کر مسلمان مجاہد فتح کا جھنڈا لہرا سکتا ہے اور فتح کے بعد امن قائم ہو سکتا ہے۔

Marfat.com

میدان جنگ کا قرآنی نسخہ

1965ء میں جب ہندوستان اور پاکستان کے درمیان جنگ ہوئی ہماری بلوچ رجمنٹ کا ایک ڈرائیور گولہ بارود سے لدا ہوا ایک ٹرک محاذ کے کسی اگلے مورچے کی طرف لے کر جا رہا تھا۔ ایسی گھمسان کی جنگ شروع ہو چکی تھی کہ اپنے مورچوں اور دشمن کے مورچوں کی جان پہچان ختم ہو گئی تھی۔ پاک فوج کا یہ ڈرائیور گرد و غبار اور دھوئیں میں بھٹک کر دشمن کے چنگل میں پھنس گیا۔ دشمن نے اس بہادر سپاہی کو روکنے کی کوشش کی۔ تو اس جانثار نے گولہ بارود سے بھرا ہوا ٹرک دشمن کے حوالے کرنے کی بجائے ٹرک کو اپنے مورچوں کی طرف موڑ دیا۔ دشمن نے اسے گھیرے میں لے لیا تھا۔ لیکن یہ دلیر اور بہادر سپوت ٹرک کو کھیتوں میں سے نکالتے ہوئے اپنے مورچوں کی طرف بڑھتا رہا۔

دشمن نے اس پر گولیوں کا مینہ برسا دیا۔ یہ پتہ نہیں کہ وہ زخمی ہو گیا تھا یا نہیں مگر دشمن کے ایک افسر کے بیان کے مطابق وہ ٹرک کو اپنے مورچوں کی طرف نکال لے جانے کی کوشش کرتا رہا۔ آخر دشمن نے اس پر ایک گرینیڈ پھینکا جس کی وجہ سے ٹرک میں لدا ہوا تمام گولہ بارود پھٹ گیا۔

جب جنگ ختم ہوئی تو ایک سکھ میجر قرآن پاک کا ایک نسخہ احترام سے اٹھائے ہمارے افسروں سے ملا اور اس نے بتایا کہ وہ ٹرک پھٹنے کی وجہ سے جل کر راکھ ہو گیا تھا اس بہادر کی چند ہڈیاں رہ گئیں تھیں لیکن تباہ شدہ ٹرک کے بونٹ میں سے قرآن کے دو نسخے بالکل صحیح پائے گئے۔ سکھ افسر نے کہا۔ ایک نسخہ ترجمہ والا ہے اس کو میں نے اپنے پاس رکھ لیا ہے میں اسے بڑے غور سے پڑھوں گا۔ میں قرآن مجید کی عظمت اور کرامت کا قائل ہو گیا ہوں۔ یہ دوسرا جو نسخہ بغیر

Marfat.com

ترجمے کے ہے یہ میں آپ کو دینے کے لیے آیا ہوں۔ سکھ افسر نے جو نسخہ دیا تھا وہ آج کل بادشاہی مسجد لاہور کے عجائب خانے میں محفوظ ہے جو بلوچ رجمنٹ نے پیش کیا تھا اس کے ساتھ ایک کتبہ بھی رکھ دیا گیا ہے۔

حوالہ جات:

1۔ القرآن' سورۃ ال عمران 142:3
2۔ ایضاً سورۃ التوبہ 111:9
3۔ ایضاً 80:9
4۔ ایضاً سورۃ الصف 4:61
5۔ ایضاً سورۃ ال عمران 159:3
6۔ ایضاً سورۃ البقرۃ 249:2
7۔ ایضاً سورۃ الانفال 19:9
8۔ ایضاً سورۃ ال عمران 139:3
9۔ ایضاً سورۃ ال عمران 200:3
10۔ ایضاً سورۃ الصف 2:61
11۔ ایضاً سورۃ ال عمران 139: 3
12۔ ایضاً 195:3
13۔ ایضاً سورۃ القصص 57:88
14۔ ایضاً سورۃ الجمعہ 6:62

15۔ ایضاً سورۃ ال عمران 3:3

16۔ ایضاً سورۃ الانفال 6:8

17۔ ایضاً 168

18۔ ایضاً سورۃ ال عمران 147:3

19۔ ایضاً سورۃ الصف 4:61

20۔ ایضاً سورۃ البقرۃ 190:2

21۔ ایضاً سورۃ النساء 4 :74

22۔ ایضاً سورۃ النساء 71:4

23۔ ایضاً سورۃ ال عمران 118:3

24۔ ایضاً سورۃ البقرۃ 256:2

25۔ ایضاً سورۃ النمل 34:19

26۔ ایضاً سورۃ ال عمران 86:3

27۔ ایضاً سورۃ القصص 50:20

28۔ ایضاً سورۃ 39:20

29۔ ایضاً سورۃ 40:20

30۔ ایضاً سورہ التوبہ 123:9

31۔ ایضاً سورہ الحجرات 7:47

32۔ ایضاً سورہ الفرقان 52:25

33۔ ایضاً سورہ التوبہ 39:9

34۔ ایضاً سورۃ الانفال 60:8

Marfat.com

35- ایضاً سورۃ التوبہ 41:9

36- ایضاً سورۃ ال عمران 149:3

37- ایضاً سورۃ التوبہ 111:9

38- ایضاً سورۃ النساء 74:4

39- ایضاً سورۃ الصفات 173:37

40- سیارہ ڈائجسٹ۔ قرآن نمبر

Marfat.com

قرآن اور سائنس

قرآن کریم وحی الٰہی ہے اور انسان کی ہدایت کے لیے نازل ہوا ہے تا کہ یہ کمزور انسان صراط مستقیم پر عمل کر کے اپنی دنیا و آخرت کی اصلاح کر سکے اور کامیاب ہو۔ سائنس کا مدعا اللہ تعالیٰ کی قدرت کا مطالعہ ہے۔ اس لیے وحی الٰہی اور آثار قدرت میں کوئی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ ہاں جہاں اٹکل کے تیر چلائے جائیں وہاں وحی الٰہی سے مخالفت ہو سکتی ہے:

ان الظن لا یغنی من الحق شئیاء(1)

ترجمہ:- گماں یقین کے مقابلے میں ہرگز کچھ بھی کام نہیں آسکتا۔

مصر کے فاضل طنطاوی جوہری مرحوم نے اپنے رسالے میں لکھا ہے کہ قرآن کریم نے علوم کائنات کا جاننا واجب قرار دیا ہے چنانچہ سورۃ یونس میں آیا ہے۔

قل انظر و اما ذافی السموت والارض (2)

ترجمہ:- کہہ دو کہ ذرا دیکھو تو سہی کہ آسمان اور زمین میں (خدا کی نشانیاں کیا کیا کچھ ہیں) اس پر فاضل مرحوم نے حسب ذیل نوٹ دیا ہے:

یہاں نظر کرنے کا حکم دیا ہے اور نظر کرنا اس بات کا نام نہیں ہے کہ سرسری نگاہ ڈال لو اور بس کیونکہ یہ تو ایک ادنیٰ آدمی بھی کر سکتا ہے اور ایک مرتبہ نظر کر لینا کچھ مفید نہیں پڑتا لہٰذا ثابت ہوا کہ اس جگہ نظر کرنے کے معنی کچھ اور ہیں اور وہ معنی یہ ہیں کہ دل کی آنکھ سے دیکھو اور دماغ سے کام لے کر ان پر غور کی نظر ڈالو۔ جب کسی قوم نے اس حکم کے ماننے سے روگردانی کی

تو اس کی یوں ملامت کر کے ڈانٹ بھی پلائی:

اولم ینظر وا فی ملکوت السموت والارض وما خلق الله من شئی (3)

ترجمہ:- کیا ان لوگوں نے زمین اور آسمان کے نظام کو اور خدا کی پیدا کی ہوئی کسی چیز پر نظر نہیں کی۔

دوسری جگہ آیا ہے۔

وکاین من ایة فی السموت والارض یمرون علیها وهم عنها معرضون وما یومن اکثرهم با الله وهم مشرکون-(4)

ترجمہ:- اور بہتیری نشانیاں ہیں آسمان اور زمین میں جن پر گزر ہوتا ہے ان کا اور ان پر دھیان نہیں لاتے اور ایمان نہیں لاتے بہت لوگ اللہ پر مگر ساتھ ہی شریک بھی کرتے ہیں۔

مطلب یہ کہ آیات تکوینیہ دیکھ کر خدا کی توحید کا سبق حاصل نہیں کرتے۔ اصل یہ ہے کہ ان کا سننا اور دیکھنا محض سرسری ہے۔ آیات اللہ میں غور و فکر کرتے تو کچھ فائدہ پہنچتا۔ جب دھیان ہی نہیں ہے ایمان کہاں سے ہو۔ زبان سے اکثر کہتے ہیں کہ خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے مگر اس کے باوجود کوئی بتوں کو خدائی کا حصہ دار بنا رہا ہے کوئی اس کے بیٹے بیٹیاں تجویز کرتا ہے کوئی اسے روح مادہ کا محتاج بناتا ہے کوئی اٹکل کے تیر چلا کر کہتا ہے کہ زمین و آسمان خود بخود پیدا ہو گئے۔ لیکن صاحب فہم و دانش کا طریقہ اور ہے۔

قرآن حکیم میں ان لوگوں کی ایک طرح مذمت کی گئی ہے جو کائنات کا علم حاصل نہیں کرتے اور ہمیشہ شک و شبہ میں مبتلا رہے ہیں:

Marfat.com

الم تران الله انزل من السماء ماء فاخرجنا به ثمرات مختلفا الو انها ومن الجبال جدود بیض و حمر مختلف الوانه و غیرابیب سود (5)

ترجمہ:- کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اتار اللہ نے آسمان سے پانی پھر ہم نے نکالے اس سے میوے طرح طرح کے رنگارنگ اور پہاڑوں میں گھاٹیاں ہیں- سفید اور سرخ طرح طرح کے ان کے رنگ اور بھجنگ-

قرآن کریم نے یہ بھی واضح کر دیا کہ آثار قدرت کا مطالعہ کس طرح کرنا چاہیے:

ان فی خلق السموات والارض و اختلاف اللیل والنہار لایت لاولی الالباب الذین یذکرون الله قیاما و قعودا و علی جنوبہم و یتفکرون فی خلق السموات والارض- ربنا ما خلقت ھذا باطلا سبحانک فقنا عذاب النار

ترجمہ:- اس میں تو شک ہی نہیں کہ آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش اور رات دن کے الٹ پھیر میں عقلمندوں کے لیے بہت سی نشانیاں ہیں جو لوگ اٹھتے بیٹھتے اور کروٹ لیتے (غرض ہر حال میں) خدا کا ذکر کرتے ہیں اور آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں غور و فکر کرتے ہیں اور بے ساختہ کہہ اٹھتے ہیں کہ خداوندا تو نے اس کو بیکار پیدا نہیں کیا- تو فعل عبث سے پاک ہے پس ہمیں عذاب دوزخ سے بچا-

بات یہ ہے کہ ملحد سائنس دان جب کوئی خاص ترتیب دنیا میں دیکھتے ہیں اور ظاہرا اس کی کوئی دلیل نہیں دے سکتے تو پھر بھی خالق کا نام لینے سے پرہیز کرتے ہیں- تھوڑی مدت ہوئی ہے ایک کتاب چھپی ہے جس میں بڑے بڑے سائنس دانوں کے مضامین ہیں- سورج کے متعلق ایک

Marfat.com

مضمون Sim Harverd Spence Jones کا لکھا ہوا ہے وہ لکھتے ہیں:

سورج کے موجودہ نظام میں ایک خاص قسم کی باقاعدگی پائی جاتی ہے اور وہ یہ کہ سورج اور وہ تمام سیارے جو اس کے گرد گھومتے ہیں اور دیگر چھوٹے چھوٹے سیارے جو ان سیاروں کے گرد گھومتے ہیں ایک ہی طرز پر گھومتے ہیں۔ ان کی گردش کے دائرے بھی ہموار ہیں۔ یہ باقاعدگیاں قطعی طور پر یہ ثابت کرتی ہیں کہ سورج کا موجودہ نظام محض ایک اتفاقی نظام نہیں بلکہ اس کی ترکیب کا کوئی خاص منبع ہے اور اس منبع کے متعلق متعدد قیاس آرائیاں ہیں۔

اس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ اس سائنس دان نے کس طرح خدا کا نام لینے سے گریز کیا اس کے متعلق بے اختیار سورۃ الاعراف کی اس آیت کی طرف توجہ جاتی ہے:

انا ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض فی ستہ ایام ثم استوی علی العرش یغشی اللیل النہار یطلبہ حثیثا والشمسؔ والقمر والنجوم مسخرات بامرہ۔ الا لہ الخلق والامر۔ تبارک اللہ رب العلمین ۔(7)

ترجمہ:۔ یعنی تمہارا پروردگار وہ اللہ ہے جس نے صرف چھ دنوں میں آسمان و زمین کو پیدا کیا پھر عرش کے بنانے پر آمادہ ہوا۔ وہی رات کو دن کا لباس پہناتا ہے۔ رات دن کو پیچھے تیزی سے ڈھونڈتی پھرتی ہے اور اس نے آفتاب، مہتاب اور ستاروں کو پیدا کیا۔ یہ سب کے سب اس کے حکم کے پابند ہیں۔ پیدا کرنا اور حکومت بس خاص اسی کے لیے ہے۔ وہ خدا جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے، بڑا برکت والا ہے۔

مولانا شبیر عثمانی نے روح کے متعلق لکھتے ہوئے خلق اور امر کا فرق بیان کیا ہے جو انہی

Marfat.com

کے الفاظ میں یہاں نقل کیا جاتا ہے۔"امر خلق کے بالمقابل رکھا ہے۔گویا خدا کے یہاں دو مد بالکل علیحدہ ہیں۔ایک خلق دوسرا امر۔دونوں میں کیا فرق ہے اس کو ہم سیاق آیات سے بخوبی سمجھ سکتے ہیں" پہلے فرمایا:ان ربکم الذی خلق السموات والارض فی ستہ ایام۔یہ تو خلق ہوا۔ درمیان میں استوی علی العرش کا ذکر کر کے جو حکمرانی کو ظاہر کرتا ہے۔پھر فرمایا: یغشی اللیل والنہار یطلبہ حثیثا والشمس والقمر والنجوم مسخرات باسرہ۔یعنی ان مخلوقات کو ایک معین اور محکم نظام پر چلاتے رہنا جسے تدبر و تسخیر کہہ سکتے ہیں یہ امر ہوا۔گویا دنیا کی مثال ایک بڑے کارخانے کی سمجھو۔جس میں مختلف قسم کی مشینیں لگی ہیں۔کوئی کپڑا بن رہی ہے، کوئی آٹا پیس رہی ہے، کوئی کتاب چھاپتی ہے، کوئی شہر میں روشنی پہنچا رہی ہے، کسی سے پنکھے چل رہے ہیں وغیرہ۔ ہر ایک مشین میں بہت سے کل پرزے ہیں جو مشین کی غرض وغایت کا لحاظ کر کے ایک معین انداز سے ڈھالے جاتے ہیں اور لگائے جاتے ہیں۔پھر سب پرزے جوڑ کر مشین کو فٹ کیا جاتا ہے۔ جب تمام مشین فٹ ہو کر کھڑی ہو جاتی ہے تب الیکٹریسٹی کے خزانے سے ہر مشین کی طرف جدا جدا راستہ سے کرنٹ چھوڑا جاتا ہے۔آن واحد میں ساکن و خاموش مشینیں اپنی اپنی ساخت کے موافق گھومنے اور کام کرنے لگ جاتی ہیں۔بجلی ہر مشین کو اس کی مخصوص ساخت کے موافق گھماتی ہے حتیٰ کہ جو قلیل وکثیر کہربائیت روشنی کے لیمپوں اور قمقموں میں پہنچتی ہے وہاں پہنچ کر انہی قمقموں کی ہیئت اور رنگ اختیار کر لیتی ہے۔

اس مثال میں یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ مشین کا ڈھانچہ تیار کرنا اس کے کل پرزوں کا ٹھیک اندازہ کرنا پھر فٹ کرنا ایک سلسلہ کے کام ہیں جس کی تکمیل کے بعد مشین کو چالو کرنے کے لیے ایک دوسری چیز (بجلی یا ایٹم) کی اس خزانہ سے لانے کی ضرورت ہے۔اسی طرح سمجھ لو کہ اللہ تعالی نے اول زمین و آسمان کی تمام مشینیں بنائیں جس کو خلق کہتے ہیں ہر چھوٹا بڑا پرزہ

Marfat.com

اندازے کے موافق تیار کیا جسے تقدیر کہا گیا ہے فقدرہ تقدیرا (8) سب کل پرزے جوڑ کر مشین کو فٹ کیا جسے تصویر کہتے ہیں: خلقنا کم ثم صورنا کم -(9) یہ سب افعال خلق کی مد میں تھے -اب ضرورت تھی کہ جس مشین کو جس کام میں لگانا ہے لگا دیا جائے-آخر مشین چلانے کے لیے امر الہی کی مجلی چھوڑ دی گئی شاید اس کا تعلق اسم باری تعالیٰ سے ہے: الخالق البارى المصور -(10) غرض ادھر سے حکم ہوا چل فوراً چلنے لگی اسی امر الہی کو فرمایا: انما امره اذا اراد شیئا ان یقول له کن فیکون -(11)

قرآن کریم میں کن فیکون کا مضمون مختلف مقامات پر آیا ہے- عموماً یہ خلق وابداع کے ذکر کے بعد آیا ہے- جس سے خیال گزرتا ہے کہ کلمہ کن کا خطاب خلق کے بعد تدبیر و تسخیر کے لیے ہوتا ہوگا-

فلسفہ حیات کی نسبت بھی سائنس دان کسی نتیجے پر نہیں پہنچے وہ جانتے ہیں کہ اس سوال کا جواب ایسا ہی نا قابل بیان ہے جیسا یہ سوال کہ زندگی یا حیات کیا ہے؟

دراصل بات یہ ہے کہ جب انسان کسی بات کو ماننا چاہے تو کئی ایک حجتیں نکال سکتا ہے- قرآن کریم نے کیسا جواب دیا ہے-

رب السموات والارض وما بینهما ان کنتم موقنین (12)
یعنی سارے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے سب کا رب وہی ہے اگر تم میں یقین کرنے کی صلاحیت ہو- کچھ مدت سے لوگوں کی توجہ ڈارون کی دو کتابوں کی طرف ہو رہی ہے- ایک کا نام The Origin of Species اور دوسری کا نام

The Descent of Man ہے Sim Arther Keith کہتے ہیں کہ ڈارون یا Lemark کا گمان تھا کہ انسان ایک بندر سے نکلا جس کو عرصہ دس لاکھ سال کا گزرا ہے۔ یہ بندر Champanzee کی قسم کا تھا اور یہ انسان اور اس بندر کے درمیان ایک اور چیز تھی یعنی ان کا دادا ایک ہی تھا۔ اس کے خلاف پروفیسر Werternhoen کا خیال ہے کہ بندر انسان سے نکلا۔ 1938ء میں Robert Brown نے جنوبی افریقہ میں کچھ کچھ انسانی شکل کی ایک نعش دریافت کی جو ایک بندر کی بہ نسبت انسان سے زیادہ مشابہ تھی۔ اس سے ڈارون کا سب بنا بنایا کھیل بگڑ جاتا ہے۔ اب تو اور وجوہات بھی ہیں کہ ڈارون کی رائے سے اختلاف کیا جا سکتا ہے۔

ساتھ ہی یہ بھی ظاہر کر دینا مناسب ہے کہ جب یقین کی صلاحیت آدمی سے اٹھ جائے تو وہ مختلف قسم کے شکوک میں پھنس جاتا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

تبارک الذی بیده الملک وهو علی کل شئی قدیر -(13)

یعنی جس خدا کے قبضے میں (سارے جہان کی بادشاہت ہے) وہ بڑی برکت والا ہے اور ہر چیز پر قادر ہے۔

مگر پرانے فلسفیوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ جب خدا بسیط ہے تو اس نے مرکب چیز کس طرح پیدا کی ہو گی۔ اس کے لیے انہوں نے اس امر کو حل کرنے کے لیے حسب ذیل تھیوری ایجاد کی کہ خداوند نے پہلے فلک اول کو پیدا کیا جس میں کہ خلائی بساطت کم ہو گئی اس کے بعد فلک دوم پیدا کیا۔

Marfat.com

اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

فلک اول

فلک دوم

فلک سوم

فلک چہارم

فلک پنجم

فلک ششم

فلک ہفتم

فلک ہشتم

فلک نہم

یہاں آ کے بساطت بہت کم ہو گئی

اور مرکب اشیاء پیدا ہو سکیں۔

جمادات

نباتات

حیوانات

انسان

ان کے خیال کے مطابق فلک نہم کے بعد پہلے جمادات پیدا ہوئے پھر نباتات، پھر حیوانات، پھر انسان ان سب میں ایک حد مشترک تجویز کی جس میں دونوں طرف کی خصوصیات پائی

Marfat.com

جائیں مثلاً ان کے خیال میں کھجور کا درخت نباتات اور حیوانات کے بین بین ہے مطابقتوں کے علاوہ یہ ظاہر کیا کہ اگر کھجور کے درخت کے اوپر کا سر کاٹ دیا جائے تو وہ درخت مر جاتا ہے جیسا کہ حیوان کا سر کاٹنے سے حیوان مر جاتا ہے۔دوسرے اگر مادہ کے درخت کے قریب کوئی نر کھجور نہ ہو تو وہ کھجور پھل نہیں لاتی۔اسی طرح حیوان اور انسان کے درمیان بندر کو تجویز کیا۔

دوسرے فلسفیوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے پہلے فرشتہ کو پیدا کیا۔پھر مادہ پھر یوں درجہ بدرجہ جمادات، معدنیات، نباتات، حیوانات، اس کے بعد انسان۔انسان ترقی کرتے کرتے فرشتوں میں مل جاتا ہے۔دراصل بات یہ ہے کہ دنیا میں ایک عجیب ترتیب اور نظام ہے کہ اس کو دیکھ کر فلسفی غلط فہمی میں مبتلا ہو گئے۔

انسان کا جسم مٹی سے بنا ہے مگر اس کی روح اللہ کی طرف سے آئی جیسا کہ فرمایا:

ذٰلک عالم الغیب والشھادہ العزیز الرحیم الذی احسن کل شئی و خلق و بدا خلق الانسان من طین۔ ثم جعل نسلہ من سللتہ من ماء مھین ثم سواہ و نفخ فیہ من روحہ وجعل لکم السمع والابصار والافئدہ قلیلا ما تشکرون (15)-

یعنی وہی پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا (سب پر غالب) مہربان ہے اور (قادر) جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی اور انسان کی ابتدائی خلقت مٹی سے کی پھر اس کی نسل نطفہ یعنی ذلیل پانی سے بنائی۔پھر انسان (کے پتلے) کو درست کیا۔اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور تم لوگوں میں (سننے کے لیے) کان اور (دیکھنے کیلئے) آنکھیں اور سمجھنے کیلئے دل بنائے اس پر بھی تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو۔

Marfat.com

یہی روح مرنے کے بعد بھی زندہ رہتی ہے جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہوتے ہیں ان کے لیے حسب ذیل بشارت دی گئی:

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ اموانا- بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اتھم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم - الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون -(16)

"اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے انہیں ہرگز مردہ نہ کہو بلکہ وہ لوگ (جیتے جاگتے) موجود ہیں-اپنے پروردگار سے وہ روزی پاتے ہیں اور خدا نے جو فضل و کرم ان پر کیا ہے اس (کی خوشی) سے پھولے نہیں سماتے-اور جو لوگ ان کی نسبت یہ (خیال کر کے) خوشیاں مناتے ہیں کہ (یہ بھی شہید ہوں تو) ان پر نہ کسی قسم کا خوف ہو گا اور نہ آزردہ خاطر ہوں گے-"

دوسری طرف اس کے برعکس یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ سائنس کے بعض بیانات کا صحیح مفہوم سمجھے بغیر قرآن کریم کے سیدھے سادے الفاظ کی تاویلات شروع کر دی گئیں-اس کی بھی چند ایک مثالیں پیش کی گئیں جن کے سمجھنے کے بعد صحیفہ فطرت کی نشانیوں سے قرآن کریم کی تصدیق روز روشن کی طرح ظاہر ہو گی-

یہ کارخانہ بالکل بے نتیجہ اور بے غایت نہیں ہے-ایسا نہیں ہو سکتا کہ ایک لامتناہی مدت تک بغیر کسی عظمت اور حکمت کے یوں ہی چلایا جائے-بس فکر و نظر کی اس منزل پر پہنچ کر وہ اللہ کی حمد و ثنا میں ڈوب جاتے ہیں اور پھر یہیں سے اجزاء کا یقین حاصل کرتے ہیں اور بے ساختہ ان کی زبانوں پر کلمہ استغفار جاری رہتا ہے: تو پاک ہے بس ہم کو آگ کے عذاب سے بچا-

Marfat.com

یادرہے کہ سائنس کو اپنی علمی بے بضاعتی کا پورا احساس ہے مثلاً انسائیکلو پیڈیا کی جلد 8 صفحہ 337 پر الیکٹرون کی تعریف سے متعلق مصنف نے لکھا ہے کہ ہم اس کا جواب نہیں دے سکتے کہ آخر بجلی کیا چیز ہے اس نے مزید کہا کہ بجلی کی حقیقت کا ہم کو اتنا ہی علم ہے جتنا کہ مادہ کا یا ایتھر کا یا دل کا یا دنیا کی کسی چیز کا۔

دوسرا امر یہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سائنس کی ایک حد ہے جس سے وہ باہر نہیں جا سکتی۔ قرآن کریم میں آیا ہے۔سبح اسم ربک الا علی الذی خلق فسوی الذی قدر فھدی ۔(17)

"یعنی (اے رسول) اپنے عالیشان پروردگار کے نام کی تسبیح کر جس نے ہر چیز کو پیدا کیا۔ پھر درست کیا اور جس نے اس کا اندازہ کیا پھر راہ بتائی۔"

ان آیات مبارکہ میں اپنی قدرت کاملہ کو بیان کیا ہے۔فرمایا الذی خلق فسوی۔ جس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر درست کیا۔اب سائنس نے مجبوراً اپنی عاجزی کو مان لیا ہے کہ وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتی۔ صرف صورت تبدیل کر سکتی ہے۔مثلاً پانی ہے اسکو بھاپ بنادے یا پانی کو ٹھنڈا کر کے جمادے یا کسی کو مٹی میں جذب کر دے۔ایسا ہی دنیا کی سب چیزوں کا حال ہے۔کوئی شخص کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے کہ ایک کا ایک پر انحصار ہے۔ سورج سے حرارت زمین پر آئی پانی سے بخارات اڑے پانی اور ہوا جوش میں آئے۔ہوا نے ابر کو دوش پر اٹھالیا۔ جب پانی بھاپ بن کر فضائے آسمانی میں بلند ہوا تو کرہ زمہریر کے جوار میں پہنچتے ہی پھر پانی بن کر خشک زمین پر ٹپک پڑا اور حیوانات و نباتات کی خلقت اور پرورش کا وسیلہ بنا غرضیکہ کہ اس طرح عالم موجودات کو ایک لڑی میں پرو دیا۔ادنیٰ جزو اعلیٰ جزو کا محتاج ہے۔اعلیٰ ادنیٰ کو فائدہ پہنچاتا ہے۔تو ادنیٰ

اعلیٰ سے مدد و اعانت حاصل کرتا ہے۔جب ہمارے موجودہ نظام عالم کی یہ ترتیب اور شکل ہے تو سمجھ میں آسکتا ہے کہ دوسرے عالموں کے نظامات بھی ایسے ہوں گے اور یہ اندازہ اور طریقہ ان کی ترتیب کے ساتھ ہوگا۔اسی پاک ذات نے ہر چیز کو پیدا کیا اور درست طور پر بنایا پھر ہر چیز کے لیے ایک اندازہ اور حدبندی مقرر کی۔

ہر چیز کی بناوٹ یا ترکیب میں عناصر کے خاص اوزان ہیں۔جس نے ان کو پیدا کیا اسی نے یہ اندازے بھی مقرر کیے۔اسی لیے امام رازی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے "واضح ہو کہ جب اللہ تعالیٰ نے رب جلیل ربک الاعلی کی تسبیح کے لیے حکم دیا تو گویا پوچھنے والے نے کہا کہ رب جلیل کی تسبیح اس وقت ہوتی ہے جب اس کی معرفت حاصل ہو اور اس کے واسطے دلیل چاہیے" تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: الذی خلق فسوی والذی قدر فهدی۔ یہ سب فعل اسی ذات پاک کے ہیں۔سورۃ النور میں ہے۔الم تر ا ان الله يزجی سحابا ثم يولف بينه ثم يجعله ركاما فترى الودق يخرج من خلله و ينزل من السماء من جبال فيها من برد فيصيب به من يشاء و يصرفه عن من يشاء يكاد سنا برقه يذهب بالا بصار -(18)

یعنی کیا تجھ کو یہ بات معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ بادل کو ہانک لاتا ہے پھر اس بادل کو باہم ملا دیتا ہے پھر اس کو تہ در تہ کرتا ہے تب تو بارش کو اس کے درمیان سے نکلتے ہوئے دیکھتا ہے اور آسمانوں میں جو پہاڑ ہیں اولوں کے ان میں سے وہی اولے برساتا ہے پھر انہیں جس کے سر پر چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے۔اور جس کے سر سے چاہتا ہے ٹال دیتا ہے۔قریب ہے اس کی بجلی کی چمک آنکھوں کو خیرہ کر دے۔

Marfat.com

چونکہ آسمانوں میں اولوں کا پہاڑ بادی النظر میں دکھائی دیتا ہے اس لیے عام طور پر مفسرین نے تاویل سے کام لیا ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ لفظ جبال کی حقیقت کے سمجھنے میں ان سے غلطی ہوئی ہے۔

جبال جمع جبل کی ہے اور جبل کے معنی ہیں مٹی کو پانی سے ملانا۔ ماہرین باران نے انکشاف کیا ہے کہ بوندوں کی تکوین خاکی ذرات کے سہارے کے بغیر ناممکن ہے۔ ہر قطرہ آب خاک کے اردگرد تیار ہوتا ہے تو آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ :

اللہ آسمانی بلندیوں سے ایسے قطرات اتارتا ہے جن میں خاکی ذرات ملے ہوتے ہیں۔
مولوی محمد علی مرزائی اپنی تفسیر "بیان القرآن" میں لکھتے ہیں
ینزل من السماء من جبال فیھا من برد میں سما کے معنی سحاب یعنی بادل ہے اور من جبال فیھا برد سے مراد ہے قدر جبال وامثال جبال من برد یعنی پہاڑوں کی مانند اولے۔ اس معنی میں یہ لفظ اشعار عرب میں استعمال ہوا ہے اور کہا جاتا ہے کہ عندہ جبل من ذھب و جبل من علم۔ یعنی بادلوں کے بڑے بڑے ٹکڑوں سے جو پہاڑوں کی مانند ہیں اولے برساتا ہے اور ایک معنی یہ کہ جبال سے مراد ما جبلہ اللہ۔ یعنی جو اللہ نے پیدا کیا' البتہ روح المعانی میں اس قول کو یہ کہہ کر رد کر دیا گیا ہے کہ لغت اس کی تائید نہیں کرتی مگر لسان العرب ثعلب کا قول منقول ہے کہ جبلہ کے معنی خلقت کے ہیں۔ عرب لوگ کہتے ہیں اجن اللہ جبالہ یعنی اللہ اس کی خلقت کو ڈھانپ دے یعنی اسے مجنون بنا دے۔ دراصل آیت مبارکہ میں برد یعنی اولوں کے پیدا کرنے کا بیان ہے۔ کلام میں تین من' ہیں حافظ ابن کثیر نے کہا ہے کہ پہلا من (من السماء) دوسرا من (من جبال) میں تبعیض یعنی کل آسمان سے اس کی پیدائش نہیں بلکہ بعض حصہ سے ہے اور تیسرا من (من

Marfat.com

برد) میں من بیانیہ ہے یعنی وہ پہاڑ کس چیز کے ہیں وہ برد کے پہاڑ ہیں۔ حاصل معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے اولے نازل کرتا ہے اور یہ آسمان سے اولے کے پہاڑوں سے نازل ہوتے ہیں۔

انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں اولوں کی پیدائش کا اس طرح ذکر ہے:

Hail, precipitation of balls or pieces of ice with a diameter of 5 millimetres to 10 centimetres (about 0.2 to 4 inches). Small hail (also called sleet or ice pellets) has a diameter ofless than five millimetres. As hail formation usually requires connective clouds with strong updrafts, such as cumulonimbus, it often accompanies thunderstorms. Large hailstones are often characterized by alternating layers of clear and opaque ice, caused by irregular rates of freezing. In areas where the temperature is not far below o° C (32° F), freezing occurs slowly, allowing trapped air to escape and producing clear ice. When the hailstone then moves into a much colder area, freezing occurs quickly, trapping air and producing a layer of white ice.

مختصراً اس کے معنی یہ ہیں کہ اولے بارش کے منجمد قطرات ہیں اور وہ ایسے بھاری بادلوں سے نکلتے ہیں۔ جس کو Cumulonimbus کہتے ہیں۔ Webster ڈکشنری کے

Marfat.com

مطابق اس انگریزی لفظ کے معنی یہ ہیں:

A mountainous cloudy mass or condensed vapour from which fall showers of rain, showers of hail. مطلب یہ کہ منجمد بخارات کے ایک پہاڑی طرز کے بادلوں کے ڈھیر سے بارش اور برف کے گولے نکلتے ہیں۔ اس تعریف سے صاف ظاہر ہے کہ سائنس دانوں کے نظریہ کے مطابق اولے ان بادلوں سے نکلتے ہیں جو اپنی وضع قطع میں زمین کے پہاڑوں کی طرح ہیں۔ لفظ camulus کے معنی یہ ہیں کہ بادل خطہ کے درمیانی حصہ میں بادلوں کا ایک ڈھیر جس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ اس کی نشست ہموار ہوتی ہے اور باہر کے حدود گولائی پر ہوتے ہیں اور وہ ڈھیر پہاڑ کی طرح تہہ بہ تہہ ہوتا ہے یعنی جس بادل سے اولے برستے ہیں اس کی شکل وضع قطع بالکل زمین کے پہاڑ کی طرح ہوتی ہے۔

ان تشریحات سے آپ نے دیکھ لیا کہ قرآن کریم نے اولوں کے بادلوں کی نسبت لفظ جبال استعمال فرما کر ان کی صحیح حقیقت کو واضح کیا ہے اور اس سے بہتر الفاظ اور کوئی نہیں ہو سکتے تھے۔ ساتھ ہی دوسرے ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں جن سے اس حقیقت کو اور واضح کر دیا مثلاً لفظ یو لف بمعنی لانا۔ یعنی ایک سحاب کو دوسرے سحاب سے ملا کر متفرق ٹکڑوں کو ایک تو دا بنا دیتا ہے اور پھر ثم یجعلہ رکاماً کہنا یعنی پھر ان کو تہہ در تہہ ایک دوسرے کے اوپر رکھتا ہے جیسے پہاڑوں میں پتھر ایک دوسرے کے اوپر رکھے ہوتے ہیں اور اس کو پھر زیادہ واضح کرنے کے لیے کہا من جبال فیھا من برد یعنی یہ پتھر کے پہاڑ نہیں ہیں۔ بلکہ اولوں کے پہاڑ ہیں۔ اگر مفسرین کو یہ حقیقت معلوم ہوتی تو پھر کسی تاویل کی ضرورت نہ پڑتی۔

Marfat.com

اس آیت مبارکہ کے اخیر میں آیا ہے۔

يكاد سنا برقه يذهب بالابصار

یعنی ایسا لگتا ہے کہ اس کی بجلی کی چمک آنکھوں کی بینائی کو لے جائے۔

ارشاد ہوتا ہے: هوالذى يريكم البرق خوفا وطمعا وينشى السحاب الثقال ويسبح الرعد بحمده والملائكه من خيفة و يرسل الصواعق فيصيب بها من يشاء

یعنی وہ وہی تو ہے جو تمہیں ڈرانے اور لالچ دینے کے واسطے بجلی کی چمک دکھاتا ہے اور بوجھل بادلوں کو پیدا کرتا ہے اور رعد اور فرشتے اس کے خوف سے اسکی حمد وثناو تسبیح کیا کرتے ہیں۔ وہی (آسمان سے) بجلیوں کو بھیجتا ہے۔ پھر اسے جس پر چاہتا ہے گرا بھی دیتا ہے۔

اس کے علاوہ ارشاد ہوا:

ومن اية يريكم البرق خوفا و طمعا وينزل من السماء ماء فيحيى به الأرض بعد موتها۔ (20)

یعنی اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ تم کو ڈرانے اور امید دلانے کے واسطے بجلی دکھاتا ہے اور آسمان سے پانی برساتا ہے اور زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کر دیتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔ اس آیت مبارکہ میں ایک اور اصول بیان ہوا ہے اور وہ یہ کہ آسمانی برق اور بارش مردہ زمین کو زندہ کر دیتی ہے۔ اس کے لیے کتاب

Every Body,s book of foot سے حسب ذیل عبارت نقل کی جاتی ہے

Marfat.com

Lightening is both enemy and friend.اس کا مفہوم یہ ہے کہ برق دوست بھی ہے اور دشمن بھی۔ دوست اس طرح سے کہ ہر سال بارش کے ساتھ کروڑوں من نائیٹروجن زمین پر لاتی ہے جو کھاد کا کام دیتی ہے

دشمن اس طرح کہ بجلی گرنے سے جنگلوں کے جنگل جل جاتے ہیں۔ طمع اور خوف کی دونوں صورتیں کیسی خوبی سے بیان ہوئی ہیں۔
سورہ رحمٰن میں آیا ہے۔

مرج البحرین یلتقین بینھمابرزخ لا یبغین فبای الاء ربکما تکذبان یخرج منھما اللولوء والمرجان

یعنی اس نے دو دریا بہائے جو باہم مل جاتے ہیں۔ دو کے درمیان میں ایک حد فاصل ہے جس سے تجاوز نہیں کر سکتے۔ پھر کیا کیا نعمتیں اپنے رب کی جھٹلاؤ گے۔ نکلتے ہیں ان دونوں سے موتی اور مرجان۔ حکمائے مغرب نے سالہا سال کی تحقیق کے بعد یہ ایمان افروز انکشاف کیا کہ موتی میٹھے پانی میں اور مونگا کھارے پانی میں تیار ہوتا ہے قرآن کریم اس انکشاف پر یوں مہر تصدیق ثبت کرتا ہے:

یخرج منھما اللولوء والمرجان۔
یعنی ان دونوں پانیوں (میٹھے اور کھاری) سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں۔

مجاہد قتادہ اور ضحاکؒ نے کہا کہ مرجان سے چھوٹے موتی مراد ہیں۔ لغت کے لحاظ سے

Marfat.com

اولاً یہی اس کے معنی ہیں۔ بعض نے مرجان سے چھوٹے بڑے دونوں نایاب موتی مراد لیے ہیں۔
اسی سورہ رحمٰن میں جنت کی عورتوں کی تعریف میں آتا ہے:

کانھن الیاقوت والمرجان
یعنی گویا یہ عورتیں مثل یاقوت اور مرجان کے ہیں۔

ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ نے کہا کہ مرجان سے یہاں درِ خوشاب یعنی عمدہ موتی مراد ہیں۔
اب آیت زیر بحث کو ذرا نظر میں رکھیے یعنی

مرج البحرین یلتقیٰن ' بینہما برزخ لا یبغین' یخرج منہما اللؤلؤ و المرجان۔

یعنی بحرین کا لفظ خود ہی کچھ نہ کچھ رہنمائی کرتا ہے۔ آپ نے شاید جزیرہ بحرین کا نام سنا ہوگا۔ یہ ملک عرب کے مشرقی کنارے پر خلیج عمان کے قریب واقع ہے۔ اس کا کچھ حال انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا میں درج ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ یہاں موتیوں کی بڑی تجارت ہوتی ہے' ایک ہزار کے قریب کشتیاں موتی نکالنے کے لیے استعمال ہوتی ہیں جن میں تقریباً بیس ہزار آدمی کام کرتے ہیں۔ ساتھ ہی لکھتا ہے کہ یہاں پر قدرت کا عجیب تماشا نظر آتا ہے کہ اس سمندر میں کھارے پانی کے نیچے نیچے میٹھا پانی چلتا ہے۔ جس کو عام لوگ بانس کی نالی ڈال کر نکال لیتے ہیں۔
اب قرآنی الفاظ ملاحظہ ہوں:

مرج البحرین یلتقیٰن

یعنی چلائے دو دریا آپس میں ملتے ہوئے دیکھئے۔ اسی بحرین میں اوپر کھاری پانی چلتا ہے اور نیچے میٹھا پانی۔ دنیا اس قدرت کے کرشمہ کو دیکھ کر حیران ہو جاتی ہے یخرج منہما اللؤلؤ

ء والمرجان۔ واقعی طور پر ان دونوں میں سے چھوٹے بڑے موتی نکلتے ہیں۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کریں کہ کیا آیت مبارکہ کے معانی میں کسی تاویل کی ضرورت ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

وما یستوی البحران هذا عذب فرات سائغ شرابه وهذا ملح اجاج ومن کل تاکلون لحما طریا و تستخرجون حلیة تلبسونها۔(22)

یعنی (اس کی قدرت دیکھو) دو سمندر (باوجود مل جانے کے) یکساں نہیں ہو جاتے۔ یہ (ایک تو) میٹھا خوش ذائقہ کہ اس کا پینا خوشگوار ہے اور یہ (دوسرا) کھاری کڑوا ہے اور اس اختلاف پر بھی تم لوگ دونوں سے مچھلی کا ترو تازہ گوشت یکساں کھاتے ہو۔ اور اپنے لیے زیورات موتی وغیرہ نکالتے ہو جنہیں تم پہنتے ہو۔

قرآن کریم کی سورہ النحل میں آیا ہے:

واوحی ربک الی النحل ان اتخذی الی الجبال بیوتا ومن الشجر ومما یعرشون۔ ثم کلی من کل الثمرات فاسلکی سبل ربک ذللا یخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فیه شفاء للناس ان فی ذلک لایة لقوم یتفکرون۔ (23)

ترجمہ (اے رسول) تمہارے پروردگار نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ وہ پہاڑوں اور درختوں اور جو اونچی نیچی ٹہنیاں (چھتیں) ہیں ان میں اپنے چھتے بنا کر پھر ہر طرح کے پھلوں سے ان کا عرق چوس لے۔ پھر اپنے پروردگار کی راہوں میں تابعداری کے ساتھ چلی جائے۔ مکھیوں کے پیٹ سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے۔ جس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ اس میں لوگوں کی بیماریوں کے لیے شفاء بھی ہے اس میں شک نہیں کہ اس میں غور و فکر کرنے والوں

Marfat.com

کے لیے (قدرت خدا کی) بہت بڑی نشانی ہے۔

شہد کے شافی ہونے میں احادیث کثیرہ وارد ہیں۔ حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین چیزوں میں شفا ہے' پچھ لگانے میں اور شہد پینے میں اور آگ سے داغ دینے میں مگر میں اپنی امت کو داغ دینے سے منع کرتا ہوں۔

صحیح بخاری میں مشہور روایت ہے کہ ایک شخص نے آکر عرض کی کہ میرے بھائی کا پیٹ جلتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کو شہد پلاؤ چنانچہ تیسری مرتبہ شہد پلانے سے اس کو فائدہ ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص چاہے کہ اس کو شفاء حاصل ہو تو اسے چاہئے کہ ایک کاغذ میں قرآن کریم کی کوئی آیت لکھے پھر اس کو منہ کے پانی سے دھوئے۔ (یعنی کسی برتن میں دھوئے) پھر اپنی حرم سے درہم مانگے مگر اس کی خوشی خاطر کے ساتھ لے کر اس کا شہد ملا کر پی جائے کیونکہ اس میں کئی وجہ سے شفاء ہے۔

جو کتابیں عام طور پر پہلے خوراک کی بابت لکھی گئیں ان میں شہد کا ذکر نہیں۔ مگر اب کچھ عرصہ سے مغرب والوں کی توجہ شہد کی طرف کھنچتی جا رہی ہے کیونکہ اس کے فوائد اب ان پر ظاہر ہو رہے ہیں۔ ڈاکٹر آرنلڈ اورن نے اپنی کتاب میں ایک باب شہد پر لکھا جس میں انہوں نے تحریر کیا کہ شہد ایک کمزور دل کے لیے سب سے اچھی خوراک ہے اور اس سے بدن میں دوران خون میں مدد ملتی ہے۔ تجربے سے ثابت ہوا کہ ایک جانور کا اگر دل نکال لیا جائے تو جانور کے مرنے کے بعد دل کئی دن تک زندہ رہ سکتا ہے اگر اس کو نمکین پانی میں رکھیں جب کہ اس میں شوگر یا فروٹ

Marfat.com

شوگر کی آمیزش ہو اس سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ انسان کے دل کو یہ چیزیں اس طرح فائدہ پہنچاتی ہیں۔ دراصل ہمارے عضلات اچھی طرح اسی وقت کام کرتے ہیں جب ان کو کھانے میں مٹھاس ملتی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ دل ایک ایسا گوشت ہے جو ہر وقت دن رات سوتے جاگتے کام کرتا رہتا ہے اس لیے اس کو ایسی مٹھاس کی بہت ضرورت ہے جو اس کے فعل میں کمی نہ ہونے دے۔

شہد میں اور چیزوں کے علاوہ تین قسم کی مٹھاس ضرور پائی جاتی ہے جن کے نام یہ ہیں۔ گروپ شوگر، کین شوگر اور گلوکوز۔ دل کے لیے یہ تینوں قسم کی مٹھاس نہایت ضروری ہیں اور ایسے ہی بدن کے دوسرے پٹھوں کے لیے بھی۔ مٹھاس کھانے سے نہ صرف پٹھے اچھی طرح کام کرتے ہیں بلکہ ان کی تکان بھی دور ہوتی ہے۔ مٹھاس میں حیاتیات بھی پائے جاتے ہیں۔ جن کی کمی سے کئی قسم کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

دل کے پٹھوں میں حیاتیات ہوتی ہیں جن کی کمی سے بہت سی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ شہد کھانا دل کی اندورنی حیاتیات کو مدد دیتا ہے۔

تیسری بات یہ کہ شہد کسی قدر قبض کا علاج بھی ہے جو بہت سی بیماریوں کا سبب بنتی ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی ہر ماہ تین دن صبح کے وقت شہد چاٹ لیا کرے اس کو کافی فائدہ ہوگا۔ اب تو شہد سے آنکھ ناک کان اور پھوڑے پھنسی کا علاج بھی کیا جاتا ہے اور دیسی طور پر ڈاکٹروں کے ہاں بھی۔ اس لیے شہد میں عام شفا ہے اور یہی آیت مبارکہ کے معانی ہیں۔ لیکن ساتھ ہی فرمادیا ہے:

Marfat.com

ان فی ذلک لایۃ لقوم یتفکرون

بہر حال شہد خالص ہونا چاہیے کیونکہ اس میں بہت سی چیزیں' مثلاً موم وغیرہ کی ملاوٹ ہوتی ہے جیساکہ قر آن کریم میں دوسری جگہ سورۃ محمد میں فرمایا:

وانہار من عسل مصفا (24)

ترجمہ اور صاف اور شفاف شہد کی نہریں ہیں۔

شہد کا صاف کرنا بھی ایک فن اور ہنر ہے۔ یہ کوئی آسان کام نہیں۔ پھر اگر دوائیوں کے ساتھ شہد نہ کھایا جاسکے تو ڈاکٹر آرنلڈ کی تحقیقات کے مطابق پانی ضرور بینا چاہیے اور حضرت علیؓ کی روایت کا بھی یہی منشا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ مینہ (بارش) کے پانی کے ساتھ اس کو کھایا جائے کیونکہ عام پانی سے مینہ کا پانی زیادہ اچھا ہوتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں آیا ہے۔

وانزلنا من السماء ماء مبارکا (25)

شہد میں سے پانی خشک کرنا ضروری ہے ورنہ شہد دو تین ماہ میں خراب ہو جاتا ہے۔ کھانے پینے کے سلسلے میں یہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ:

وکلو واشربو اولا تسرفو انہ لا یحب المسرفین۔ (26)

ترجمہ کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو کیونکہ خدا فضول خرچی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا

مراد یہ کہ کھانے پینے میں بے احتیاطی نہ کی جائے کیونکہ اس طرح فائدہ کی بجائے

Marfat.com

نقصان کا احتمال ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

وکلوا مما رزقکم الله حلالا طیبا (27)

ترجمہ "جو حلال اور صاف ستھری چیزیں خدا نے تمہیں دی ہیں ان کو شوق سے کھاؤ۔" اگر خوراک ہی پاک نہ ہو تو شہد کیا فائدہ کرے گا۔ آپ کو معلوم ہے کہ عام معجونوں میں شہد ڈالا جاتا ہے۔ نہ صرف اس لیے کہ انسانی صحت کے لیے مفید ہے بلکہ اس لیے بھی کہ اس کے ملانے سے معجونیں متعفن نہیں ہوتیں۔

آپ جانتے ہیں کہ پہلے سائنس دانوں کا یہ خیال تھا کہ سورج آسمان وغیرہ زمین کے گرد گردش کرتے ہیں۔ اس کے بعد ایک شخص پاتھی گورین نے یہ خیال ظاہر کیا کہ اس زمین کے بالمقابل ایک اور زمین ہے۔ اس کے بعد ایک ڈچ سائنس دان کالیکس نے یہ نظریہ پیش کیا کہ سورج اس عالم کا مرکز ہے جس کے گرد زمین' چاند اور دوسرے سیارے گھومتے ہیں اور یہ بھی کہ زمین نہ صرف سورج کے گرد گھومتی ہے بلکہ اپنے محور پر بھی گھومتی ہے۔ جان کیپلر نے یہ نظریہ پیش کیا کہ سورج چاند اور دیگر سیارے سب کشش سے قائم ہیں۔ اس باہمی کشش کو نیوٹن نے کشش ثقل کے قانون کا نام دیا۔ زمانہ حال کے مشہور سائنس دان Alber Extention نے یہ کہا کہ یہ کشش وغیرہ کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ ستارے وغیرہ آپس میں اس لیے نہیں ٹکراتے ہیں کہ قدرت نے ہر ایک کا ایک خاص دائرہ مقرر کیا ہے۔

قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

اولم یر الذین کفروا ان السموت والارض کانتا رتقافقتقنھما و جعلنا من الماء

Marfat.com

کل شی حیی افلا یومنون و جعلنا السماء سقفا محفوظا ط وھم عن ایتھا معرضون و ھوالذی خلق اللیل والنھار والشمس والقمر کل فی فلک یسبحون (28) انبیا ۲۱:۳۰-۳۳

ترجمہ جو لوگ کافر ہو بیٹھے ہیں کیا ان لوگوں نے اس بات پر غور نہیں کیا ہے کہ آسمان اور زمین دونوں بند تھے۔ تو ہم نے دونوں کو کھولا۔ اور ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے پیدا کیا۔ تو کیا اس پر بھی یہ لوگ ایمان نہ لائیں گے۔ ہم نے ہی آسمان کو چھت بنایا جو ہر طرح سے محفوظ ہے اور یہ لوگ آسمانی نشانیوں سے منہ پھیر رہے ہیں اور وہی قادر مطلق ہے۔ جس نے رات اور دن اور آفتاب اور مہتاب کو پیدا کیا۔ اسی طرح سب کے سب اپنے اپنے مدار میں تیر رہے ہیں۔

سبحان الذی خلق الا زواج کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم و مما لا یعلمون و ایۃ لھم الیل نسلخ منہ النھار فاذاھم مظلمون والشمس تجری لمستقرلھا ذلک تقدیر العزیز العلیم والقمر قدرنہ منازل حتی عاد کا لعر جون القدیم لا الشمس ینبغی لھا ان تدرک القمر ولا اللیل سابق النھار و کل فی فلک یسبحون 29-یٰس ۳۶ : ۳۰ تا ۳۶

ترجمہ:-وہ (ہر عیب سے) پاک ہے۔ جس نے زمین سے اگنے والی چیزیں اور خود ان لوگوں کے اور ان چیزوں کے جن کی انہیں خبر نہیں سب کے جوڑے پیدا کئے اور میری قدرت کی ایک نشانی رات ہے جس سے ہم دن کو کھینچ کر نکالتے ہیں تو اس وقت یہ لوگ اندھیرے میں رہ جاتے ہیں اور (ایک نشانی) آفتاب ہے جو اپنے ٹھکانے پر چل رہا ہے۔ یہ سب غالب واقف کار (خدا) کا باندھا ہوا اندازہ ہے۔ اور ہم نے چاند کے لیے منزلیں مقرر کر دی ہیں۔ یہاں تک کہ پھر آخر ماہ میں کھجور

Marfat.com

کی پرانی ٹہنی جیسا (پتلا ٹیڑھا) ہو جاتا ہے۔ سب اپنے اپنے مدار میں چکر لگا رہے ہیں۔

سورۃ انبیاء کی مذکورہ بالا آیات مبارکہ میں کئی ایک ایسے اصول بیان ہوئے جن کو موجودہ سائنس تسلیم کرتی ہے۔ مثلاً

1- یہ کہ سورج اور زمین کا مادہ ایک ہے۔

2- یہ کہ تمام جاندار چیزیں پانی سے پیدا ہوئی ہیں۔

3- بعض کے خیال میں زمین چلتی ہے اور پہاڑ اسکو تھامے ہوئے ہیں۔

4- یہ کہ زمین سورج اور چاند اپنے اپنے مدار میں تیرتے ہیں۔

اب ان امور کی کچھ تشریح کی جاتی ہے رتق کے معنی بند اور متصل اور فتق کے معنی شق کرنے کے لیے جائیں تو آیت مبارکہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اجرام سماوی اور زمین کا مادہ ایک ہے۔ جیسا کہ آج کل سائنسدانوں کا خیال ہے۔ اب تو یہ کہا جاتا ہے کہ زمین سورج کا کسی وقت ایک حصہ تھی۔

دوسرا یہ کہ تمام چیزیں پانی سے پیدا ہوئیں۔ اس کا علم سائنسدانوں کو قرآن کریم کے نزول کے بعد ہوا۔ سورۃ ھود میں آیا ہے:

وھو الذی خلق السموت والارض فی سته ایام وکان عرشه علی الماء (30)

ھود ۱۱:۷

"اور وہ تو وہی (قادر مطلق) ہے جس نے آسمان اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا اور اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا۔" اس سے ظاہر ہے کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش سے پہلے پانی یا گیس

یا ایتھر کی قسم کا مادہ موجود تھا۔ بعض سائنسدان جو اپنے مفروضہ نظریوں کے تحت خدا کی ہستی سے دانستہ یا نادانستہ اغماض کرتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ اس پانی یا ایتھر یا گیس میں خود بخود کشش اور گردش پیدا ہو گئی۔

تیسری بات۔ یہ کہ زمین گردش کرتی ہے۔ جس سے اجرام سماوی تیار ہوئے۔

قرآن کریم نے کل فی فلک یسبحون کے الفاظ فرما کر ان تمام حرکات پر مہر تصدیق مثبت کر دی۔ مزید براں زمین کی محوری گردش جس سے دن رات پیدا ہوتے ہیں اور اس کی سورج کے گرد گردش ایک بڑا متنازعہ فیہ امر ہے جس کے بارے میں سورۃ یٰس میں چند اصول بیان ہوئے ہیں:

1- سبحان الذی خلق الازواج کلھا سما تنبت الارض ومن انفسھم وسمالا یعلمون -(31)

یعنی وہ ہر عیب سے پاک ہے جس نے زمین سے اگنے والی چیزیں اور خود ان لوگوں کے اور ان چیزوں کے جن کی انہیں خبر نہیں سب کے جوڑے پیدا کیے۔

نباتات اور حیوانات کے جوڑوں کا علم تو اکثر کو ہے لیکن سائنسدانوں نے اب تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ پتھروں میں بھی ایسا شعور ہے۔

2- اگلی آیت میں آیا ہے کہ والشمس تجری لمستقرلھا ذلک تقدیر العزیز العلیم -(32) یٰس :۳۶-۳۸

یعنی اور ایک (نشانی) آفتاب جو اپنے ٹھکانے پر چل رہا ہے۔ یہ سب سے غالب اور واقف کار (خداؑ) کا (باندھا ہوا) اندازہ ہے۔

Marfat.com

بعض سائنس دانوں نے کہہ دیا ہے کہ سورج مع اپنے متعلقہ سیاروں وغیرہ کے برج Lyre کی طرف جارہا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ برج ہرکلیس کی طرف اس کی گردش ہے۔

عام طور پر کہا جاتا ہے کہ آسمان کوئی چیز نہیں یہ نیلی چھت جو اوپر نظر آتی ہے منتہائے نظر ہے لیکن قرآن کریم میں ایسے الفاظ استعمال ہوئے جیسے کہ اذا السماء انشقت -(33) یعنی جب آسمان پھٹ جائے گا۔ دوسری جگہ سورۃ رحمٰن میں آیا ہے-الشمس والقمر بحسبان والنجم و الشجر یسجدان والسما رفعھا و وضع المیزان الا تطغوا فی المیزان -(34) رحمن ۵۵:۵ تا۸

یعنی سورج اور چاند ایک مقرر حساب سے چل رہے ہیں اور بوٹیاں بیلیں اور درخت (سب اسی کو) سجدہ کرتے ہیں اور اسی نے آسمان بلند کیا اور ترازو کو قائم کیا۔ تاکہ تم لوگ ترازو (سے تولنے) میں حد سے تجاوز نہ کرو۔

ایک اور مقام پر آیا ہے۔

وزینا السماء الدنیا بمصابیح و حفظا ذلک تقدیر العزیز العلیم -(35) حم ۴۱-۱۲

یعنی اور ہم نے دنیا کے آسمانوں کو (ستاروں کے) چراغوں سے مزین کیا اور اسے خوب محفوظ رکھا۔ یہ واقف کار (سارا نظام) غالب (خدا) کے (مقرر کئے ہوئے) اندازے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ آسمان دنیا سے کیا مراد ہے۔ یہ سماء الدنیا جس کو کہا گیا ہے ہم نے اس کو چراغوں سے زینت بخشی ہے، ظاہر الطوار بھی ستاروں کا وسیع جال ہے جو آسمان کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پھیلا ہوا ہے۔ جس کو انگریزی میں Galaxy اور Milky way

اور اردو میں کہکشاں بھی کہتے ہیں اگر ہم کہکشاں کی تصویر دیکھیں تو سورج ہمیں بے حقیقت چیز نظر آتا ہے اگر کہکشاں ایک مضبوط چھت کی مانند نہ ہوتی تو سب کچھ مدت کا تباہ ہو جاتا قرآن کریم کے الفاظ میں اس کو سقف محفوظ کہا گیا ہے۔اذا السماء انشقت (یعنی جب آسمان پھٹ جائے گا) موجودہ صورت میں یہ محبت کا کام دے رہا ہے۔

سورۃ الرحمٰن کی آیت والسماء رفعها ووضع الميزان سے مراد یہ ہے کہ ہمارے اوپر اللہ نے ایک مضبوط اور مکمل چھت تیار کی جس کا اگرچہ ہر چھوٹا بڑا پرزہ خود بخود چل رہا ہے مگر آپس میں ٹکراتا نہیں ہے ہر ایک حصہ سارے نظام عالم کا بذات خود بھی قائم رکھنے والا ہے اور اسی کو قرآن کریم نے وضع المیزان کہا ہے۔جب کہ بعض سائنسدن اسے Law of Gravitation کہتے ہیں۔ان کے کہنے کے مطابق اس کشش سے یہ نظام عالم قائم ہے۔

اب حرکت زمین کی نسبت کچھ لکھا جاتا ہے۔سورۃ زمر میں ہے:

خلق السموات والارض بالحق يكور الليل على النهار و يكور النهار على الليل و سخر الشمس والقمر كل يجرى لا جل مسمى -(36)زمر ۳۹ : ۵

یعنی زمین اور آسمان کو بجا اور درست پیدا کیا وہی رات کو دن پر اوپر تلے لپیٹتا ہے اور وہی دن کو رات پر تہ بتہ لپیٹتا ہے اور اسی نے آفتاب اور ماہتاب کو مسخر کیا ہے۔یہ سب کے سب اپنے مقرر وقت تک چلتے رہیں گے۔

بعض کا خیال ہے کہ چلتے رہنے میں ارض بھی لفظ کل میں شامل ہے جب کہ دوسروں کا یہ

Marfat.com

خیال تھا کہ پھر السموات بھی اس میں شامل ہونا چاہیے جو محال ہے لیکن یہ خیال غلط ہے کیونکہ نہ صرف ہمارا سماء الدنیا جس کو (Galaxy) یا کہکشاں کہتے ہیں حرکت میں ہے۔ بلکہ دیگر Galaxies جو ہماری Galaxy کے اوپر ہیں وہ بھی حرکت میں ہیں۔ پہلے فرمایا:

یکور اللیل علی النھار و یکور النھار علی اللیل اور اس کے بعد فرمایا: سخر الشمس والقمر۔

جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ رات کو دن پر لپیٹنا اور دن کا رات پر لپیٹنے کے باعث سورج اور چاند نہیں بلکہ کوئی اور چیز ہے اور وہ زمین ہی ہو سکتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

الم ترا الی ربک کیف مد الظل ولوشاء لجعلہ ساکنا ثم جعلنا الشمس علیہ دلیلا ثم قبضۃ الینا قبضا یسیرا -(36) فرقان ۲۵ : ۴۵ تا ۴۶

یعنی کیا تم نے اپنے پروردگار کی قدرت کی طرف نظر نہیں کی کہ اس نے کیونکر سایہ کو پھیلا دیا اگر وہ چاہتا تو اس کو (ایک ہی جگہ) پر ٹھہرا ہوا کر دیتا پھر ہم نے آفتاب کو (اس کی شناخت کے واسطے) اس کا راہنما بنا دیا۔ پھر ہم نے اس کو تھوڑا تھوڑا کر کے اپنی طرف کھینچ لیا۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سائے کا دراز ہونا یا رات کا آنا سورج کی ذات پر مبنی نہیں ہے وہ تو اس کے لیے ایک دلیل ہے یعنی روشن کرنے والا ہے کوئی رہنمائی کرنے والا کسی چیز کی پیدائش کا باعث نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

اب گردش زمین کی نسبت سن لیجیے۔

ویوم نحشر من کل امته فوجا ممن یکذب باٰیتنا فهم یوزعون حتی اذا جاء و قال آکذبتم بایتی ولم تحیطوا بها علما اما ذاکنتم تعلمون۔ ووقع القول علیهم بما ظلموا فهم لا ینطقون۔ الم یروا انا جعلنا الیل لیسکنوا فیه والنهار مبصرا۔ ان في ذالک لایت لقوم یومنون۔ ویوم ینفخ فی الصور ففزع من فی السموات و من فی الارض الامن شاء الله ۔ وکل اتوه داخرین۔ و تری الجبال تحسبها جامدة وهی تمر مر السحاب۔ صنع الله الذی اتقن کل شئی انه خبیر بما تفعلون ۔من جاء بالحسنة فله خیرمنها وهم من فزع یومئذ امنون۔ ومن جاء بالسیة فکبت وجوهم فی النار هل تجزون الا ماکنتم تعملون--(37) نحل ۲۷ : ۸۳-۹۰

ترجمہ : اور اس دن کو یاد کر جس دن ہر امت سے ایک ایسے گروہ کو جو ہماری آیتوں کو جھٹلایا کرتے تھے (زندہ کر کے) لائیں گے اور وہ ان سے کہے گا: کیا تم نے ہماری آیتوں کو اچھی طرح سمجھے بوجھے بغیر جھٹلایا۔ بھلا تم کیا کرتے تھے چونکہ یہ لوگ ظلم کیا کرتے۔ ان پر (عذاب) کا وعدہ پورا ہو گیا پھر یہ لوگ کچھ بول بھی نہ سکیں گے کیا ان لوگوں نے یہ بھی نہ دیکھا کہ ہم نے رات کو اس لیے بنایا کہ یہ لوگ اس میں چین پائیں اور دن کو روشن تا کہ دیکھ بھال کریں بے شک اس میں ایمان لانے والوں کے لیے قدرت خدا کی بہت سی نشانیاں ہیں اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو جتنے لوگ آسمانوں میں ہیں اور جتنے لوگ زمین میں ہیں دہل جائیں گے۔ بجز اس کے جس کو اللہ چاہے (وہ البتہ مطمئن رہے گا) اور سب لوگ اس کی بارگاہ میں ذلت کی حالت میں حاضر ہوں گے اور تم پہاڑوں کو دیکھ کر جنہیں مضبوط جمے ہوئے سمجھتے ہو وہ بادل کی طرح اڑیں گے یہ بھی خدا کی

کاریگری ہے کہ جس نے ہر چیز کو خوب مضبوط بنایا ہے۔ بے شک جو کچھ تم لوگ کرتے ہو وہ اس سے خوب واقف ہے۔ جو شخص نیک کام کرے گا اس کے لیے اس کی جزاء اس سے کہیں بہتر ہے اور یہ لوگ اس دن خوف وخطر سے محفوظ رہیں گے اور جو لوگ برا کام کریں گے وہ منہ کے بل جنہم میں جھونکے جائیں گے۔ (اور ان سے کہا جائیگا) جو کچھ تم (دنیا میں) کرتے تھے پس اس کی جزا تمہیں دی جاتی ہے۔

بعضوں کی رائے میں تحسبھا جامدۃ میں پہاڑوں کی دنیاوی حالت کا بیان ہے اور وہی دونوں حالتیں قیامت کے متعلق ہیں لیکن ان کے معانی بیان کرنے میں یہ دقت پیش آئی کہ آگے آتا ہے: صنع اللہ الذی اتقن کل شئی۔

ترجمہ: یہ کاریگری ہے اللہ کی جس نے اپنی حکمت سے مضبوط بنایا ہر چیز کو۔

مولوی نذیر احمد مرحوم نے اس کو اس طرح سے حاصل کرنا چاہا ہے ان کے الفاظ نقل ہیں:

ہم نے تو یہ سمجھا کہ پہاڑوں کا قیامت کے دن اڑے اڑے پھرنا اس سبب سے ہو گا کہ ان کی بناوٹ میں فتور ہے بلکہ ان کی بناوٹ تو بڑی پختگی کے ساتھ ہے۔ مگر یہ خدا کی صناعی ہے کہ ایک چیز مضبوط اور مستحکم اور پختہ، ذرا سی کل مروڑ دینے سے بادلوں کی طرح اڑنے لگے۔

علامہ شبیر احمد عثمانی نے ذیل کا نوٹ لکھا

یعنی جن پہاڑوں کو تم اس وقت دیکھا کرتے ہو کہ ہمیشہ کے لیے زمین پر جمے ہوئے ہیں کبھی اپنی جگہ سے جنبش نہ کھا سکیں گے قیامت کے دن یہ روئی کے گالوں کی طرح اڑتے پھریں گے اور بادل کی طرح تیز رفتار ہوں گے۔

Marfat.com

وبست الجبال بسا فکانت ھباء منبثا -(38)واقعه ۵٦ : ۵ تا ٦

اور پہاڑ کہ بالکل چور چور ہو جائیں گے پھر ذرے بن کر اڑنے لگیں گے اور آخر کار نیست ونابود ہو جائیں گے۔

وفتحت السماء فکانت ابواب وسیرت الجبال فکانت سرابا -(39)
یعنی اور آسمان کھول دیئے جائیں گے اور اسی میں دروازے ہو جائیں گے اور پہاڑ چلائے جائیں گے تو وہ سراب ہو جائیں گے۔

سراب کے معنیٰ عام معنوں کے علاوہ نیست ونابود ہونے کے بھی ہیں۔

فقل ینسفا ربی نسفا -(40)طه ۲۰:۱۰۵

فقل ینسفها ربی نسفا تو کہہ ان کو بکھیر دے گا میرا رب۔ آیت ہذا کو زمین کی حرکت و سکون کے مسئلہ سے کچھ علاقہ نہیں جیسا کہ بعض متوہین نے سمجھا ہے۔

مولوی محمد علی نے اپنے تفسیر البیان میں کہا ہے کہ اس آیت میں بظاہر پہاڑوں کی مضبوطی اور ان کے آخر گزر جانے کا ذکر ہے لیکن آیت کا خاتمہ انه خبیر بما تفعلون پر کیا ہے یعنی افعال انسانی کی جزا اور سزا پر اس لیے جامد پہاڑوں کے گزر جانے کا اشارہ ان بڑے بڑے انسانوں کے گذر جانے کی طرف ہے جو حق کی مخالفت میں ہیں اور اس لحاظ سے صنع الله الذی اتقن بھی درست ہے جس میں اشارہ ہے کہ حق اس قدر مضبوط چیز ہے کہ پہاڑ بھی اس کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے اور بعض نے وھی تمر میں واؤ کو حالیہ کہا ہے۔اس صورت میں مطلب یہ ہو گا کہ تو پہاڑوں کو اپنی جگہ جما ہوا سمجھتا ہے جو ہلتے نہیں اور وہ بادل کی تیزی کے ساتھ چل رہے

Marfat.com

ہیں کیونکہ زمین کے ساتھ وہ چکر کھا رہے ہیں۔

میرے خیال ناقص میں 'و' حالیہ ہی ہے اور اس کے یہی معنی ہیں۔

دوسری جگہ آیا ہے۔

والذین لا یشھدون الزور واذامر وابالغو سرواکراما -(41)
یعنی وہ لوگ جو جھوٹے کاموں میں شامل نہیں ہوتے اور جب وہ بیہودہ کام کے پاس سے گزرتے ہیں وقار سے گزر جاتے ہیں۔

فاذا انفخ فی الصور نفخة واحده وحملت الارض والجبال فدکتا دکة واحده فیوںذ وقعت الواقعة(۴۲) جب پھونک ماردی جائے گی صور میں ایک بار اور اٹھائے جائیں گے زمین اور پہاڑ چور چور کر دیئے جائیں گے اور پھر پٹکے جائیں گے ایک چوٹ اور اس روز ہو جائے گا ہونے والا واقع۔

سورۃ الا طارق میں آیا ہے۔

والسماء ذات الرجع والارض ذات الصدع انه لقول فصل-(43) الطارق ۸۶ :۱۱تا ۱۳ "قسم ہے آسمان کی جس سے بارش برستی ہے اور زمین کی جو پھٹ جاتی ہے" بلاشبہ یہ قرآن قول فیصل ہے۔

بعض نے ذات الرجع کے معنی کئے ہیں چکر کھانے والے آسمان کی قسم دوسروں نے یہ معنی کئے ہیں کہ بارش لانے والے آسمان کی قسم یہ دوسرے معنی الفاظ والارض ذات الصدع کے ساتھ گو موزوں نظر آتے ہیں لیکن پہلے معنی بھی غلط نہیں جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ زمین بھی گردش کرتی ہے یہ سماء الدنیا بھی جس کو Galaxy کا نام دیا گیا ہے حرکت میں ہے۔

Marfat.com

حوالہ جات :

1- القرآن سورۃ یونس 36:10

2- ایضاً سورۃ یونس 10:10

3- ایضاً سورۃ الاعراف 185:7

4- ایضاً سورۃ یوسف 106'105:12

5- ایضاً سورۃ فاطر 27:22

6- ایضاً سورۃ آل عمران 191,190:30

7- ایضاً سورۃ الاعراف 54:8

8- ایضاً سورۃ الفرقان 2:25

9- ایضاً سورۃ الاعراف 11:7

10- ایضاً سورۃ الحشر 24:59

11 ایضاً سورۃ یٰس 82:36

12- ایضاً سورۃ الدخان 7:44

13- ایضاً سورۃ الملک 1:67

14- اخلاق ناصری

15- القرآن سورۃ السجدہ 9-6:32

16- ایضاً سورۃ آل عمران 170,169:3

17- ایضاً سورۃ الاعلیٰ 3-1:87

Marfat.com

18۔ ایضاسورۃالنور 43:24

19۔ ایضاسورۃالرعد13:13

20۔ ایضاسورۃالروم24:30

21۔ ایضاسورۃالرحمان22:55

22۔ ایضاسورۃفاطر12:35

23۔ ایضاسورۃالنمل69,68:16

24۔ ایضاسورۃمحمد15;47

25۔ ایضاسورۃ ق 9:30

26۔ ایضاسورۃالاعراف31;7

27۔ ایضاسورۃالمائدۃ88:5

28۔ ایضاسورۃالانبیاء21 : 30-33

29۔ ایضاسورۃ یٰس 40-36:36

30۔ ایضاسورۃھود7:11

31۔ ایضاسورۃیٰس 30:36

32۔ ایضا 38:36

33۔ ایضاسورۃالانشقاق1:84

34۔ ایضاسورۃالرحمان8-5:55

35۔ ایضاسورۃ حم السجدہ12:41

36۔ ایضاسورۃالفرقان46,45:25

37۔ ایضاسورۃالنمل 90-83:27

Marfat.com

38۔ ایضاً سورۃ الواقعہ 6,5:56

39۔ ایضاً سورۃ النباء 20,19:78

40۔ ایضاً سورۃ طٰہٰ 105:20

41۔ ایضاً سورۃ الفرقان 72;25

42۔ ایضاً سورۃ الحاقہ 15-13:69

43۔ ایضاً سورۃ الطارق 13-11:86

قرآن اور دیگر آسمانی کتب

قرآن کریم دوسرے مذاہب کی کتب مقدسہ کے مقابلے میں ایک جامع کتاب ہونے کی وجہ سے فضیلت رکھتا ہے۔اور یہ کہ قرآن عزیز اپنی صداقت کی آپ ہی دلیل ہے۔ چنانچہ قرآن مجید اپنی بے مثلیت پر اپنی صداقت کی بنیاد رکھتے ہوئے کہتا ہے:

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علے عبدنا فاتوا بسورة من مثله وادعوا شهداكم من دون الله ان كنتم صادقين فان لم تفعلوا فاتقوا لنار التى وقودها الناس والحجارة أعدت للكفرين۔ (1)

"اور اگر تم شک میں ہو اس کلام سے جو اتارا ہم نے اپنے بندے پر تو لے آؤ ایک سورۃ اس جیسی اور بلا لو اس کو جو تمہارا مددگار ہو اللہ کے سوا' اگر تم سچے ہو۔ پھر اگر ایسا نہ کر سکو اور ہر گز نہ کر سکو گے تو پھر بچو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ تیار کی ہوئی ہے کافروں کے واسطے۔"

قرآن کریم کی 114 سورتیں ہیں۔ ان سب میں چھوٹی سے چھوٹی تین آیات (یعنی سورہ کوثر) ہیں۔ مگر کافروں سے کہا گیا کہ اگر تم کو اس کلام کے کلام بشری ہونے کا خیال ہے تو تم بھی ایک سورۃ اس جیسی خوبیوں والی بنا کے لے آؤ اور اس کام کے لیے قابل اور لائق شعراء اور فصحا زمانہ کی خدمات حاصل کر لو۔ مگر تم اس جیسی ایک سورۃ بھی نہ بنا سکو گے۔ کیونکہ انسانی مصنوعات کی نقل اتاری جا سکتی ہے خدائی کاموں کی نقل نہیں ہو سکتی۔ اور جب تم اس کے مقابلے سے عاجز

Marfat.com

ہو جاؤ تو سمجھ لو کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کا کلام ہے۔ دنیا جانتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے سے لے کر آج تک چودہ سو سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ مگر کسی نے ایک سورۃ بھی بنا کر مقابلے میں پیش نہیں کی اور نہ کبھی قیامت تک ایسا ہو سکتا ہے۔

قرآن حکیم کی محفوظیت بھی مثل ہے کیونکہ اس کا ذمہ خود خدا نے لیا ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا اله لحافظون۔(2)

یعنی ہم نے ہی اس ذکر کو اتارا اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

بڑے سے بڑا متعصب بھی تسلیم کرتا ہے کہ دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو قرآن کریم کی طرح آج تک ہر قسم کی تحریفات سے پاک اور محفوظ رہی ہو۔ آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک سے لے کر آج تک کوئی لحہ اور کوئی ساعت ایسی نہیں بتائی جا سکتی جس میں ہزاروں اور لاکھوں حفاظ موجود نہ رہے ہوں جن کے ذریعے اس کے ہر لفظ کی اس طرح حفاظت کی گئی کہ نزول کے وقت سے آج تک زیر و زبر کا فرق نہ آسکا۔ حفاظت کا دعویٰ کر کے آخر تک اس کو نبھانا خدائی طاقت کے سوا کسی انسان سے نہیں ہو سکتا۔

دوسرے، قرآن کریم کی تعلیم ہر قسم کے زیغ اور کج رویوں سے پاک نہایت مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر قائم ہے۔ زمانہ کی ضرورتیں جس قدر بڑھتی جائیں گی قرآنی تعلیم کی ضرورت اور زیادہ ہمہ گیر ہوتی جائے گی۔

قرآن کا یہ دعویٰ ہے

انا ھذا القرآن یھدی للتی ھی اقوم۔ (3)

یعنی یہ قرآن بتلاتا ہے وہ راہ جو سب سے زیادہ سیدھی ہے۔

Marfat.com

اس دعویٰ کو ثابت کرنے کے لیے دیگر مشہور مذاہب کے احکام کا قرآن کریم کے احکام سے موازنہ کیا جائے گا۔

سب سے پہلے ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دس مشہور احکام کو لیتے ہیں۔ عیسائیوں اور یہودیوں کو خود ان کی ترتیب میں شکوک ہیں جیسا کہ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد 7 ص125 کے مضمون DECOLOGUE سے ظاہر ہے نیز خروج کے باب 25 اور باب 34 کے احکام بھی بالکل مختلف ہیں۔ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ باب 34 کے احکام رسومات ادا کرنے کے بارے میں ہیں سوائے پہلے ان تین حکموں کے جن میں غیر اللہ کی پرستش اور بتوں کو پوجنے کی مخالفت آئی ہے۔ اس لیے ہم وہی احکام اس جگہ لیں گے جو خروج کے باب 25 میں درج ہیں۔

تورات کا پہلا حکم

خداوند تیرا خدا جو تجھے ملک سے غلامی کے گھر سے نکال لایا میں ہوں۔ میرے حضور تو غیر معبودوں کو نہ ماننا۔

قرآن کریم کے احکام

1۔ والھکم اللہ واحد لا الہ الا ھو الرحمن الرحیم (4)

یعنی تم سب کا معبود ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

2۔ فاعلم انہ لا الہ الا اللہ (5)

یعنی جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں۔

Marfat.com

3۔ قل انی نہیت ان اعبدالذین تدعون من دون اللہ لما جاء نی البینت من ربی وامرت ان اسلم لرب العلمین۔ (6)

یعنی ان سے کہہ دو کہ مجھے منع کر دیا گیا ہے اس سے کہ پوجوں ان کو جنہیں تم پکارتے ہو سوائے اللہ کے جبکہ پہنچ گئی میرے پاس کھلی نشانیاں میرے رب کی طرف سے۔ اور مجھ کو حکم ہوا کہ میں تابعدار رہوں جہان کے پروردگار کا۔

4۔ الحمد للہ الذی خلق السموات والارض وجعل الظلمات والنور۔ ثم الذین کفروا بربھم یعدلون۔ (7)

یعنی سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور تاریکیوں کو نور بنایا۔ پھر (باوجود اس کے) کفار اوروں کو خدا کا شریک بناتے ہیں۔

اس آیت میں کفار کے تین گروہوں کی تردید کی گئی ہے۔ ایک دہریوں کی جو اس بات کے قائل ہیں کہ ان اشیاء کا خالق کوئی نہیں بلکہ یہ چیزیں خود بخود بن گئیں۔ دلائل سے توحید کا ثبوت اور شرک کی تردید اور ہر ایک کی جزاو سزا کا مکمل بیان قرآن کریم ہی کا حصہ ہے۔ دوسرے ان لوگوں کو جو اس کے قائل ہیں کہ ظلمت و نور کے الگ الگ خالق ہیں یعنی اہرمن ویزداں۔ تیسرے ان مشرکین کی جو بتوں کو خدا کہتے ہیں۔

5۔ ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشا ومن یشرک باللہ فقد ضل ضللا بعیداً۔ (8)

یعنی بے شک اللہ نہیں بخشتا ہے اس بات کو کہ اس کا شریک کیا جائے اور بخشتا ہے اس کے سوا جس کو چاہے۔ اور جس نے شریک ٹھہرایا اللہ کا وہ بھٹک کر بہت دور جا پڑا۔

Marfat.com

6۔ قل هو الله احد الله الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد۔ (9)

یعنی کہہ دیجئے کہ اللہ ایک ہے نہ اس نے کسی کو جنا نہ کسی سے جنا گیا اور کوئی اس کا ہم پلہ نہیں (اپنی ذات وصفات میں بے مثل ہے) اس سورۃ کا نام سورۃ اخلاص ہے اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید و تقدیس کا مکمل بیان ہے۔ جو دعویٰ توحید کے بعد تین فقروں میں ادا کر دیا گیا ہے اول یہ کہ سب اس کے محتاج ہیں' وہ کسی کا محتاج نہیں۔ وہ اللہ الصمد ہے۔ دوم نہ اس کے والدین ہیں نہ اولاد ۔ کوئی اس جیسی صفتوں والا اور اس کے مرتبے کا نہیں ہے۔ اور یہ تینوں باتیں ہی کلمہ طیبہ کا مفاد ہے۔ اس لیے کہا گیا ہے سورۃ اخلاص کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کی مکمل تفسیر ہے۔

تورات کا دوسرا حکم:

(الف) تو اپنے لیے کوئی تراشی ہوئی مورت نہ بنانا' نہ کسی چیز کی صورت بنانا۔ اب جو اوپر آسمان میں یا نیچے زمین میں زمین کے نیچے پانی میں ہے ان کے آگے سجدہ نہ کرنا اور نہ ان کی عبادت کرنا کیونکہ خداوند تیرا غیور خدا ہوں اور جو مجھ سے عداوت رکھتے ہیں' میں ان کی اولاد کو تیسری اور چوتھی پشت تک باپ دادا کی بدکاری کی سزا دیتا ہوں۔ اور ہزاروں پر جو مجھ سے محبت رکھتے ہیں اور میرے حکموں کو مانتے ہیں' رحم کرتا ہوں۔

قرآن کریم کے احکام

1۔ لا تجعل مع الله الها اخر فتقعد مذموماً مخذولاً وقضى ربك الا تعبدوا الا اياه۔ (10)

یعنی اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود نہ بنانا ورنہ تو قابل مذمت ذلیل اور رسوا ہو کر بیٹھے کا بیٹھا رہ جائے گا۔ تیرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی دوسرے کی

عبادت نہ کرنا۔

2۔ وجاوزنا ببنی اسرائیل البحر فاتوا علی قوم یعکفون علی اصنام لھم قالوا یموسی اجعل لنا الٰھا کما لھم الٰھة قال انکم قوم تجھلون' ان ھو لا متبر ماھم فیہ و بطل ماکانوا یعملون۔ (11)

"اور پار اتار دیا ہم نے بنی اسرائیل کو سمندر سے تو پہنچے ایک قوم پر جو جمے تھے (پوجنے میں) اپنے بتوں پر۔ کہنے لگے اے موسیٰ ہماری عبادت کے لیے بھی ایک ایسا ہی خدا جیسے ان کے خدا ہیں بنادے۔ کہا تم لوگ بڑے جاہل ہو۔ ان لوگوں کا یہ دھندا تباہ ہونے والا ہے۔ باطل اور بے کار محض ہے وہ کام جو یہ کر رہے ہیں۔"

تورات کا تیسرا حکم :

3۔ تو اپنے باپ اور ماں کی عزت کرنا تاکہ تیری عمر اس ملک میں (خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے)' دراز ہو۔

قرآن حکیم کے احکام :

وبالوالدین احسانا۔ اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلھما فلا تقل لھما اف ولا تنھر ھما۔ وقل لھما قولا کریما واخفض لھما جناح الذل من الرحمة و قل رب ارحمھما کما ربّینی صغیرا۔ ربکم اعلم بما فی نفوسکم ان تکونوا صالحین۔ فانہ کان للاوابین غفورا۔ (12)

ترجمہ : اور ماں باپ سے نیکی کرنا اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے

Marfat.com

بڑھاپے کو پہنچیں اور کسی بات پر خفا ہوں تو خبردار ان کے جواب میں اف تک نہ کہنا۔ نہ ان کو جھڑکنا اور (جب کچھ کہنا ہو تو) بہت ادب سے بات کیا کر اور ان کے سامنے نیاز مندی سے خاکساری کا پہلو جھکائے رکھ اور (ان کے حق میں) دعا کر کہ اے میرے پالنے والے جس طرح انہوں نے میرے بچپنے میں میری پرورش کی ہے اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔ تمہارے دل کی بات تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے۔ اگر تم واقعی ایسے نیک ہو گے اور خطا ہو جانے پر اس کی طرف رجوع کرو گے (بھولے سے خطا کی ہے تو وہ تمہاری خطا معاف کر دے گا) کیونکہ وہ توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

ووصينا الانسان بوالديه حملة امه وهنا علی وهن وفصله فی عامین ان اشکر لی ولوالدیک الی المصیر۔ وان جهدک علی ان تشرک بی مالیس لک به علم فلا تطعهما و صاحبهما فی الدنیا معروفا واتبع سبیل من اناب الی ثم الی مرجعکم فانبئکم بما کنتم تعملون۔ (13)

یعنی ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے واسطے کہ پیٹ میں رکھا اس کو ماں نے باوجود تھکنے اور کمزور ہو جانے کے اور دودھ چھڑانا اس کا دو برس میں تھا' اس امر کی تاکید کر دی کہ میرا اور اپنے ماں باپ کا شکریہ ادا کریں۔ آخر کار میرے ہی تک آنا ہے۔ اور اگر وہ دونوں زور لگائیں اس بات پر کہ تو شریک کرے میرا اس چیز کو جو تجھے معلوم نہیں تو ان کا کہنا مت مان۔ اور ساتھ دے تو ان کا دنیا میں دستور کے مطابق اور اس کے طریقہ پر چل جو میری طرف متوجہ ہوا۔ پھر میری ہی طرف تم کو پھر کر آنا ہے اس وقت میں تم کو جتلا دوں گا وہ سب باتیں جو تم کرتے تھے۔

Marfat.com

تورات کا چوتھا حکم :

تو زنا نہ کرنا

قرآن حکیم کے احکام

1۔ ولا تقربوا الزنا انه كان فاحشة وساء سبيل (14)

اور (دیکھو) زنا کے پاس بھی نہ پھٹکنا کیونکہ بے شک وہ بڑی بے حیائی کا کام ہے اور بہت برا راستہ ہے۔

2۔ قل للموسنين يغضوا من ابصارهم و يحفظوا فروجهم ذلكم اذكى لهم ان الله خبير بما يصنعون۔ وقل للموسنات يغضفن من ابصارهن ويحفظن فروجهن ولا يبدين زينتهن الا ماظهر منها۔ (15)

یعنی کہہ دیں ایمان والوں کو کہ نیچی رکھیں اپنی نظریں اور محفوظ رکھیں اپنے ستر کو۔ ان کے لیے اس میں خوب پاکی اور ستھرائی ہے۔ بے شک اللہ کو خبر ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور کہہ دے ایمان والیوں کو کہ نظریں نیچی رکھیں اور حفاظت کریں اپنی شرمگاہ کی۔ اور نہ دکھائیں اپنا سنگھار ہاں مگر جو کھلی چیز ہے اس میں سے۔

تورات کا پانچواں حکم :

تو خون نہ کرنا۔

قرآن حکیم کے احکام :

1۔ ولا تقتلوا النفس التي حرم الله الا بالحق وسن قتل مظلوما فقد جعلنا لوليه سلطناً فلا يسرف فی القتل انه كان منصوراً۔ (16)

Marfat.com

"جس جان کا مارنا خدا نے حرام کیا ہے اس کو قتل نہ کرنا مگر جائز طور پر اور جو شخص ناحق مارا جائے تو ہم نے اس کے وارثوں کو (قاتل پر قصاص) کا قابو دیا ہے تو اسے چاہیے کہ خون کا بدلہ لینے میں زیادتی نہ کرے بیشک وہ مدد دیا جائے گا۔"

2۔ وما کان لمومن ان یقتل مومنا الا خطاء ومن قتل مومنا خطاء فتحریر رقبه مومنة ودیةمسلمة الی اهله الا ان یصدقوا ۔ فان کان من قوم عدولکم وهو مومن فتحریر رقبة مومنة۔ وان کان من قوم بینکم و بینهم میثاق فدیته مسلمة الی اهله و تحریر رقبة مومنة۔ فمن لم یجد فصیام شهرین متتابعین توبة من الله وکان الله علیما حکیما۔ و من یقتل مومنا متعمدا فجزاوه جهنم خالدا فیها وغضب الله علیه ولعنة واعدله عذابا عظیماً۔ (17)سورة النساء ٤۔آیته ۹۲۔۹۳

یعنی اور مسلمان کا کام نہیں کہ قتل کرے مسلمان کو مگر غلطی سے۔ اور جو قتل کرے مسلمان کو غلطی سے تو آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی اور خون بہا پہنچائے اس کے گھر والوں کو مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں۔ پھر اگر مقتول تھا ایسی قوم میں سے کہ وہ تمہارے دشمن ہیں اور خود وہ مسلمان تھا تو آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی۔ اور اگر وہ تھا ایسی قوم میں سے کہ تم میں اور ان میں عہد ہے تو خون بہا پہنچائے اس کے گھر والوں کو اور آزاد کرے گردن ایک مسلمان کی۔ پھر جس کو میسر نہ ہو تو اللہ سے گناہ بخشوانے کے لیے دو مہینے متواتر روزے رکھے اور اللہ جاننے والا حکمت والا ہے اور جو کوئی قتل کرے مسلمان کو جان بوجھ کر تو اس کی سزا دوزخ ہے اور غضبناک ہو گا اللہ اس پر اور دور کیا اس کو اپنی رحمت سے تیار کیا ہوا ہے اس کے لیے عذاب دردناک۔

Marfat.com

تورات کا چھٹا حکم :

چوری نہ کرنا۔

قرآن کریم کے احکام :

یاایھا النبی اذا جائک المومنات یبایعنک علی ان لا یشرکن باللہ شیئا ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولا دھن ولایاتین ببھتان یفترینہ بین ایدیھن ارجلھن ولا یعصینک فی معروف فبایعھن واستغفر لھن اللہ ان اللہ غفور رحیم۔ (18)

یعنی اے نبیؐ جب آئیں تیرے پاس مسلمان عورتیں بیعت کرنے کے لیے اس بات پر کہ شریک نہ ٹھہرائیں کسی کو اللہ کا اور چوری نہ کریں اور بدکاری نہ کریں اور اپنی اولاد کو نہ مار ڈالیں (عار یا مفلسی کے ڈر سے) جھوٹ اور بہتان نہ تراشیں اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اور تیری نافرمانی نہ کریں کسی بھلے کام میں تو ان شرائط پر ان سے بیعت لے لے اور معافی مانگ ان کے واسطے اللہ سے۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

2۔ والسارق والسارقة فاقطعوا ایدھما جزآ ء بما کسبا نکالا من اللہ واللہ عزیز حکیم۔ فمن تاب من بعد ظلمہ واصلح فان اللہ یتوب علیہ ان اللہ غفور رحیم۔ (19) المائدہ : ۳۸۔۳۹

ترجمہ : اور چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت کاٹ ڈالو ان کے ہاتھ سزا میں ان کی۔ یہ سزا بطور عبرت ہے اللہ کی طرف سے۔ اور اللہ بڑا غالب ہے اور حکمت والا ہے پھر جس نے

Marfat.com

توبہ کی ایسے ظلم کے پیچھے اور درست کیا اپنی حالت کو یعنی نیک بن گیا۔ تو اللہ قبول کرتا ہے توبہ اس کی۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تورات کا ساتواں حکم

تم اپنے پڑوسی کے خلاف جھوٹی شہادت نہ دینا۔

قرآن حکیم کے احکام:

قرآن مجید میں جھوٹی گواہی دینے سے مطلقاً منع فرمایا گیا ہے۔ خواہ وہ پڑوسی کے خلاف ہو یا موافق یا اپنے اقرباء اور عزیزوں کے حق میں ہو۔ حق گوئی سے اپنا نقصان ہوتا ہے پھر بھی جھوٹی گواہی نہ دے۔ بلکہ دشمنوں کے خلاف بھی جھوٹی شہادت دینے سے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

یایھا الذین امنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولا یجرمنکم شنان قوم علی الا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون۔ (۲۰)

یعنی اے ایمان والو خدا کی خوشنودی کے لیے انصاف کے ساتھ گواہی دینے کے لیے تیار ہو جاؤ اور تمہیں کسی قوم کی عداوت اس جرم میں نہ پھنسا دے کہ تم ناانصافی کرنے لگو۔ تم ہر (ہر حال میں) انصاف کرو۔ یہی پرہیزگاری سے بہت قریب ہے اور خدا سے ڈرو کیونکہ جو کچھ کرتے ہو (اچھا یا برا) وہ اسے خوب جانتا ہے۔

Marfat.com

تورات کا آٹھواں حکم :

اپنے پڑوسی کے گھر کا لالچ نہ کرنا۔ تو اپنے پڑوسی کی بیوی کا لالچ نہ کرنا اور نہ اس کے غلام اور اس کی لونڈی اور اس کے بیل اور اس کے گدھے کا اور نہ اپنے پڑوسی کی کسی اور چیز کا لالچ۔

قرآن کریم کا حکم :

واعبدوا الله ولا تشركوا به شيئا وبالوالدين احسانا وبذى القربى واليتمى والمسكين والجار ذى القربى والجار الجنب و الصاحب بالجنب وابن السبيل وماملكت ايمانكم ان الله لا يحب من كان مختالا فخورا۔ (21)

ترجمہ: اللہ کی بندگی کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں' یتیموں' مسکینوں' ہمسایہ' قریب اور دور کے' پہلو میں بیٹھنے والے مصاحبین اور پردیسی مسافروں اور لونڈی غلام کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ بے شک خدا اکڑ کر چلنے والوں اور شیخی سازوں کو دوست نہیں رکھتا۔

تورات کا نواں حکم :

یاد کر تو سبت کے پاک دن کو ماننا۔ چھ دن تو محنت کر کے اپنا کام کاج کرنا لیکن ساتواں دن تیرے خدا کا سبت ہے۔ اس میں نہ تو کوئی کام کر نہ تیرا بیٹا نہ تیری لونڈی کوئی مسافر جو تیرے ہاں تیرے پھاٹکوں کے اندر ہو۔ کیونکہ خداوند نے چھ دن میں زمین آسمان اور سمندر اور جو کچھ ان میں ہے وہ سب کچھ بنایا اور ساتویں دن آرام کیا۔ اس لیے خداوند نے سبت کے دن کو برکت دی اور اسے مقدس ٹھہرایا۔

قرآن حکیم کے احکام:

ولقد خلقنا السموات والارض وما بینهما فی ستة ایام وما مسنا من لغوب (22)

یعنی ہم نے یقیناً زمین وآسمان اور جو کچھ ان میں ہے چھ دن میں پیدا کئے اور تھکان نے ہمیں نہیں چھوا۔ تورات کے لفظ آرام کرنے سے جو تھکنے کا شبہ ہوتا ہے وہ قرآن نے بالکل صاف کر دیا اور دوسری جگہ ہے۔ کل یوم ہو فی شان۔ (23)

یعنی ہر روز وہ ایک نئی شان میں ظاہر ہوتا ہے۔

سبت یعنی ہفتہ کے دن کی بجائے جمعہ کے دن کو مسلمانوں کے لیے چن لیا جس کی نسبت قرآن کریم میں یوں فرمایا

یایها الذین آمنوا اذا نودی للصلوة من یوم الجمعة فاسعوا الی ذکر الله وذروا البیع ذلکم خیرلکم ان کنتم تعلمون۔ فاذا قضیت الصلوة فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل الله واذکروا الله کثیراً لعلکم تفلحون۔ (24) جمعه ۹۔۱۰

یعنی اے ایمان دارو جب جمعہ کے دن نماز جمعہ کے لیے اذان دی جائے تو خدا کے ذکر (خطبہ اور نماز) کی طرف دوڑو۔ اور جلدی کرو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ اگر تم سمجھو تو یہی تمہارے لیے بہتر ہے۔ پھر جب نماز ہو چکے تو زمین میں پھیل جاؤ۔ اور خدا کے فضل سے (اپنی روزی) کی تلاش کرو۔ اور خدا کو بہت یاد کرتے رہا کرو۔ تاکہ تم دلی مرادیں پاؤ۔

Marfat.com

توراۃ کا دسواں حکم :

تو خداوند اپنے خدا کا نام بے فائدہ نہ لینا۔ اور خداوند اسے گناہ نہ ٹھہرائے گا۔

قرآن کریم کے احکام :

لا یواخذکم الله باللغو فی ایمانکم ولکن یواخذکم بما عقدتم الایمان فکفارته اطعام عشرة مساکین من اوسط ما تطعمون اهلیکم او کسوتهم او تحریر رقبة فمن لم یجد فصیام ثلاثة ایام ذلک کفارة ایمانکم اذا حلفتم واحفظوا ایمانکم کذالک یبین الله لکم ایته لعلکم تشکرون۔ (25) المائدہ:٥۔٨٩

تم لوگ جو مہمل قسمیں کھا لیتے ہو ان پر اللہ گرفت نہیں کرتا' مگر جو قسمیں تم جان بوجھ کر کھاتے ہو ان پر وہ ضرور تم سے مواخذہ کرے گا۔ اس کا کفارہ یہ ہے کہ ١٠ مسکینوں کو وہ اوسط درجے کا کھانا کھلاؤ جو تم اپنے بچوں کو کھلاتے ہو یا انہیں کپڑے پہناؤ یا ایک غلام آزاد کرو۔ اور جو اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ تین دن کے روزے رکھے یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم اٹھاؤ اور حفاظت کیا کرو اپنی قسموں کی اس طرح کھول کر بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی آیتیں تاکہ تم شکریہ ادا کرو۔ المائدہ ٥۔٨٩۔

انجیل کا حکم :

مبارک ہیں وہ دل جو کہ غریب ہیں جو حلیم ہیں جو راست باز ہیں کہ بھوکے پیاسے ہیں۔ جو رحمدل ہیں۔ جو پاک دل ہیں جو صلح کراتے ہیں۔ جو راست بازی کے سبب سے ستائے گئے ہیں۔

قرآن حکیم :

قرآن کریم کی سورۃ فرقان ٢٥ آیت 63 تا 74 پ19 میں اللہ کے خالص بندوں کی

Marfat.com

اس طرح تعریف کی گئی ہے۔

وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجھلون قالوا سلما ط والذین یبیتون لربھم سجدا و قیاما ط والذین یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جھنم ط ان عذابھا کان غراماً انھا ساء ت مستقراً و مقاماً ط والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذالک قواماً ط والذین لا یدعون مع اللہ الھا اخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ط ومن یفعل ذلک یلق اثاماً۔ یضعف لہ العذاب یوم القیامۃ و یخلد فیہ مھاناً ط الا من تاب وامن و عمل عملاً صالحاً فاولئک یبدل اللہ سیأتھم حسنت ط وکان اللہ غفوراً رحیماً ط ومن تاب وعمل صالحاً فانہ یتوب الی اللہ متاباًط والذین لا یشھدون الزور واذا مروا باللغو مروا کراماًط والذین اذا ذکروا بایات ربھم لم یخروا علیھا صماً وعمیاناً ط والذین یقولون ربنا ھب لنا من ازواجنا و ذریتنا قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماماً۔ (26) الفرقان ۲۵۔۶۳:۷۴

ترجمہ: یعنی رحمٰن کے خالص بندے وہ ہیں جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جاہل ان سے جہالت کی بات کرتے ہیں تو سلام کہتے ہیں اور جو اپنے پروردگار کے واسطے سجدہ اور قیام میں رات گزارتے ہیں اور وہ لوگ جو دعا کرتے ہیں کہ پروردگار ہم سے جہنم کا عذاب دور رکھو کیونکہ اس کا عذاب بہت سخت اور پائدار ہو گا۔ بے شک وہ برا ٹھکانہ ہے۔ اور برا مقام ہے اور وہ لوگ کہ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ وہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے اور اس کے درمیان قائم رہتے ہیں اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہیں پکارتے اور ناحق ایسی جان کو نہیں مارتے جس کا مارنا منع ہو اور نہ زنا کرتے ہیں اور جو کوئی ایسا کرے وہ گناہگار ہو جائے گا۔

Marfat.com

قیامت کے روز اسے دوہرا عذاب دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ کے لیے ذلیل ہو کر اس میں رہے گا ہاں جو توبہ کر گیا' ایمان لے آیا اور نیک عمل کرتا رہا تو ایسے لوگوں کی برائیوں کو اللہ نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بڑا بخشنے والا رحم والا ہے۔ جو کوئی توبہ کرتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے وہ دراصل اللہ کی طرف لوٹ آتا ہے اور وہ لوگ جو جھوٹی شہادت نہیں دیتے اور لغویات کے پاس سے گزرنا پڑے تو وقار کے ساتھ گزر جاتے ہیں۔ اور وہ کہ جب ان کے سامنے ان کے رب کی آیات کا ذکر ہو تو ان پر گونگے اندھے بن کر نہیں رہ جاتے اور وہ جو کہتے ہیں ہمارے رب ہمیں ایسی بیویاں اور ایسی اولاد عطا کر جو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہوں اور ہمیں پرہیز گاروں کیلئے پیشوا بنا دے۔

انجیل کا حکم:

اور تم سن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا کہ خون نہ کرنا اور جو کوئی خون کرے گا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہو گا اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غصے ہو گا وہ عدالت کی سزا کے لائق ہو گا اور جو کوئی اپنے بھائی کو پاگل کہے گا وہ صدر عدالت کی اور جو کوئی اسے احمق کہے گا تو وہ آتش جہنم کا سزاوار ہو گا۔ تم سن چکے ہو کہ تم سے کہا گیا تھا کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ شریر کا مقابلہ نہ کرنا۔

بلکہ جب کوئی تیرے داہنے گال پر طمانچہ مارے دوسرا بھی اس کی طرف پھیر دے اور اگر کوئی نالش کر کے تیرا کرتہ لینا چاہتا ہے تو توچغہ بھی اسے لینے دے اور جو کوئی تجھے ایک کوس بیگار میں لے جائے اس کے ساتھ دو کوس چلا جا۔ جو کوئی تجھ سے مانگے اسے دے دے اور جو کوئی تجھ سے قرض چاہے اس سے منہ نہ موڑ۔

Marfat.com

قرآن حکیم:

والذین یجتنبون کبائر الاثم والفواحش وذا ما غضبوا هم یغفرون۔ والذین استجابوا لربھم واقاموا الصلوۃ وامرھم شوری بینھم و مما رزقنھم ینفقون ط والذین اذا اصابھم البغی ھم ینتصرون ط و جزواء سیئۃ مثلھا فمن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ انہ لا یحب الظلمین ط ولمن انتصر بعد ظلمہ فاء اولئک ما علیھم من سبیل ط انما السبیل علی الذین یظلمون الناس ویبغون فی الارض بغیر الحق اولئک لھم عذاب علیم ط ولمن صبر وغفران ذلک لمن عزم الامور۔ (27) شوری ۴۲ :(۳۷۔۴۳)

یعنی جو لوگ بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے رہتے ہیں اور جب غصہ آجاتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں اور جو اپنے پروردگار کا حکم مانتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور ان کے کل کام آپس کے مشورے سے ہوتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں اور وہ ایسے ہیں کہ جب ان پر کسی قسم کی زیادتی ہوتی ہے تو وہ واجبی بدلہ لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ اسی قسم کی برائی ہے کہ جو شخص معاف کر دے اور معاملہ کی اصلاح کر دے تو اس کا ثواب خدا کے ذمہ ہے بے شک وہ ظلم کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جس پر ظلم ہوا ہو وہ اگر اس کے بعد انتقام لے تو ایسے لوگوں پر کوئی الزام نہیں الزام تو بس ان لوگوں پر ہوگا جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور روئے ملک میں لوگوں پر ظلم کرتے ہیں ان لوگوں کے لیے درد ناک عذاب ہے اور جو صبر کرے اور قصور معاف کر دے تو بے شک یہ بڑے حوصلے کا کام ہے۔

Marfat.com

انجیل کا حکم :

متی کے باب 6 فقرات 9 تا 13 میں یہ دعا درج ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو سکھائی۔

اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے تیرا نام پاک مانا جائے۔

لوقا میں دعا کا اس طرح ذکر ہے: اے باپ تیرا نام پاک مانا جائے تیری بادشاہی آئے تیری مرضی آسمان پر جیسے پوری ہوئی ہے' زمین پر بھی ہو۔

لوقا میں یوں ہے: ہماری روز کی روٹی ہر روز ہمیں دیا کر اور جس طرح ہم نے اپنے قرض داروں کو معاف کیا ہے تو بھی ہمارے قرض معاف کر۔ اور ہمارے گناہ معاف کر کیونکہ ہم بھی اپنے قرض دار کو معاف کرتے ہیں اور ہمیں آزمائش میں نہ لا بلکہ برائی سے بچا۔

قرآن کریم کا حکم :

ھواللہ الذی لا الہ الا ھو ج علم الغیب والشھادۃ ج ھوالرحمن الرحیم ط ھواللہ الذی لا الہ الا ھو ج الملک القدوس السلٰم المومن المھیمن العزیز الجبار المتکبر ط سبحان اللہ عما یشرکون ط ھو اللہ الخالق الباریٔ المصور لہ الاسماء الحسنیٰ ط یسبح لہ ما فی السمٰوٰت والارض و ھو العزیز الحکیم (28) الحشر ۵۹ (۲۲۔۲۴)

ترجمہ : وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے۔ وہی بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں (حقیقی) بادشاہ

Marfat.com

پاک ذات (ہر عیب سے بری) سلامتی وامن دینے والا' نگہبان' غالب' زبردست بڑائی والا۔ یہ لوگ جس کو اس کا شریک ٹھہراتے ہیں اس سے پاک ہے۔ وہی اللہ تمام چیزوں کا خالق ہے' موجد' صورتوں کا بنانے والا اس کے اچھے اچھے نام ہیں۔ جو چیزیں سارے آسمان و زمین میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتی ہیں اور وہی غالب حکمت والا ہے۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم ط الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم سالک یوم الدین ط ایاک نعبد و ایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم والاالضالین۔ (29)الفاتحہ ۱(ا۔۷)

"اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ سب تعریف خدا ہی کے واسطے (سزاوار) ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ روز جزا کا حاکم ہے۔ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔ تو ہم کو سیدھی راہ دکھا۔ ان لوگوں کی راہ جنہیں تو نے اپنی نعمت عطا کی نہ ان کی راہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا۔ اور نہ گمراہوں کی۔

یسبح للہ ما فی السموت وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم۔ (-30)الجمعہ ٦٢۔١

یعنی جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے (سب) خدا کی تسبیح کرتی ہیں جو حقیقی بادشاہ پاک ذات زبردست حکمت والا ہے۔

اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم ۔ لاتاخذہ سنۃ ولا نوم۔ لہ ما فی السمٰوٰت وما فی الارض ۔ من ذالذی یشفع عندہ الا باذنہ ط یعلم ما بین ایدیھم وما خلفھم ج

ولا يحيطون بشئی من علمه الا بما شاء ج وسع کرسیه السموٰت والارض ولا یئوده حفظهما ج وهو العلی العظیم۔ (31) البقره:۲-۲۵۵

ترجمہ: یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (وہ) زندہ (حیی) ہے اور ہمیشہ رہنے والا (قیوم) ہے۔ اس کو نہ نیند آتی ہے نہ اونگھ۔ جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے (غرض سب کچھ) اس کا ہے۔ کون ایسا ہے جو بدوں اس کی اجازت کے اس کے پاس کسی کی سفارش کرے۔ جو کچھ کہ ان کے سامنے موجود ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہو چکا ہے وہ سب کو جانتا ہے اور لوگ اس کے علم میں سے کسی چیز پر بھی احاطہ نہیں کر سکتے۔ مگر وہ جسے چاہے جتنا سکھا دے۔ اس کی کرسی سب آسمانوں اور زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور ان دونوں (آسمان و زمین) کی نگہداشت اس پر کچھ بھی گراں نہیں اور وہ بڑا عالیشان / عالی رتبہ بزرگ مرتبہ والا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا میں ہے کہ تیرا پاک نام مانا جائے۔ آپ ذرا غور فرمائیں کہ قرآن کریم نے قدوسیت پر کس قدر زور دیا ہے اس سے پہلے تو کہیں دو خداؤں کہیں تین خداؤں اور کہیں ہزاروں دیوتاؤں کی پرستش ہوتی تھی جن کو خدائی حصہ دار سمجھا جاتا تھا۔

متذکرہ بالا نقشے سے ظاہر ہے کہ جو شخص جتنا ایاک نعبدو و ایاک نستعین پر عمل کرے گا اتنا ہی وہ کرہ ملکوتی میں قدم رکھنے کے قابل ہو گا۔ جتنا وہ اس سے دور ہو گا اتنا ہی گمراہوں اور مغضوبین میں سے ہو گا۔ خدا ہم کو سیدھے راستے پر چلنے کی توفیق دے۔ آمین

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سورۃ فاتحہ میرے اور میرے بندے کے درمیان نصفا نصف ہے۔

Marfat.com

اس سورۃ مبارکہ میں اسم ذات اللہ کے ساتھ چار اسم صفات کا ذکر ہوا یعنی رب، رحمٰن، رحیم اور مالک یوم الدین۔ دیکھئے ان سے مستفید ہونے کے لیے کن الفاظ میں دعا کی ہدایت ہوئی ہے۔

الحمدلله رب العلمين ۔ الرحمن الرحيم۔ مالک يوم الدين ط اياک نعبدو اياک نستعين ط اهدنا الصراط المستقيم ۔صراط الذين انعمت عليهم۔ غير المغضوبِ عليهم ولا الضالين۔

انجیل کا حکم:

تم سن چکے ہو کہ کہا گیا تھا کہ اپنے پڑوسی سے محبت رکھو اور اپنے دشمن سے عداوت لیکن تم سے کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لیے دعا کرو تا کہ تم اپنے باپ کے جو آسمان میں ہے بیٹے ٹھہرو۔

قرآن حکیم:

قرآن حکیم میں دشمنوں کو دوست بنانے کا ایک طریقہ اس طرح بتایا گیا ہے:

ومن احسن قولاً ممن دعا الى الله وعمل صالحا وقال انني من المسلمين ولا تستوى الحسنة ولا السئيه ط ادفع بالتى هى احسن فاذا الذى بينك وبينه عداوة كانه ولى حميم ۔ وما يلقها الا الذين صبروا ج وما يلقها الا ذوحظ عظيم (32) حم :۴۱(۳۳ـ۳۵)

ترجمہ اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو لوگوں کو خدا کی طرف بلائے اور اچھے کام کرے اور کہے کہ میں بھی یقیناً خدا کے بندوں میں ہوں۔ اور بھلائی برائی کبھی برابر نہیں ہو

Marfat.com

سکتی۔ تو برائی کا ایسے طریقے سے جواب دے جو نہایت اچھا ہو۔ ایسا کرو گے تو تم دیکھو گے جس کی تم سے دشمنی ہو گی وہ تمہارا دلی دوست بن جائے گا۔ یہ بات انہیں لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو صبر کرتے ہیں اور انہیں کو حاصل ہوتی ہے جو بڑے نصیب والے ہوتے ہیں۔

انجیل کا حکم :

خبردار! اپنے راست بازی کے کام آدمیوں کے سامنے دکھانے کے لیے نہ کریں نہیں تو تمہارے باپ کے پاس جو آسمانوں میں ہے تمہارے لیے کچھ اجر نہیں ہے۔ پس جب تو خیرات کرے تو سامنے نرسنگانہ بجوا۔ جیسا ریاکار عبادت خانوں اور کوچوں میں کرتے ہیں تاکہ لوگ ان کی بڑائی کریں۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر پا چکے ہیں۔ بلکہ جب تو خیرات کرے تو تیرا داہنا ہاتھ کرتا ہے تو بایاں ہاتھ کو معلوم نہ ہو تاکہ تیری خیرات پوشیدہ رہے۔ اس طریقہ سے تیرا باپ جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تجھے بدلہ دے گا۔

قرآن حکیم کے احکام :

قرآن حکیم میں خیرات کے بارے میں حکم اس طرح سے ہے۔

ان تبدوا الصدقات فنعما ھی وان تخفوھا وتو توھا الفقراء فھو خیر لکم (33)

البقرہ ۲:۲۷۱

اور اگر تم خیرات کو ظاہر میں دو تو یہ دینا بھی اچھا ہے اور اگر اس کو چھپاؤ اور حاجت مندوں کو دو تو یہ تمہارے حق میں زیادہ بہتر ہے۔

Marfat.com

ار ء يت الذی یکذب بالدین ط فذلک الذی یدع الیتیم ولا یحض علی طعام المسکین ط فویل للمصلین الذین هم عن صلاتهم ساهون الذین هم یراء ون ویمنعون الماعون (34) الماعون ۱۵۷ : ۱۔۷

یعنی کیا تم نے اس شخص کو بھی دیکھا جو روز جزا کو جھٹلاتا ہے۔ یہ تو وہی کم بخت ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور محتاج کو کھانا کھلانے پر لوگوں کو ترغیب نہیں دیتا۔ تو ایسے نمازیوں کو تباہی ہے جو اپنی نماز سے غافل رہتے ہیں' جو ریاکاری کرتے ہیں اور روزمرہ استعمال کی ضروری چیزیں بھی عاریتاً نہیں دیتے۔

یایها الذین آمنو ا۔ لاتبطلوا صدقتکم بالمن والاذی کالذی ینفق ماله رئاء الناس ولا یوسن بالله والیوم الاخر (35) البقره : ۲۔ ۲۶۴

یعنی اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور دکھ دے کر اکارت نہ کرو جیسے کوئی اپنا مال محض لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتا اور اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا۔ تو اس کے مال کی مثال اس چٹان کی سی ہے جو تھوڑی سی مٹی پڑی ہو اور اس پر زور کا مینہ برس کر اسے صاف کر ڈالے۔

قرآن ' بابا نانک اور گرنتھ صاحب

اسلام کے اصول توحید اور انسانی مساوات کی روشنی جب اس خطے میں داخل ہوئی تو بت کی پوجا اور ذات پات کا سسٹم اور برہمنوں کے غیر عقلی تصورات کے خلاف ایک باغیانہ معاشرہ ابھرا۔ اس معاشرے کے رحجان کا پر جوش ظہور سکھ دھرم کی شکل میں ہوا۔ بقیہ

Marfat.com

دوسرے سماجوں میں بھی ایک ہلچل آہستہ آہستہ پیدا ہوئی۔ اور اس نے آریہ سماج کی شکل اختیار کی۔ پھر ہندوستان کی تاریخ پر اسلام کے مزید اثرات غیر شعوری طریق سے کارگر ہو کر ہر یجن تحریک کی صورت میں ظاہر ہوئے۔

بابا نانک کا مزاج صوفیانہ ہے اور ان کو روشنی بھی اسلام ہی کے راستے سے پہنچی۔ مختصر یہ کہ سکھ مذہب کے بانی گرونانک صاحب اسلامی تعلیم سے بہت متاثر تھے' انہوں نے اپنے کلام میں جگہ جگہ عربی کے الفاظ کو بھی استعمال کیا ہے۔

والد کا مالک کرے ہاک قرآن کتب تے پاک (گرنتھ صاحب صفحہ 896 سطر آخری رام کلی محلّہ 5)

آپ غور کریں لفظ مالک کے علاوہ قرآن کا بھی تذکرہ کیا گیا ہے اور اس کے ساتھ توضیعی لفظ پاک موجود ہے۔

کل پروان کتب قرآن
پوتھی پنڈت رہے پران
نانک ناؤ بھیا رحمٰن
کر کرتا تو ایکو جان

(گرنتھ صاحب صفحہ 93 رام کلی محلہ پہلا)

غرضیکہ گرنتھ صاحب میں کئی جگہ عربی الفاظ بیان کئے گئے ہیں۔ قرآن پاک پر ہر مسلمان کا ایمان لانا فرض اعلیٰ ہے درحقیقت یہی وہ کتاب مقدس ہے جس کے پڑھنے اور عمل

Marfat.com

کرنے سے حیوان سے آدمی اور آدمی سے انسان بن جاتا ہے گرونانک صاحب فرماتے ہیں کہ توریت 'زبور' انجیل 'وید کتاب کو خود بھی پڑھا کر اور سنایا کر۔ اس جہالت کے دور میں اگر کوئی کتاب دنیا کو گناہوں سے بچا سکتی ہے تو وہ صرف اللہ کریم کی کتاب قرآن مجید ہے۔ گرونانک لکھتے ہیں۔

کھاون قسم قرآن دی کارن دنی حرام
آتش اندر سڑسن آکھے نبی کلام

(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ 145)

Marfat.com

حوالہ جات :

1۔ القرآن، سورۃ البقرۃ 24,23:2
2۔ ایضاً سورۃ الحجر 9:15
3۔ ایضاً سورۃ بنی اسرائیل 9:17
4۔ ایضاً، سورۃ البقرۃ 163:2
5۔ ایضاً، سورۃ محمد 19:47
6۔ ایضاً، سورۃ المومن 66:40
7۔ ایضاً، سورۃ الانعام 1:6
8۔ ایضاً، سورۃ النساء 116:4
9۔ ایضاً، سورۃ الاخلاص 112:1-4
10۔ ایضاً، سورۃ بنی اسرائیل 23,22:17
11۔ ایضاً، سورۃ الاعراف 139,138:7
12۔ ایضاً، سورۃ بنی اسرائیل 25-23:17
13۔ ایضاً، سورۃ لقمان 31: 15,14
14۔ ایضاً، سورۃ بنی اسرائیل 32:17
15۔ ایضاً، سورۃ النور 31,30:24
16۔ ایضاً، سورۃ بنی اسرائیل 33:17
17۔ ایضاً، سورۃ النساء 93,92:4

Marfat.com

18- ایضاً' سورۃ الممتحنہ 12:60

19- ایضاً' سورۃ المائدہ 39,38:5

20- ایضاً 8:5

21- ایضاً سورۃ النساء 36:4

22- ایضاً' سورۃ ق 38:50

23- ایضاً' سورۃ الرحمان 29:55

24- ایضاً' سورۃ الجمعہ 10,9:62

25- ایضاً' سورۃ المائدہ 89:5

26- ایضاً' سورۃ الفرقان 74-63:25

27- ایضاً' سورۃ الشوریٰ 43-37:42

28- ایضاً' سورۃ الحشر 24-22:59

29- ایضاً' سورۃ الفاتحہ 7-1:1

30- ایضاً' سورۃ الجمعہ 1:62

31- ایضاً' سورۃ البقرۃ 255:2

32- ایضاً' سورۃ حم السجدۃ 35-33:41

33- ایضاً' سورۃ البقرۃ 271:2

34- ایضاً' سورۃ الماعون 7-1:107

35- ایضاً' سورۃ البقرۃ 264:2

Marfat.com

ماحصل

قرآن کریم سب سے متبرک کتاب ہے جو بہت بڑا اعجاز ہے۔ یہ قرآن ہی ہے جس بدولت ہم نے حقیقت کو پایا۔ اس کی حقیقت کو عمل رسولؐ سے سمجھا جیسا کہ خود قرآن کریم میں ارشاد ہے:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (انساء ٤:٨٠)

ترجمہ : جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کا حکم مانا۔

یعنی جو بھی آداب، فضائل، برکات اور احکامات قرآن میں درج ہیں آپؐ ان تمام کا زندہ جاوید عملی نمونہ تھے۔

روایت ہے کہ حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا گیا کہ کہ حضور ﷺ کا اخلاق بیان فرمایئے تو آپؓ نے فرمایا کان خلقه القرآن آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا یعنی آپ ﷺ قرآن کی جملہ تعلیمات کی عملی تفسیر تھے یہی وجہ ہے کہ رب کائنات نے فرمایا:

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ (2)

قرآن کریم ہمارے لیے کتاب کامل، دستور زندگی، ضابطہ حیات اور عام انسان کا انتہائی مکمل منشور ہے۔ قرآن کریم ہماری زندگی کے ہر شعبے پر حاوی ہے۔ معیشت، سیاست، معاشرت، حکومت، اور تجارت سب کچھ قرآن میں موجود ہے۔ غرضیکہ آرام سکھ چین عروج کامیابی عزت دولت مروت اور شہرت ان تمام کا منبع و مرکز اور ذریعہ حصول قرب الہی قرآن کریم ہے۔

Marfat.com

آیئے ہم عہد کریں کہ مطالعہ قرآن اور اس پر عمل پیرا ہونا ہمارا مقصد حیات ہو گا' قرآن کریم کی تمام نعمتوں سے اپنے آپ کو مالا مال کریں گے' قرآنی احکام کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنائیں گے اور فضائل قرآن سے پورا پورا استفادہ کریں گے۔ قرآن کریم کا مقصد اگر ایک لفظ میں بتایا جائے تو وہ لفظ ہے "عمل" علامہ اقبالؒ کا ارشاد ہے۔

گر تو می خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بقرآں زیستن

حوالہ جات :

1۔ القرآن' سورۃ الاحزاب 21:33
2۔ معارف القرآن' جلد 8' سورۃ قلم

Marfat.com

کتاب نامہ

اعجاز القرآن	علامہ شبیر احمد عثمانی
تفسیر جوہر القرآن	مولانا غلام اللہ
فضائل قرآن	مولانا محمد زکریا
قرآن اور علم جدید	ڈاکٹر محمد رفیع الدین
تفہیم القرآن	مولانا سید ابو الاعلیٰ مودودی
تاریخ القرآن	پروفیسر عبد الصمد صارم
الفوز الکبیر	شاہ ولی اللہ
سیرت رسول عربی ﷺ	نور بخش توکلی
سیرت النبی ﷺ	علامہ شبلی نعمانی
الاتقان	علامہ جلال الدین سیوطی
ضیاء القرآن	پیر محمد کرم شاہ
تفسیر طبری	محمد ابن جریر طبری
تفسیر کبیر	فخر الدین رازی
فصل الخطاب	علی نقی نقوی
تفسیر نعیمی	مفتی احمد یار خان نعیمی
تفسیر کشاف	علامہ زمخشری
تفسیر معارف القرآن	مفتی محمد شفیع
تفسیر روح صدق	پروفیسر غلام وارث

Marfat.com

تفسیر بیضاوی	قاضی بیضاوی
تفسیر ابن کثیر	علامہ ابن کثیر
تفسیر روح البیان	اسماعیل حقی
تفسیر روح المعانی	محمود آلوسی
سیارہ ڈائجسٹ	قرآن نمبر

احادیث:

1۔ بخاری

2۔ مسلم

3۔ ترمذی

4۔ بیہقی

5۔ مشکوٰۃ

لغت: 1۔ مجمع البیان 2۔ احکام القرآن 3۔ قاموس

تمت بالخیر

الحمد للہ رب العالمین بجاہ سید المرسلین

Marfat.com

قرآن

(حکمت، اعجاز، فضیلت)

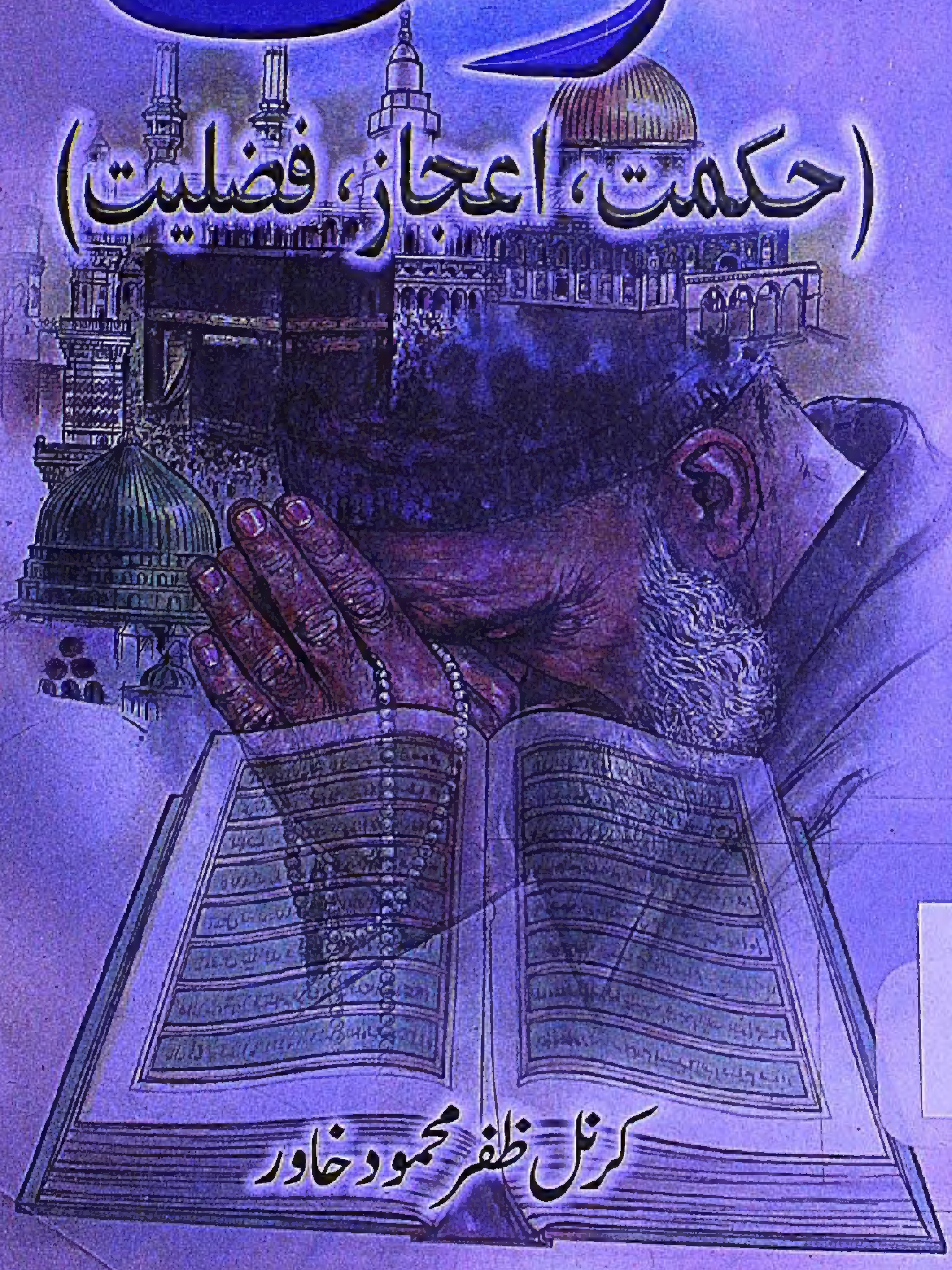

کرنل ظفر محمود خاور

Marfat.com